WWW.PAKSOCIETY.COM
www.paksociety.com
www.paksociety.com
اقرارِ محبت
نادیہ فاطمہ رضوی
WWW.PAKSOCIETY.COM

تمہیں ہر وقت سوچوں میں، تمہیں ہر وقت چاہوں میں
کئی برسوں کی یہ عادت مری نس نس میں اب بھی ہے
وہ جس نے خاک کر ڈالے مرے ارمان و حسرت تک
اسی بے درد کی چاہت مری نس نس میں اب بھی ہے

''آ گئی میری بچی!'' مما کی محبت سے لبریز نرم و میٹھی سی آواز پر وہ مما کی والہانہ و ممتا بھری نگاہیں خود پر مرکوز پا کر ایک طمانیت محسوس کر کے مسکرا دی۔

''مما! آج کالج میں سارا دن میری طبیعت کچھ بوجھل سی رہی۔ پڑھائی میں بھی دل نہیں لگ رہا تھا اس لیے چھٹی لے کر ذرا جلدی آ گئی ورنہ آج میرا کیمسٹری کا پریکٹیکل تھا۔'' لاج نرمی سے بولی تو مما نے تشویش و فکر میں گھر کر اپنا ہاتھ سینے پر دھرا۔

''کیوں میری جان! میری رانی بیٹی کی طبیعت کیوں بوجھل تھی؟'' انتہائی بے قراری سے وہ لاج کی طرف بڑھیں اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر استفسار کرنے لگیں۔ لاج اپنے لیے مما کا پیار محسوس کر کے مسرور سی ہو گئی۔

''یا اللہ میں کتنی خوش نصیب ہوں کہ میری ماں مجھ سے اتنا پیار کرتی ہے۔ شاید ہی کوئی ماں اتنا پیار کرتی ہو حالانکہ......!'' اس نے دل میں سوچا۔

مما کے چہرے پر ہنوز تشویش و گھبراہٹ کے گہرے رنگ پا کر لاج ان کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے محبت سے لبریز لہجے میں بولی۔

''میری پیاری مما! آپ کی بیٹی کو کچھ نہیں ہوا اور جب تک میری پیاری سی مما کا پرشفیق وجود میرے ساتھ ہے مجھے کچھ نہیں ہو سکتا۔ بس ذرا طبیعت بوجھل ہے''

''اچھا تو تم آرام کرو، میں تمہارے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں فریش ہو جاؤ گی۔'' مما تیزی سے بولیں اور پھر اس کے نہ نہ کرنے کے باوجود اسے زبردستی کمرے میں لٹا کر چائے بنانے کچن میں چلی گئیں۔

❁......❁......❁

''آنٹی! لاج کی طبیعت اب کیسی ہے، وہ کہاں ہے؟ مجھے اس سے ابھی ملنا ہے۔ جب سے آپ نے مجھے اس کی طبیعت کے بارے میں بتایا ہے، میں بہت پریشان ہوں۔''

لاج شام کو سو کر اٹھی تو اس نے اپنی طبیعت کو کافی بہتر محسوس کیا وہ کمرے سے نکل کر لاؤنج کی جانب آ رہی تھی کہ نبیل کی آواز پر چند ثانیے کے لیے اس کے قدم رک گئے۔

''اُفوہ! آپ لوگ تو ایسے پریشان ہو رہے ہیں جیسے مجھے کوئی بڑی بیماری ہو گئی ہو۔'' لاج ان دونوں کے سامنے آ کر مسکراتے ہوئے بولی تو نبیل نے انتہائی بے تابانہ لہجے میں کہا۔

''خدا نہ کرے کہ تمہیں کچھ ہو بلکہ تمہاری ہر تکلیف مجھے مل جائے تو میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھوں گا۔''

لاج یہ سن کر مما کی موجودگی کے خیال سے خفیف سی ہو گئی۔ پھر سہولت سے کہنے لگی۔

''کیا ہو گیا ہے نبیل! میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔''

''اوہ! اللہ کا شکر ہے۔'' نبیل ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے بولا۔

''تم دونوں بیٹھو باتیں کرو میں ابھی آتی ہوں۔'' یہ کہہ کر مما دونوں کو تنہائی فراہم کر کے کچن کی جانب چل دیں۔

''نبیل! تم پلیز مما کے سامنے ایسی باتیں مت کیا کرو، مجھے اچھا نہیں لگتا۔'' ان کے جانے کے بعد لاج کچھ بے زار لہجے میں بولی۔

''اوہ لاج! میں کیا کروں، تمہیں دیکھ کر خود پر اختیار

نہیں رہتا اور تم اتنی ظالم ہو کہ میری بے تابی تمہیں اچھی نہیں لگتی۔" نبیل مخمور لہجے میں بولا۔

"نبیل پلیز! تم کم از کم مما کا ہی لحاظ کرلیا کرو ہر وقت اس طرح کی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔" لاج چڑ کر بولی۔

لاج کی بے زاری دیکھ کر نبیل کو غصہ آ گیا۔

"لاج! تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟ میں کوئی غیر نہیں جس سے تم اس قدر بھاگتی ہو۔ میں تمہارا منگیتر ہوں اور بہت جلد ہماری شادی ہونے والی ہے اور تم میرے ساتھ اس طرح کا رویہ کیوں رکھتی ہو؟" نبیل ناگواری سے بولا تو لاج کو بھی اپنی بیزاری کا احساس ہوا۔

"پلیز نبیل تم ناراض تو مت ہو مجھے معلوم ہے کہ تم مجھ سے بہت محبت کرتے ہو اور جلد ہی ہماری شادی ہونے والی ہے۔ لیکن میں کیا کروں' مجھے تمہارے یہ بے باکانہ انداز اچھے نہیں لگتے۔" لاج بے بسی سے بولی۔

"تم کیسی لڑکی ہو لاج! تمہیں میری محبت بھری باتیں اچھی نہیں لگتیں میری چاہت کے والہانہ انداز تمہیں بے باکی لگتے ہیں' کیوں لاج؟ کیوں تم میرے ساتھ ایسا کرتی ہو' کیا میں تمہیں پسند نہیں؟" نبیل انتہائی مایوسی ودلگرفتگی سے استفسار کررہا تھا۔ جب کہ لاج بری طرح شرمندہ ہوگئی۔

"نہیں نبیل ایسی کوئی بات نہیں ہے' تم میری مما کی پسند ہو۔"

"اور تمہاری پسند......؟" اس بات پر لاج یکدم گڑبڑا سی گئی۔

"ظاہر ہے میری بھی ہو۔" لاج دھیرے سے بولی۔

"اور محبت......؟ کیا میں تمہاری محبت بھی ہوں؟" نبیل اس کا صبیح چہرہ اپنے ہاتھ سے اٹھاتے ہوئے اس کی گہری جھیل کی مانند آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔

"نبیل! میں......" لاج انتہائی جز بز ہوکر اپنی انگلیاں مروڑتے ہوئے فقط اتنا ہی بول سکی۔ نبیل نے ایک کٹیلی مگر شکوہ کناں نگاہ تذبذب کا شکار کھڑی لاج پر ڈالی اور پھر تیزی سے داخلی دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

"نبیل! پلیز میری بات تو سنو۔" لاج نے اسے یوں جاتا دیکھ کر گھبرا کر اسے آواز دی مگر وہ یہ جا وہ جا۔

"کیا ہوا لاج! نبیل کیوں چلا گیا؟" مما چائے کے ساتھ لوازمات سے بھری ٹرالی کھسکاتی ہوئی لاؤنج میں داخل ہوئیں تو لاج کو دروازے کے پاس تنہا و پشیمان کھڑی پاکر پوچھنے لگیں۔

"مما! وہ نبیل مجھ سے خفا ہوکر چلا گیا ہے۔" لاج کا دل بالکل چڑیا کی مانند تھا۔ چھوٹا سا حساس مگر محبت و ہمدردی سے لبریز۔ وہ کسی کو بھی دکھی کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ نبیل کے یوں روٹھ کر چلے جانے سے اس کا حساس دل بے چین ہو اٹھا تھا۔

"تو جانو! تم اسے کیوں ہر بار ناراض کردیتی ہو؟ پھر بعد میں پریشان بھی ہوتی ہو؟" مما اسے اپنے پاس بٹھاتے ہوئے محبت سے بولیں۔

"مما! میں کیا کروں؟ میں ایسا جان بوجھ کر نہیں کرتی مگر ہر بار ایسا کچھ نہ کچھ ہوجاتا ہے کہ اسے کوئی بات بری لگ جاتی ہے۔" لاج لاچاری و شرمندگی کے احساسات میں گھر کر بولی۔

"چندا! نبیل تمہارا منگیتر ہے' کل تمہاری اس سے شادی ہونی ہے وہی تمہارا عمر بھر کا ساتھی ہوگا پھر تم کیوں اس کے ساتھ گھومنے پھرنے اور باتیں کرنے سے کتراتی ہو؟" مما اسے سمجھاتے ہوئے بولیں۔

"مگر مما وہ......"

"بیٹا! نبیل میرا بھانجا ہے' میں اسے بہت اچھی طرح جانتی ہوں' مجھے تم دونوں پر پورا بھروسا ہے کہ تم لوگ کبھی کوئی غلط قدم نہیں اٹھاؤ گے لیکن میری جان! نبیل تم سے جو چاہتا ہے وہ ایسا غلط بھی نہیں ہے۔ یہ ہماری سوسائٹی اور آج کے زمانے کا تقاضا ہے اس میں ایسی کوئی معیوب وقابل اعتراض بات نہیں ہے' حد میں رہ کر ملنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہی تو دن ہوتے ہیں ایک دوسرے کو جاننے کے' شادی کے بعد تو گھرداری اور بچوں میں عورت گھن چکر بن جاتی ہے۔" مما اسے تفصیلی انداز میں

سمجھاتے ہوئے بولیں۔

"اب میں کیا کروں مما!" لاج انتہائی الجھ کر بولی۔

"بس تم وہی کرو جو میں تم سے کہتی ہوں' نبیل بہت اچھا لڑکا ہے' اپنے والدین کا اکلوتا چشم و چراغ زندگی میں آگے بڑھنے اور کامیاب بزنس مین بننے کا جنون رکھتا ہے۔ تمہاری ان دقیانوسی باتوں سے کہیں وہ تم سے بدظن نہ ہوجائے۔" مما اسے تنبیہہ کرتے ہوئے بولیں تو لاج نے سر اثبات میں ہلا کر کہا۔

"میں پوری کوشش کروں گی کہ آئندہ نبیل کو مجھ سے شکایت کا موقع نہ ملے۔"

"شاباش میری گڑیا رانی! مما اس کی کشادہ پیشانی پر پیار کرتے ہوئے بولی تھیں۔

❁......❁......❁

"روحا پلیز! کوئی ترکیب بتاؤ کہ میں نبیل کی ناراضگی دور کرسکوں؟" دوسرے دن کالج کے گارڈن میں لاج اپنی اکلوتی اور پیاری سی دوست روحا سے بولی جو اس کی زندگی کے تمام پہلوؤں سے بخوبی آگاہ تھی۔ کل کی تمام کتھا اسے سنا کر جب لاج نے اس سے مشورہ مانگا تو وہ بری طرح تپ گئی۔

"میرے پاس ایسی کوئی ترکیب نہیں ہے اور ہاں آئندہ مجھے اس نبیل کے چھچھورے ڈائیلاگ مت سنانا۔" روحا اپنی کتابیں گھاس سے اٹھاتے ہوئے بولی اور بیگ اپنے دائیں کندھے پر لٹکا کر کھڑی ہوگئی۔

"اب تمہیں کیا ہوگیا' تم کیوں انگارے چبانے لگیں؟" لاج اسے اٹھتا دیکھ کر خود بھی جلدی سے اٹھی۔

"تم جیسی احمق' بے وقوف اور عقل سے پیدل لڑکی میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھی" روحا تلملا کر بولی۔

"روحا! ہوا کیا ہے؟" لاج نے لاچاری سے استفسار کیا تو روحا نے چڑ کر اس کی جانب دیکھا جہاں اسے صرف معصومیت وسادگی دکھائی دی۔ روحا ایک گہری سانس بھر کر رہ گئی۔

"لاج! اتنی سادگی ولاعلمی اچھی نہیں ہوتی' کبھی کبھی ہماری یہی معصومیت ولاعلمی ہمیں کسی بڑے نقصان سے دوچار کردیتی ہے' جس کی تلافی کسی طور ممکن نہیں ہوتی۔ لاج! یہ دنیا ایسی نہیں ہے جیسی تمہیں نظر آرہی ہے' اس دنیا کے ہر فرد کے کئی چہرے ہیں اور ان چہروں پر سب نے دھوکا' فریب اور مکاری ومنافقت کا نقاب ڈالا ہوا ہے اور جب اپنا مطلب پورا کرنے کا موقع ملتا ہے تو اتنی سرعت سے اپنے چہرے کا نقاب اٹھاتا ہے کہ ہم صرف حواس باختہ سے دیکھتے رہ جاتے ہیں اور اپنے بچاؤ کی بھی کوئی تدبیر نہیں کرپاتے۔" روحا گہری سنجیدگی سے بولی تو لاج نے اسے انتہائی ناسمجھی کے انداز میں دیکھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا روحا! پلیز تم مجھے کھل کر بتاؤ۔"

"میں تمہیں کیا بتاؤں لاج جو باتیں تمہاری مما کو تمہیں سمجھانی چاہیے تھیں وہ بتانا تو درکنار الٹا وہ تمہیں غلط باتیں سکھا رہی ہیں۔ مجھے حیرت ہے۔" روحا کے لفظوں کی چبھن اور لہجے کی تلخی سے لاج کے اندر کڑواہٹ گھل گئی وہ انتہائی ناگواری وسخت انداز میں بولی۔

"شٹ اپ روحا! تمہیں کوئی حق نہیں ہے کہ تم میری مما کے بارے میں ایک بھی لفظ غلط ادا کرو' تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری مما کو موردالزام ٹھہرانے کی......وہ کبھی بھی غلط نہیں ہوسکتیں۔ سمجھیں تم......" وہ پلٹی پھر رک کر بولی۔ تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھرگئی تھیں۔ "تم نے مجھے بہت ہرٹ کیا ہے۔" یہ کہہ کر وہ بیگ سنبھال کر وہاں سے تیزی سے نکلتی چلی گئی۔

"لاج! پلیز میری بات سنو۔" روحا نے اسے پیچھے سے پکارا لیکن وہ ان سنی کرگئی۔

❁......❁......❁

لاج نے نبیل سے اپنے رویے کی تہہ دل سے معافی مانگی تو وہ فوراً مان گیا جیسے اس کے منانے کے انتظار میں ہی تو بیٹھا تھا۔

"لاج تمہاری اس فون کال سے یوں سمجھو کہ میں دوبارہ جی اٹھا ہوں۔ آئی لو یو سوچ مائی سویٹ بے بی!" نبیل کے اس جملے پر لاج کے گال تمتما اٹھے۔

"اوکے نبیل! میں فون بند کررہی ہوں۔" وہ بمشکل بولی۔

"بات تو سنو! آج کا دن میرے لیے بہت لکی ثابت ہوا ہے کیونکہ آج ہماری کمپنی کو ایک اچھا کنٹریکٹ ملا ہے میں یہ خوشی تمہارے ساتھ منانا چاہتا ہوں۔" نبیل بہت مان سے بولا تو لاج کو انکار کرنے کی ہمت نہ پڑی۔

"اوکے! تم شام کو گھر آجانا' میں تیار رہوں گی۔"

"اوہ شکر ہے' یہ ہوئی نا بات۔" نبیل کھلکھلا کر بولا تو لاج نے مسکراتے ہوئے خدا حافظ کہہ کر فون رکھ دیا۔

❁......❁......❁

وہ مما کی مدد سے تیار ہوکر جب نبیل کی گاڑی کے ہارن پر باہر آئی تو نبیل اسے پرشوق نگاہوں سے تکتا چلا گیا۔

"ویری پریٹی! بیوٹی فل گرل! تم بہت حسین لگ رہی ہو۔" ڈارک پرپل کرتی پر جینز اور اسکارف کو سر کے بجائے گلے میں ڈالے وہ اسے بے حد اچھی لگی' لائٹ مگر نفاست سے کیے گئے میک اپ میں وہ بالکل گڑیا لگ رہی تھی۔ وہ جھینپ سی گئی تھی پھر تمام راستے نبیل اس کے حسن کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتا رہا۔

"پتا ہے لاج! میں بہت خوش قسمت ہوں جسے تم جیسی بیوی ملنے والی ہے جو خوب صورت وانتہائی پرکشش ہے۔" ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں کینڈل لائٹ ڈنر کرتے ہوئے نبیل ایک جذب سے بولا۔ لاج محض اسے ایک نظر دیکھ کر رہ گئی۔

"تم یقین کرو میرے سارے دوستوں میں کسی کی بھی بیوی اتنی حسین نہیں ہے' تم میں کچھ ایسا جادو' ایسا نشہ ہے کہ کوئی بھی شخص بنا پیے ہی بہک جائے۔" نبیل بہکے بہکے انداز میں بولا تو نجانے کیوں لاج کے اندر گھٹن بڑھنے لگی۔ مارے الجھن کے اس کا دم گھٹنے لگا۔

"نبیل! مجھے یہاں گھبراہٹ ہورہی ہے پلیز گھر چلتے ہیں۔" وہ بمشکل اپنی اندرونی ودنا سمجھ آنے والی کیفیت پر قابو پا کر بولی مبادا نبیل پھر سے ناراض نہ ہوجائے۔

"ٹھیک ہے' چلتے ہیں مگر گھر نہیں...... کچھ دیر تو بیٹھو' کہیں باہر چلتے ہیں۔" وہ دلنشیں انداز میں بولا۔ اور پھر اس کی نہ نہ کو خاطر میں لائے بغیر اسے دریائے راوی کے کنارے پر لے آیا۔ لاج نے آسمان کی جانب دیکھا تو کالے رنگ کی ردا اوڑھے آسمان پر آج ستارے بھی کہیں کہیں دکھائی دیے آج چاند نہیں تھا۔ "جانے آج فلک کیوں اداس ہے؟" لاج نے آسمان کو تکتے ہوئے سوچا۔

"محترمہ! اگر تارے گن لیے ہوں تو کچھ توجہ ہم غریبوں پر بھی کردیجیے جو آپ کے قدموں پر اپنا دل رکھے آپ کی ایک نگاہ التفات کے منتظر ہیں۔" نبیل اس کے چہرے کو اپنی نگاہوں کی گرفت میں لیتے ہوئے بولا۔

"ہاں...... کیا کہہ رہے تھے تم؟" لاج نے چونک کر استفسار کیا تو نبیل اسے کچھ پل دیکھتا رہ گیا پھر دھیرے سے آ کر اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔

"لاج! میں چاہتا ہوں کہ ہماری شادی جلد از جلد ہوجائے' اب میں تم سے مزید دور نہیں رہ سکتا۔" نبیل کی بات پر لاج نے اسے چونک کر دیکھا پھر بری طرح گھبرا کر بولی۔

"نبیل! چھ ماہ پہلے ہماری منگنی ہوئی تھی تو تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میرے گریجویشن تک تم شادی کا کوئی تذکرہ نہیں کروگے۔ ابھی تو میں تھرڈ ایئر کا امتحان دوں گی۔"

"تو کیا ہوا ڈیئر! تم شادی کے بعد بھی اپنی پڑھائی جاری رکھ سکتی ہو۔ میں منع تھوڑی کروں گا۔" نبیل بے پروائی سے بولا تو لاج نے اسے ناگواری سے دیکھا۔

"نہیں نبیل! گریجویشن سے پہلے میں ہرگز شادی نہیں کروں گی۔" وہ ضدی لہجے میں بولی تو نبیل نے اسے انتہائی والہانہ نگاہوں سے دیکھا۔ اور پھر اس کی جانب جھکتا چلا گیا' لاج گھبرا کر پیچھے ہٹی۔

"جان نبیل تمہاری ایک "ہاں" سے مجھے زندگی ضرور مل جائے گی۔" نبیل کے اس انداز پر لاج کو اپنے اوسان خطا ہوتے ہوئے محسوس ہوئے وہ سرعت سے اٹھی اور تیزی سے گاڑی کی جانب بھاگی۔ نبیل اس کے پیچھے آیا تو وہ گاڑی سے ٹیک لگائے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔

"آؤ گھر چلتے ہیں۔" نبیل کی خفگی میں ڈھلی آواز ابھری تو لاج نے بنا اس کی جانب دیکھے فرنٹ ڈور کھولا اور

سیٹ پر براجمان ہوکر نگاہیں باہر کی جانب لگادیں اس بار اسے نبیل کی ناراضگی کی مطلق پروا نہیں تھی بلکہ اب وہ خود اس سے خفا تھی۔

❁......❁......❁

"لاج پلیز' میری بات تو سنو......" لاج دو دن بعد کالج آئی تو بے چین سی روحا اسے دیکھتے ہی اس کی جانب دوڑی۔ اس کا سیل آف تھا تو اس نے لاج کے گھر پر بھی معذرت کرنے کے لیے فون کیا تھا مگر اس نے فون بھی اٹینڈ نہیں کیا۔ روحا کی بات سے اسے حقیقی دکھ پہنچا تھا۔ لاج کو تیز تیز قدموں سے کلاس کی طرف جاتا دیکھ کر روحا تقریباً دوڑی تھی۔ مجبوراً لاج کو رکنا پڑا۔

"آئی ایم سوری لاج! میرا مقصد تمہیں دکھی کرنا نہیں تھا۔ میں صرف تمہاری خیرخواہی چاہتی ہوں اچھی دوست' معاف کردو' دیکھو میں کان پکڑتی ہوں۔" روحا نے یہ کہہ کر اپنے ہاتھوں کو لاج کے کان پکڑنے کی غرض سے آگے بڑھایا تو جلدی سے لاج نے اپنے سر کو پیچھے کھسکایا۔

"میرے نہیں اپنے کان پکڑ کے کہو۔" لاج مصنوعی خفگی سے بولی تو روحا نے ہنستے ہوئے اسے گلے سے لگالیا تو لاج نے بھی اسے بھینچ ڈالا۔ روحا اس کی واحد سہیلی تھی' وہ جانتی تھی کہ روحا اس سے کس قدر مخلص ہے مگر یہ بھی حقیقت تھی کہ وہ اپنی مما کے بارے میں ایک بھی منفی لفظ سننے کی روادار نہیں تھی۔

"روحا کی بچی! پتا ہے تجھے میں کتنی اداس رہی؟" لاج اس کی پیٹھ پر دھمو کا جڑتے ہوئے بولی۔

"معلوم ہے مجھے! میں نے اپنے آدمی تمہاری جاسوسی کے لیے چھوڑ رکھے تھے۔" روحا ہنستے ہوئے بولی پھر دونوں اپنی صلح کی خوشی میں کلاس لینے کے بجائے کینٹین کی جانب چلی آئیں اور اب گرم گرم چائے کے ہمراہ سموسوں کا مزا اڑا رہی تھیں۔ باتوں کے دوران لاج نے روحا کو رات کی تمام روداد سناڈالی' چند ثانیے کے لیے روحا چپ سی رہ گئی پھر ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بولی۔

"لاج! کیا یہ سب درست ہے' کیا ایسا ہونا چاہیے؟"

"نہیں روحا! مجھے یہ سب اچھا نہیں لگتا' میں مانتی ہوں کہ وہ میرا منگیتر ہے' کچھ عرصے بعد میں اس کی بیوی بننے والی ہوں مگر......" اتنا کہہ کر اس نے اپنا سر ہاتھوں میں گرالیا پھر قدرے توقف کے بعد سر اٹھا کر بولی۔

"میرے اس طرح وہاں سے بھاگ کر چلے آنے سے وہ الٹا مجھ سے ناراض ہوگیا' ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی اس نے اتنی تیز گاڑی چلائی کہ میں دل ہی دل میں سہم گئی' ہم دونوں کے درمیان پھر کوئی بات نہیں ہوئی۔ مگر جب اس نے گھر کے گیٹ کے آگے اتارا تو انتہائی کٹیلے انداز میں بولا کہ' یا تو تم اپنی یہ اسٹوپڈ شرم وحیا کو چھوڑ دو یا پھر مجھے!" لاج نے انتہائی افسردگی سے روحا کو بتایا۔

"تو پھر تم نے کیا سوچا؟" روحا اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو بغور دیکھتے ہوئے بولی۔

"روحا! نبیل مما کی پسند ہے' ان کا بھانجا ہے اور وہ چاہتی ہیں کہ نبیل ہی ان کا داماد بنے۔"

"اور تم کیا چاہتی ہو؟"

"میں کیا چاہتی ہوں؟" روحا کے استفسار پر لاج نے چونک کر خود سے کہا۔

"میں......! روحا میں کیا چاہوں گی؟ مجھے نہیں معلوم کہ میں کیا چاہتی ہوں میں تو خود سے بھی ناآشنا ہوں' میں جب بھی غور سے آئینہ دیکھتی ہوں تو اپنی پرچھائی سے سوال کرتی ہوں کہ لاج ابراہیم کون ہے؟ اس کے دل کی خوشی کیا ہے' اس کے روح کی طمانیت کیا ہے؟" لاج خود فراموشی کے عالم میں بولتی چلی گئی۔ روحا نے انتہائی دکھ بھری نگاہوں سے اپنی عزیز از جان سہیلی کو دیکھا۔

"اچھی لڑکی! تم تو خود سے ملنے سے پہلے ہی اپنا آپ کھورہی ہو' اپنی شخصیت کو پامال کررہی ہو' ایسا مت کرو میری جان!" روحا روہانسے لہجے میں بولی تو لاج نے یوں چونک کر اسے دیکھا جیسے گہری نیند سے یکدم کسی نے انتہائی بے دردی سے جھنجوڑ کر بیدار کردیا ہو۔

"پتا ہے لاج تم حد سے زیادہ سادہ ہو۔" روحا نے اسے پیار بھرے لہجے میں کہا تو لاج ایک تھکی تھکی سی سانس

بھر کررہ گئی۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

سردیوں نے اپنا بوریا بستر سمیٹنا شروع کردیا تھا۔ پتے پھول اور درخت جو سردیوں میں یاسیت وخاموشی کا بے رنگ لبادہ اوڑھے ہوئے تھے انہوں نے بہار کی آمد کی تیاریاں زوروشور سے شروع کردی تھیں' ہوا میں جاتی سردی کی میٹھی میٹھی سی ٹھنڈک گنگنارہی تھی' باغوں میں کوئل کی چہکاریں شروع ہوچکی تھیں' مالی نے موسم بہار کی مناسبت سے باغ میں پھول لگادیے تھے۔ ہرا بھرا صاف ستھرا لان نگاہوں کو بہت بھلا محسوس ہورہا تھا۔ لاج کو کچھ کپڑوں کی خریداری کرنی تھی۔ نبیل آج کل بزنس کے سلسلے میں ایک ہفتے کے لیے لاہور گیا ہوا تھا ورنہ مما ضرور لاج کو نبیل کے ہمراہ بھیجتیں چونکہ دو منزڈے ہائی سوسائٹی کی خواتین کے لیے ایک فنکشن کی مانند تھا لہٰذا اس کی تیاریوں کے سلسلے میں مما بہت مصروف تھیں' لاج مما سے پوچھ کر روحا کے ہمراہ شاپنگ کی غرض سے بازار چلی آئی چونکہ لاج کو شاپنگ ہمیشہ مما یا نبیل نے کروائی تھی لہٰذا اس کام میں وہ بالکل زیرو تھی۔ اب بھی روحا ہی اس کے لیے کپڑے منتخب کررہی تھی۔ جبکہ لاج دکان میں رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھی باہر آتے جاتے لوگوں کو وقت گزاری کی غرض سے دیکھ رہی تھی کہ اچانک اس کی نگاہ ایک پیاری سی لڑکی پر پڑی بلیو رنگ کے شلوار سوٹ میں خوبصورت سی کڑھائی والی چادر سر پر اوڑھے وہ بہت باوقار اور کیوٹ لگ رہی تھی جبکہ اس کے ساتھ نہایت ہی ہینڈسم اور اسمارٹ سا لڑکا اس سے کسی بات پر تکرار کررہا تھا شاید وہ اس لڑکی کا شوہر تھا۔ لاج کافی دلچسپی سے ان دونوں کو دیکھنے میں محو تھی' وہ لڑکی اس دکان میں آنا چاہتی تھی جہاں روحا اور لاج موجود تھے۔ بالآخر وہ اس دکان کی اندر آہی گئی اور ڈمی پر سجے ملبوسات کو دیکھنے لگی۔

"سحرش! تم تو اس طرح بی ہیو کررہی ہو جیسے کچھ بھی نہیں ہے تمہارے پاس۔ کان کھول کر سن لو! اب میں تمہیں ایک سوئی بھی نہیں دلواؤں گا۔ غضب خدا کا میرے پورے مہینے کی تنخواہ تمہاری شاپنگ کی نذر ہوگئی۔" وہ شخص جھنجلا کر اس پر برسا تھا۔

"پلیز! بس ایک اور سوٹ۔" وہ لڑکی لجاجت سے بولی تو وہ لڑکا جس کا پیمانہ صبر شاید اب لبریز ہوچکا تھا' بڑی سہولت سے اس کی کلائی تھام کر اسے دکان سے باہر لے جانے لگا۔ "اف آپ کتنے کنجوس ہیں۔" لڑکی کا آخری جملہ لاج کے کانوں میں پڑا تو وہ بے ساختہ مسکرا اٹھی۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

"آپ لاج سے ملنے کیوں آئے ہیں؟" ملکہ بیگم انتہائی کڑے تیوروں سے زاہد رحمان سے استفسار کررہی تھیں جنہیں اپنے گھر زاہد رحمان کا آنا سخت ناگوار گزرا تھا۔

"لاج میرے مرحوم دوست کی بیٹی ہے' اس ناتے سے وہ میری بھتیجی ہے' میں اس حیثیت سے اس سے ملنے آیا ہوں۔" زاہد رحمان' ملکہ بیگم کے لہجے کے برعکس ٹھنڈے' ہموار انداز میں بولے۔

"ہونہہ! جب سگے رشتوں نے ایک بار بھی مڑ کر اس کی خبر نہیں لی تو آپ کو بھی یہ زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" ملکہ بیگم رعونت سے بولیں۔

"اب جب میں نے زحمت کرہی لی ہے تو ایک بار آپ مجھے لاج سے ملوادیجیے۔ آخر آپ کیوں مجھے اس سے ملانے سے انکاری ہیں؟" اب کی بار زاہد رحمان کے لہجے میں بھی جھنجلاہٹ کے رنگ موجود تھے جنہیں محسوس کرکے ملکہ بیگم قدرے ڈھیلی پڑگئیں۔

"بھائی صاحب! ایسی کوئی بات نہیں ہے' میں نے اسے اپنی ہتھیلی کا چھالا بنا کر پالا ہے' وہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ اس کے پاپا کے جانے کے بعد میں اس کے لیے بہت حساس ہوگئی ہوں' میں نہیں چاہتی کہ اسے کسی قسم کی تکلیف پہنچے یا پھر اسے یہ حقیقت معلوم ہو کہ اس کے ددھیال والوں نے اسے غیر سمجھ کر کتنی حقارت وتنفر سے دھتکار دیا تھا۔" ملکہ بیگم گلوگیر لہجے میں بولیں تو رحمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں بھابی! میں اسے کچھ نہیں بتاؤں گا۔ بس اپنے مرحوم دوست کی نشانی کو ایک بار دیکھنا چاہتا ہوں۔"

ملکہ بیگم اپنی نفیس سی ساڑی کے پلو سے آنکھیں خشک کرتے ہوئے بولیں۔

"لاج ذرا باہر گئی ہے' اس وقت گھر پر نہیں ہے۔"

"اوہ! مگر میں تو آج رات کی فلائٹ سے جارہا ہوں' یہاں صرف دو دن کے لیے آیا تھا۔" زاہد رحمان افسوس سے بولے اور ملکہ بیگم سے پھر کبھی آنے کا کہہ کر باہر آئے تو ایک نوعمر پیاری سی لڑکی کو دور سے کچھ شاپنگ بیگز لادے آتے ہوئے دیکھا۔ وہ قریب آئی تو زاہد رحمان اپنی جگہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ لاج کی آنکھیں دیکھ کر بے ساختہ انہیں یاسمین کی آنکھیں یاد آگئیں اور ہونٹ بھی ہو بہو یاسمین جیسے تھے۔ لاج نے ایک اجنبی کو اپنے ہی گھر میں اسے بغور تکتا ہوا پایا تو انہیں استفہامیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے وہیں رک گئی۔

"بیٹا! تم ہی لاج ہو نا! ابراہیم اور یاسمین کی بیٹی؟" اس شخص نے مسرت واشتیاق کی ملی جلی کیفیت میں کہا تو لفظ "یاسمین" بے ساختہ لاج کے ہونٹوں سے نکلا۔ آج کتنے عرصے بعد کسی کے منہ سے اس نے یہ نام سنا تھا۔ وہ الجھ کر اس اجنبی کو دیکھنے لگی زاہد رحمان نے لاج کی نگاہوں میں لکھی تحریر کو بخوبی پڑھ لیا تھا۔

"بیٹا! میں تمہارے پاپا کا دوست ہوں۔" انتہائی غیر متوقع جملہ سن کر لاج نے ان کی جانب دیکھا تھا۔

"آ..... آپ پاپا کے دوست ہیں مگر آج سے پہلے تو آپ کبھی نہیں آئے۔"

"میں پچھلے اکیس سالوں سے امریکا میں مقیم تھا۔ ابھی کچھ دن پہلے ہی پاکستان اپنے آبائی شہر آیا ہوں۔ تمہارے پاپا سے فون پر میری بات ہوتی تھی۔" لاج کے سوال پر زاہد رحمان نے اسے بتایا۔

"انکل! آپ پاپا کو کب سے جانتے تھے؟" لاج نے ان کے قریب آکر اشتیاق ومعصومیت سے پوچھا تو زاہد رحمان نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

"ہم دونوں امریکا ساتھ ہی گئے تھے۔"

"اچھا!" وہ حیرت کے عالم میں بولی۔ "تو پھر آپ میری ماں کو بھی......" یہ کہتے کہتے یکدم اس نے اپنی زبان دانتوں تلے دبالی مگر زاہد رحمان سن چکے تھے۔

"جانتا تھا...... بہت اچھی طرح سے جانتا تھا بلکہ ہم تینوں کلاس فیلو بھی تھے۔" یہ کہتے کہتے وہ کھوسے گئے پھر تیزی سے بولے۔

"بیٹا! تم یہ میرا کارڈ اپنے پاس رکھو۔ تمہیں کوئی بھی کام ہو تو مجھ سے رابطہ کرنا۔" وہ اسے حیران چھوڑ کر مین گیٹ کی جانب چل دیے۔ لاج نے انہیں آواز دے کر روکنا چاہا مگر وہ روک نہ سکی۔ اس نے اپنے ہاتھ میں تھامے کارڈ کو غور سے دیکھا پھر سر جھٹک کر اندر چلی آئی' مما لاؤنج میں موجود نہیں تھیں وہ پیکٹ کمرے میں رکھنے کی غرض سے سیڑھیاں چڑھ گئی۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

اس بار نجانے کیا ہوا تھا کہ نبیل نے صلح کرنے میں خود پہل کی تھی۔ مما کے سمجھانے اور ان کی خواہش کے مطابق وہ پھر سے نبیل سے نارمل لہجے میں بات کرنے لگی تھی۔ البتہ نبیل اب کچھ محتاط ہوگیا تھا۔ آج مما کسی پارٹی میں نہیں گئی تھیں بلکہ اپنی لاڈلی بیٹی کا سر اپنی گود میں رکھے اس کے سر کو سہلارہی تھیں۔ لاج بھی ادھر ادھر کی باتیں کررہی تھی کہ اچانک اسے کچھ یاد آیا۔

"مما! پاپا کا بزنس ٹھیک تو چل رہا ہے نا پچھلے ماہ آپ نے بتایا تھا کہ کمپنی بہت خسارے میں جارہی ہے۔"

"ہاں میری چندا تم فکر مت کرو' میں اور نبیل دیکھ رہے ہیں مگر بیٹا کمپنی بہت بری حالت میں آگئی ہے' ہوسکتا ہے کہ ہمیں اسے بیچنا پڑے ورنہ تو کچھ عرصے میں دیوالیہ بھی ہوسکتا ہے۔" مما کی بات پر لاج نے انتہائی متفکر ہوکر سر اٹھایا۔

"اوہ مما! پھر کیا ہوگا؟"

"میری جان! تم پریشان مت ہو فی الحال نبیل نے کمپنی کو سنبھالا ہوا ہے۔ ان شاء اللہ سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔" مما نے اس انداز سے اسے تسلی دی کہ وہ

قدرے مطمئن سی ہوگئی پھر ادھر ادھر کی باتیں کرتے اچانک نبیل کی ذات موضوع بن گئی۔

''مما! نبیل کہتا ہے کہ میں انتہائی قدامت پرست اور پینڈو لڑکی ہوں مجھے پہننے اوڑھنے کا سلیقہ نہیں، مجھ میں کوئی بوڑھی روح سمائی ہے جو میں گھومنے پھرنے اور پارٹیز میں نہیں جاتی۔'' لاج منہ بنا کر بولی تو مما ہنس دیں۔

''بیٹا نبیل کی زندگی کا بہت عرصہ لندن میں گزرا ہے وہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور وسیع ذہن کا مرد ہے وہ عورت کو سات پردوں میں چھپا کر اور اسے گھر کی چار دیواری میں مقید کرکے اس کی صلاحیتوں کو زنگ لگانے کا قائل نہیں ہے وہ آج کے دور کا ترقی پسند لڑکا ہے جہاں مرد و عورت برابر ہیں، جہاں عورت صرف بچے پیدا کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ شوہر کی ترقی میں اس کا بھی اہم کردار ہے جسے اسے نبھانا چاہیے اور یہی وقت کا تقاضا ہے اور اگر ہم وقت کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر نہیں چلیں گے تو تیز چلنے والوں کے پیروں تلے کچل کر روند ڈالے جائیں گے۔'' مما اس کے گھنگریالے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بولیں۔

''مگر مما! پاپا تو کہتے تھے کہ عورت کا اصل حسن شرم و حیا ہے۔''

''میری جان! بالکل، عورت کا حسن شرم و حیا میں ہے مگر عورت پر یہ فرض بھی ہے کہ وہ اپنے شوہر کا کہا مانے، جو وہ اسے کھلائے وہ کھائے، جو اسے پہنائے وہ پہنے، شرم و حیا اپنی جگہ مگر دور حاضر کے بھی تقاضے پورے کرنے ہیں نا، اور پھر شرم و حیا تو آؤٹ آف فیشن چیز ہے، اب عورت کا اصل حسن یہ ہے کہ لوگ اس کے حسن و اخلاق کے گیت گائیں، اس کی ذہانت و بولڈنیس سے متاثر ہوں۔'' ملکہ بیگم یہ کیسا سبق پڑھا رہی تھیں لاج کو، لاج کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا مگر لاج خاموشی سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔

❁......❁......❁

اس دن لاج بے حد اداس تھی۔ روحا اپنی نانو کی بیماری کی وجہ سے کچھ دنوں کے لیے گجرانوالہ چلی گئی تھی۔

''آنٹی میں یہی بات لاج کو ہزار بار سمجھانے کی کوشش کرچکا ہوں مگر لاج تو کچھ سمجھنا ہی نہیں چاہتی۔''

کالج سے واپسی پر لاج نے جونہی لاؤنج میں قدم رکھا، نبیل کی جھنجلائی ہوئی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔ لاج چند ثانیے کے لیے اپنی جگہ کھڑی سی رہ گئی۔ مما لاج کو اندر داخل ہوتا دیکھ چکی تھیں۔

''میری بچی بہت سادہ اور بھولی ہے، اسے ایسی ایکٹی ویٹیز کا شوق نہیں ہے مگر مجھے معلوم ہے میری بات وہ کبھی نہیں ٹالتی۔ کیوں لاج جانو! میں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا؟'' مما اس کی جانب مسکرا کر دیکھتی ہوئی تائید طلب انداز میں بولیں تو لاج یکدم سر ہلا گئی۔

''اوکے آنٹی! میں آپ کی بات مان لیتا ہوں، کل رات میں اسے اپنی ایک ڈنر پارٹی میں لے جانا چاہتا ہوں، اس سے کہیے گا کہ تیار رہے۔'' نبیل اسے یکسر نظر انداز کرکے مما سے بولا اور وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے جانے کے بعد لاج من من کے قدموں کو بمشکل اٹھاتی صوفے پر گرنے کے انداز میں ڈھے گئی۔ ایک عجیب سی بے چینی و بے قراری ہمہ وقت اسے اپنے حصار میں لیے رکھتی، وہ کیا چاہتی ہے اس کا دل کیا چاہتا ہے، مما کیا چاہتی ہیں اور پاپا......! جنہوں نے اسے اس عمر میں وہ باتیں بتائی تھیں جو اس وقت تو اس کی سمجھ میں نہیں آتی تھیں مگر اب کچھ کچھ ادراک ہو رہا تھا۔ حقائق واضح ہو رہے تھے۔

''میری بیٹی لاج، میری لاج ہے میرا فخر، میرا غرور ہے میری ناموس، بیٹا عورت کی شرم و حیا ہی اس کی روح ہے اگر اس نے شرم و حیا کو ترک کردیا تو سمجھو اس کی روح نے اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا پھر وہ محض زندہ لاش بن گئی۔'' پاپا کہتے تھے اور مما...... اس نے اپنا سر اپنے ہاتھوں پر گرا لیا۔

''میری چندا! آخر کیوں تم خود کے ساتھ ساتھ نبیل کی زندگی میں بے سکونی کے رنگ بھر رہی ہو، وہ تمہارا مستقبل، تمہارا ہونے والا شوہر ہے، آخر تم کیوں نہیں اس کے رنگ میں رنگ جاتیں؟ جیسے وہ چاہتا ہے۔'' مما اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولیں تو لاج محض خاموش نگاہوں سے ان کی جانب دیکھ کر رہ گئی اور پھر وہ فیصلہ کرکے اٹھی تاکہ اس اندر ہونے والی کشمکش کا خاتمہ ہوسکے۔

❁......❁......❁

وسیع و عریض لان میں رنگ و بو کا سیلاب امڈ آیا تھا۔ بلند و بالا قہقہے اور گلاسوں کے ٹکرانے کا مدھم مگر مدھر سا شور فضا میں پھیل کر ایک ترنم سا سماں پیش کررہے تھے۔ لان کے کونے پر آرکسٹرا پر ایک شخص بڑی دلکش سی دھن بجا رہا تھا۔ لاج نے جونہی محفل میں قدم رکھا اسے ایک جھٹکا سا لگا وہ چند ثانیے آنکھیں پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھتی رہی۔ یہ کیسی دنیا ہے، یہ کیسی جگہ تھی، یہ کیسے لوگ تھے کیا یہ اسی زمین کے لوگ ہیں؟

لاج اچھی خاصی پزل ہوگئی، وہ پہلی بار اس قسم کی محفل میں آئی تھی جہاں مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہیں تھی جہاں تمام عورتیں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے اور مخالف جنس کی توجہ حاصل کرنے کے لیے پستی میں گری ہوئی تھیں۔

''اوہ ہیلو نبیل ڈیئر! کیسے ہو ہنی؟'' ایک انتہائی الٹرا ماڈرن لڑکی منی بلیک اسکرٹ پر پنک ٹاپ پہنے اٹھلاتی ہوئی نبیل کے پاس آکر بولی۔

''آئی ایم فائن بے بی! ان سے ملو، شی از مائی فیانسی، لاج ابراہیم۔'' نبیل نے انتہائی خوش دلی سے اس کا تعارف کروایا۔

''او!'' پنکی نے اپنے گلابی لبوں کو سیٹی کے انداز میں سکیڑتے ہوئے لاج کو اوپر سے نیچے تک بغور دیکھا۔ مما کے کہنے پر اس نے انتہائی چست پینٹ کے ساتھ بلیک ہی ٹراؤزر زیب تن کر رکھا تھا۔ پنکی اور اس جیسی دیگر لڑکیوں کو دیکھ کر اسے اپنا لباس بہت بہتر لگ رہا تھا۔

''نبیل تمہاری فیانسی تو بہت بیک ورڈ سی ہے پلیز تم مائنڈ مت کرنا تمہیں معلوم ہے ناں کہ میں اسٹریٹ فارورڈ لڑکی ہوں۔'' پنکی اپنے سرخ بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتی کندھے اچکا کر بولی۔

''ڈیئر نبیل فاروقی کے ساتھ رہے گی تو سب سیکھ جائے گی۔'' نبیل کے اس جملے سے لاج کا چہرہ ذلت کے احساس سے سرخ ہوگیا پنکی نے ایک ادا سے کہا۔

''ہوپ سو'' اور کسی دوسرے مرد کو دیکھ کر وہاں سے روانہ ہوگئی تو لاج نے نبیل کے کان میں سرگوشی کی۔

''نبیل پلیز! یہاں سے چلو مجھے بہت گھٹن ہو رہی ہے۔''

''شٹ اپ لاج! یہاں سب ایلیٹ کلاس کے لوگ ہیں، سب اس ملک کی وی آئی پی شخصیات ہیں، تم اپنے چہرے کا زاویہ درست کرو اور میرا موڈ خراب مت کرو سمجھیں'' نبیل کے اس طرز تخاطب پر لاج ششدر سی اسے دیکھتی رہ گئی۔ پہلی بار اس نے لاج سے اتنے کھردرے انداز میں بات کی تھی وگرنہ ہمہ وقت اس کا لہجہ شہد آگیں ہوتا تھا۔ نبیل اس کا سرد مرمریں ہاتھ سختی سے پکڑ کر اندر کی جانب بڑھا۔

''ارے مسٹر نبیل کیسے ہیں آپ؟'' ایک پکی عمر کا مرد ہاتھ میں مشروب کا گلاس اٹھائے دائیں کندھے سے ایک خاتون کو لگائے نبیل کے راستے میں آیا۔

''میں بالکل ٹھیک ہوں مسٹر لاکھانی، آپ کا بزنس ماشاء اللہ بہت ترقی کررہا ہے۔ مبارک ہو۔'' نبیل اپنی باچھیں گالوں تک چیرتے ہوئے انتہائی خوشامدانہ انداز میں بولا۔ وہ مارے خوشی و جوش کے پھولے نہیں سما رہا تھا کہ مسٹر لاکھانی جیسا بڑا بزنس مین خود اس سے مخاطب ہوا ہے وگرنہ تو وہ نبیل کے ہیلو کا جواب بھی طوعاً و کرہاً دیتے تھے۔

''بھئی یہ بات تو ہمارے لیے کوئی نئی نہیں ہے۔'' مسٹر لاکھانی بے پروائی سے بولے پھر اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھیں لاج کے سراپے پر گاڑتے ہوئے بولے۔

''مسٹر نبیل یہ پریٹی گرل کون ہے؟''

''یہ میری فیانسی ہے لاج۔'' نبیل جلدی سے بولا پھر وہ لاج کی جانب دیکھ کر گویا ہوا۔

''لاج یہ ہمارے بزنس کی دنیا کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ ابھی حال ہی میں انہوں نے ایک موبائل لاؤنچ کیا ہے۔'' لاج کو اس تفصیل سے کوئی سروکار نہیں تھا وہ غائب دماغی سے وہاں کھڑی رہی۔

''نبیل! بھئی انہیں کبھی ہماری پارٹی میں لاؤ۔'' مسٹر لاکھانی نے انتہائی بے باکی سے اس کے سراپے کا جائزہ لیتے ہوئے گلاس میں تھامے ہاتھ سے اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ضرور سر! میں ضرور ان کو آپ کی پارٹی میں لاؤں

گا۔‘‘ نبیل کا بس نہیں چل رہا تھا کہ مسٹر لاکھانی کی اس دعوت پر ان کے ہاتھوں کو چومنا شروع کر دیتا۔

’’لاکھانی ڈیر! وہ دیکھو تمہارا بزنس حریف سالک مرزا۔‘‘ مسٹر لاکھانی کے ساتھ کھڑی خاتون ایک شخص کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولیں۔

’’اوکے نبیل پھر تم سے ملاقات ہوگی۔‘‘ یہ کہہ کر لاج پر ایک بھرپور نگاہ ڈال کر مسٹر لاکھانی سالک مرزا کی طرف مڑ گئے۔ جبکہ نبیل کو اس پل نجانے کون سی شخصیت نظر آ گئی وہ اسے یہیں رکنے کا کہہ کر نجانے کہاں چلا گیا اور وہ تنہا کھڑی رہ گئی پھر تھکے تھکے قدموں سے نسبتاً ایک کونے کی میز پر بیٹھ گئی ویٹر نے آ کر اسے ڈرنک سرو کرنا چاہی مگر گلاس میں عجیب رنگ و بو کے مشروب کو دیکھ کر اس نے ڈرنک لینے سے انکار کر دیا۔ ویٹر روبوٹ کی مانند وہاں سے چل دیا۔ اسی پل ماحول میں یک لخت بے چینی سی پھیل گئی۔ ہلکا سا شور اٹھا کہ ’’منسٹر صاحب آ گئے‘‘ ہر کوئی داخلی دروازے کی جانب بڑھا تھا۔ اس منظر نے لاج کو خاصا حیران کیا۔

’’ایسی کون سی اہم شخصیت یہاں آ گئی جو اتنے بڑے بڑے لوگ یوں بھکاریوں کی مانند اس کی جانب لپکے ہیں۔‘‘ لاج خود سے بولی پھر اس نے وہاں لیے جھمگھٹا سا دیکھا پھر آہستہ آہستہ یہ جھمگھٹا چھٹا تو لاج بھی تجسس کے عالم میں دیکھے گئی کہ آخر یہ شخصیت ہے کون......؟ لوگوں کے درمیان راجا اندر کی مانند کروفر کے ساتھ آتا وہ شاندار شخص گرے تھری پیس سوٹ میں اتنی آن بان سے چل رہا تھا کہ اسے لگا وہ یہاں موجود ہر چیز کو تسخیر کر لے گا۔ لاج نے اس شخص کو بغور دیکھا جو ماتھے پر بل ڈالے آنکھوں میں فریم لیس چشمہ پہنے گھنی مونچھوں تلے عنابی ہونٹوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیے لوگوں کے سلام کا جواب محض سر ہلا کر دے رہا تھا۔ یکدم غور سے اسے دیکھتے دیکھتے لاج کے ذہن میں جھما کا ہوا۔

’’میں نے اس شخص کو دیکھا ہے مگر کہاں دیکھا ہے۔‘‘ لاج نے الجھ کر خود سے استفسار کیا اور بڑی گہرائی سے سوچنے لگی کہ اس شخص کو کہاں دیکھا ہے؟ یکدم وہ منظر اس کے دماغ کی اسکرین پر روشن ہو گیا۔ اس دن جب وہ روحا کے ساتھ شاپنگ کرنے آئی تھی تو یہی بندہ ایک لڑکی کے ساتھ آیا تھا۔ یکدم لاج کی نگاہوں میں اس لڑکی کا معتبر چادر میں چھپا سراپا گھوم گیا۔

’’او مائی گاڈ لاج! تم میرے لیے آج اتنی لکی ثابت ہوئی ہو کہ میں تمہیں کیسے بیان کروں۔ مسٹر لاکھانی نے مجھے آج خود اپنے بزنس کے شیئرز خریدنے کی آفر کی ہے۔ ارے مسٹر لاکھانی کے شیئر ہولڈر بننے کا مطلب بندہ کروڑ پتی بن گیا۔‘‘ وہ انتہائی جوش و مسرت کے جذبے میں گھر کر اس کے پاس آ کر بولا۔

’’چلو تمہیں مبارک ہو۔‘‘ لاج پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

’’تم یہاں کونے میں کیوں بیٹھ گئیں، آؤ میں تمہیں اس تقریب کی جان سے ملواتا ہوں۔‘‘

’’نہیں نبیل! مجھے کسی سے نہیں ملنا، تم جا کر خود مل لو اور پلیز ذرا جلدی فارغ ہونے کی کوشش کرو، مجھے گھر جانا ہے۔‘‘ لاج بےزاری سے بولی۔

’’گھر تو جانا ہی ہے پہلے تم میرے ساتھ چلو تو سہی۔‘‘ نبیل نے اسے زبردستی کھڑا کیا پھر جس ہستی کے سامنے اس نے لا کھڑا کیا اس کے رعب و دبدبے کے سامنے لاج سے نگاہ اٹھانا مشکل ہو گیا۔

’’سر یہ میری فیانسی لاج ہیں اور لاج یہ بزنس ٹائیکون مسٹر حشم گردیزی ہیں۔‘‘ نبیل نے تعارف کی رسم نبھائی تھی۔

’’مسٹر نبیل! لگتا ہے حوروں نے جنت چھوڑ کر زمین پر پناہ لے لی ہے۔ آپ کی فیانسی کو دیکھ کر اس بات کا احساس ہو رہا ہے۔‘‘ کسی کونے سے ایک بھاری مردانہ آواز ابھری تو ایک بے ہنگم قہقہہ گونج اٹھا۔ لاج تو جیسے زمین میں گڑ گئی۔ اس نے بے ساختہ نبیل کی جانب دیکھا جو ان کی ہنسی کا ساتھ دے رہا تھا پھر اچانک اس کی نگاہ حشم گردیزی پر پڑی جو انتہائی گہری نگاہوں سے اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ نگاہوں کے تصادم پر لاج نے فوراً اپنی نظریں جھکا لیں۔

مقابل کی آنکھوں میں عجیب سی مقناطیسیت تھی جو مقابل کو اپنی جانب کھینچتی تھی۔ لاج اب مزید ایک منٹ بھی یہاں رکنے کی روادار نہیں تھی وہ جانے کو مڑی تھی۔

"ارے مس لاج آپ کہاں چلیں......!" مگر لاج ان سنی کرکے وہاں سے پلٹ گئی۔ نبیل لاج کے اس اقدام پر کچھ شرمندہ سا ہوگیا۔

"مم...... میں ابھی آتا ہوں۔" نبیل یہ کہہ کر لاج کے پیچھے لپکا۔

❁......❁......❁

وہ خالی خالی نگاہوں سے آسمان کو تکے گئی۔ پوری کائنات اس وقت تاریکی و خاموشی کی پرسکون ردا اوڑھے محوخواب تھی بس اس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔ اس کے لبوں کی طرح دل بھی چپ اور مہر بہ لب تھا کہ دور سے موذن کی دل سوز و دل گداز آواز نے فضا کی اداسی کو یک لخت پرنور چہکار میں بدل دیا۔ تھوڑی دیر پہلے دکھائی دینے والا سیاہ آسمان جیسے محبوب کی جھلک دیکھ کر پرمسرت ہوگیا' ستارے بھی صبح کاذب کی آمد پر اونگھنے لگے۔ کائنات کی ہر شے ایک نئی روشن اور قیمتی صبح کی آمد پر جھومنے لگی تھی۔ وہ آہستگی سے بینچ سے اٹھی اور پھولوں کے قریب آ گئی' پنک روز کی چٹکتی کلی پر گرے شبنم کے قطرے اسے مسکراتے ہوئے محسوس ہوئے اس نے ایک طائرانہ نگاہ اپنے اطراف میں ڈالی۔

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

اسکول کے زمانے میں پڑھے ہوئے شعر کا مصرع اس پل اس کے ذہن میں گونجا۔

"قدرت کی سب سے حسین تخلیق عورت ہے جس کے بنا کائنات کا ہر رنگ پھیکا ہے۔ عورت تو دنیا کی سب سے خوب صورت حسین اور نازک تخلیق ہے۔" لاج خود سے بڑبڑا کر بولی۔ یکدم اس کی سماعتوں پر مما کے الفاظ گونج اٹھے۔

"عورت قدرت کا حسین و منفرد شاہکار ہے جسے حسن و نزاکت کے سنگھار سے سجایا ہے تاکہ وہ اس قوی مرد کے دل میں اپنے رنگین وجود کی بدولت حکمرانی کرسکے۔ وہ مرد جو بڑی سے بڑی جنگ میں فاتح ہو مگر عورت کی ایک نگاہ التفات میں اس کی ساری طاقت ساری مردانگی سرنگوں ہوجائے اور اس کے قدموں کی دھول کو وہ اپنے لیے سعادت سمجھے وہ ہر روز اپنے حسن کے نت نئے جلوے دکھا کر اسے ہر بار مبہوت کردے۔"

لاج نے سر اٹھا کر کائنات میں روشنیاں بکھیرتے سورج کو طلوع ہوتے دیکھا۔ میری مما بھی تو ایک عورت ہیں جنہوں نے مجھے اس وقت گلے لگایا جب میرے باپ کے خونی رشتوں نے مجھے دھتکار دیا تھا۔ وہ میری سگی ماں نہ ہونے کے باوجود اپنی ممتا کے آبشار سے مجھے ہمیشہ سیراب کرتی رہیں' اب میری باری ہے کہ میں اپنی مما کو خوشی و سکون فراہم کروں۔" لاج خود سے کہتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

❁......❁......❁

لاج مما کی ہر بات پر سر تسلیم خم کرتی گئی۔ آئے دن نبیل کے ساتھ پارٹیاں اٹینڈ کرکے وہ خاصی خود اعتماد ہوگئی تھی۔ نبیل اور مما اس کی اس تبدیلی پر بے پناہ خوش تھے۔ نبیل کے کاروبار میں ترقی کی رفتار تیز ہوتی گئی اور اس کا سارا کریڈٹ لاج ابراہیم کو جاتا تھا۔ روحا بجائے ایک ہفتے کے پورا ایک مہینہ رہ کر گجرانوالہ سے آئی تھی۔ کیونکہ اس کی نانی کی وفات ہوگئی تھی۔ چالیسویں کے فوراً بعد اس نے اپنے شہر کی راہ لی مگر یہاں تو جیسے شہر کی فضا ہی بدل گئی تھی۔ وہ لاج کے اس روپ کو دیکھ کر ششدر تھی۔ انتہائی فٹنگ کے کاج یونیفارم میں لمبے بالوں کے بجائے اخروٹی رنگ کے کرلی بال شانوں پر پھیلائے قدرتی گلابی لبوں پر لپ اسٹک کا شیڈ دیئے وہ خوبصورت دکھائی دینے کے باوجود اسے اچھی نہیں لگ رہی تھی۔

"لاج! یہ تمہیں کیا ہوگیا؟ تم اتنی کیسے بدل گئیں؟" روحا اپنی حیرت کو زبان پر لاتے ہوئے بولی۔

"کیوں مجھے کیا ہوا ہے؟" لاج کندھے اچکا کر بے پروا انداز میں بولی۔

"ارے میری جان! میں تو بالکل گنوار تھی پہلے' زندگی کے رنگوں اور روشنیوں سے خوامخواہ دور بھاگنے والی...... مگر تھینکس تو مما جنہوں نے مجھے زندگی کے حقیقی رنگوں سے آشنا کروا دیا ورنہ تو میری زندگی بے رنگ ہی گزر جاتی۔" آخر میں وہ قہقہہ لگا کر بولی۔

"جنہیں تم زندگی کے حقیقی رنگ سمجھ رہی ہو اور ان رنگوں میں رنگنے کی کوشش کررہی ہو پگلی! مجھے ڈر ہے کہ یہ خوشنما نظر آنے والے رنگ تمہارے اندر کی شرم و حیا کے رنگوں کو بدنما اور بے رنگ نہ کردیں' یہ پرفریب روشنیاں تمہارے کردار کی چمک اور روح کے نور کو ماند نہ کردیں' یہ تم کس راستے پر چل نکلی ہو لاج......" روحا انتہائی دکھ و تاسف سے بولی۔

"روحا مت کیا کرو ایسی فضول باتیں۔" لاج تقریباً روحا پر برس پڑی۔

"شاید یہی فضول باتیں تمہارے پاپا بھی کرتے تھے۔" روحا استہزائیہ انداز میں اسے دیکھ کر بولی۔

یکدم لاج کے اندر بہت سے کانچ ٹوٹے تھے۔ وہ ایک اذیت محسوس کرکے رہ گئی لیکن خلاف توقع خاموش رہی پھر روحا کو اچانک کچھ یاد آیا تو استفسار کر بیٹھی۔

"تمہارے ددھیال والے کہاں ہیں' تم انہیں ڈھونڈنے کی کوشش کیوں نہیں کرتیں۔"

"نام مت لو ان لوگوں کا جنہوں نے صرف میری ماں سے پسند کی شادی کرنے پر میرے پاپا اور انہیں اپنی زندگی سے بے دخل کردیا یہاں تک کہ مرتے وقت میرے پاپا سے ملنے تک نہیں آئے میں بھلا کس برتے پر انہیں تلاش کروں؟ وہ میری جدائی میں ہرگز نہیں پگھل رہے بلکہ انہیں تو یاد بھی نہیں ہوگا کہ ان کا ایک بیٹا تھا جس کی ایک بیٹی بھی تھی۔" لاج زہرخند لہجے میں بولی تو روحا کے پاس لاج کی بات کا کوئی جواب نہ تھا۔ سو خاموش رہی مگر تھوڑی دیر بعد وہ فقط اتنا ہی بول سکی۔

"تم ٹھیک نہیں کررہیں۔ ایسی بند گلی کی جانب محو سفر ہو جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے تم کھو جاؤ گی لاج! پلیز' ایسا مت کرو۔ ورنہ خود کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے تم تھک جاؤ گی' آبلہ پائی سے تمہاری روح تک جھلس جائے گی مگر لاج تمہیں پھر کہیں نہیں ملے گی کیونکہ تم خود جیتے جی اسے دیوار میں چن رہی ہو۔" لاج وہاں سے خاموشی سے اٹھی پھر چند قدم پر رکی مگر پلٹ کر روحا کو نہیں دیکھا۔

"شاید یہی لاج ابراہیم کا نصیب ہے۔" یہ کہہ کر وہ وہاں سے تیزی سے نکل گئی۔

❁......❁......❁

لاج پوری محفل کی جان بنی ہوئی تھی' ہر کوئی چاہ رہا تھا کہ لاج اس سے صرف چند منٹ کے لیے ہی بات کرلے جبکہ پارٹی میں آئی دیگر خواتین لاج کی اس قدر پذیرائی و توجہ پر جل کر خاکستر ہورہی تھیں' جسے دیکھ کر ہر مرد پروانے کی مانند اس پر نثار ہونے کو تیار تھا۔ مسٹر لاکھانی نے یہ پارٹی نبیل اور اپنی پارٹنر شپ کے اعزاز میں دی تھی۔ آج سے نبیل اور مسٹر لاکھانی ایک دوسرے کے بزنس پارٹنر تھے۔ سفید سچے موتیوں کے کام والی ساڑی میں چست سلیولیس بلاؤز میں ملبوس' ڈائمنڈ کا قیمتی و منفرد سیٹ پہنے لاج آسمان سے اتری اپسرا لگ رہی تھی یہ پارٹی مسٹر لاکھانی کے محل نما گھر کے خوبصورت لان میں ارینج کی گئی تھی۔ مسٹر لاکھانی نے اس کو اپنے ہمراہ لے جاکر اپنے گھر کا کونا کونا دکھایا تھا۔

"مسٹر لاکھانی! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ کی چوائس بہت اعلیٰ اور منفرد ہے۔" لاج گھر کی سجاوٹ و بناوٹ کو دیکھ کر کھلے دل سے بولی۔

"واقعی میری چوائس بہت اعلیٰ اور منفرد ہے۔" مسٹر لاکھانی سامنے لگے قدآور آئینے میں لاج کے عکس کو دیکھ کر ذومعنی لہجے میں بولے تھے۔ پارٹی کے اختتام پر مسٹر لاکھانی نے لاج کو پہلی بار اپنے گھر آنے کی اعزاز میں وائٹ گولڈ کا ڈائمنڈ سیٹ پیش کیا تو وہ متذبذب ہوگئی۔ اس نے الجھ کر نبیل کی طرف دیکھا۔

"مسٹر لاکھانی جب اتنی محبت سے یہ گفٹ دے رہے ہیں تو تم انکار مت کرو۔" نبیل خوشامدانہ انداز میں بولا۔

"مگر لاکھانی صاحب! یہ تو بہت قیمتی ہے۔" لاج ہچکچا

کر بولی۔

"یہ ہرگز قیمتی نہیں ہے لاج ہاں اگر آپ اسے شرف قبولیت بخشیں گی تو یہ ضرور قیمتی ہو جائے گا۔" مسٹر لاکھانی لہک کر بولے تو ناچار لاج نے وہ سیٹ لے لیا۔

❁......❁......❁

"ہیلو سر! میں نبیل فاروقی بات کر رہا ہوں، میزان اینڈ کو کا ایم ڈی۔" نبیل انتہائی خوش اخلاقی سے سیل فون پر اپنا تعارف کراتے ہوئے بولا۔

"سر! آپ ہمارے شہر آئے ہوئے ہیں پلیز ہمیں بھی اپنی مہمان نوازی کا شرف عطا کیجیے۔" سامنے والا شاید بڑی پارٹی تھا جب ہی نبیل خوشامد کر رہا تھا۔ لاج نے میگزین کی اوٹ سے ایک نظر نبیل کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے سر! کل رات میں آپ کا انتظار کروں گا' تھینک یو سر تھینک یو سو مچ۔" وہ انتہائی لگھیا کر بولا پھر سیل آف کر کے بڑے جوش سے لاج کی جانب متوجہ ہوا۔

"ڈارلنگ! کل رات بہت زبردست پارٹی ہے' تم ایسا کرو پارلر جا کر کچھ فریش ہو جاؤ' کل تمہاری تیاری کچھ اسپیشل ہونی چاہیے۔ پتا ہے کل حشم گردیزی آ رہا ہے۔ بہت پاور فل شخصیت ہے۔" نبیل کی بات پر وہ بے پروائی سے سر اثبات میں ہلا گئی۔

"تعریف و تحسین تو عورت کا ازل کا حق ہے جو وہ اپنے ہوش ربا جلوے اور خوبصورتی و رعنائیاں دکھا کر ابن آدم سے اس کا خراج وصول کرتی ہے۔" سوفٹ ڈرنک کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتی لاج کے کانوں میں کسی خاتون کے الفاظ ٹکرائے تو ایک لمحے کے لیے اس کے ہاتھوں میں لرزش طاری ہوگئی۔

"ارے لاج! آپ یہاں کیوں تنہا بیٹھی ہیں۔ میں یہی سوچ رہا تھا کہ پارٹی کے رنگ کچھ پھیکے پھیکے سے لگ رہے ہیں' آپ کو دیکھا تو خیال آیا روشنی و رنگینی تو یہاں خلوت میں براجمان ہے۔" عاطف اقبال جو ایک معروف گارمنٹس فیکٹری کا مالک تھا۔ لاج کو وہاں بیٹھے دیکھ کر فوراً دوڑتا ہوا آیا۔

"روشنی و رنگینی!" وہ زیر لب بڑبڑائی۔

"لاج آر یو اوکے! آپ ٹھیک تو ہیں نا۔" عاطف اقبال اسے یوں غائب دماغی سے بڑبڑاتا دیکھ کر قدرے تشویش سے بولا اسی پل نبیل چہکتا ہوا آن پہنچا۔

"بھئی میں نے آپ دونوں کو ڈسٹرب تو نہیں کیا نا۔" نبیل شرارت سے بولا تو عاطف اقبال قہقہہ لگاتے ہوئے گویا ہوا۔

"یار ب ڈسٹرب بھی کرتے ہو اور پھر معصومیت سے پوچھتے ہو کہ ڈسٹرب تو نہیں کیا؟ ویسے تمہاری فیانسی کی طبیعت مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی۔" اس بات پر نبیل نے چونک کر اسے دیکھا۔ سرخ رنگ کی ساڑی میں وہ ایسا شعلہ لگ رہی تھی کہ قریب آنے والے کو اپنی تپش سے جیسے جلا کر خاکستر کر دے۔

"کیا ہوا ڈیئر؟" نبیل نے استفسار کیا۔

"میرے سر میں کچھ درد ہے۔" لاج بمشکل تمام اپنے آپ کو سنبھال کر بولی۔

"تو کوئی ٹیبلٹ لے لو نا! دیکھو ابھی تھوڑی دیر میں حشم گردیزی آنے والے ہیں۔ ان کے سامنے تمہیں ایک دم فریش اور ایکٹو نظر آنا چاہیے آخر ہم اس پارٹی کے میزبان ہیں اتنا بجھا ہوا چہرہ تم حشم گردیزی کے سامنے لے کر جاؤ گی تو وہ کیا سوچیں گے؟" نبیل کو لاج کی طبیعت سے زیادہ حشم گردیزی پر امپریشن ڈالنے کی فکر تھی۔

"عاطف اقبال صاحب! مجھے یاد آیا کہ آپ کو مسز راحیل بڑی بے قراری سے ڈھونڈ رہی تھیں۔" نبیل اچانک چونک کر انتہائی معنی خیز لہجے میں ان سے بولا۔

"اوہ نو یار! تم جانتے ہو تا کہ وہ لیڈی کتنی......" عاطف اقبال جملہ ادھورا چھوڑ کر یکدم مسکرانے لگا۔

"آپ کچھ بھی کہیے مگر ان میں ایک غیر معمولی کشش ہے جو مقابل کو ہوش میں زیادہ دیر رہنے نہیں دیتی اور آج تو وہ کچھ اور زیادہ پرکشش لگ رہی ہیں۔" نبیل انتہائی بے ہودگی سے بولا تو لاج کا سر درد کے مارے پھٹنے لگا۔

"اچھا ایسی بات ہے تو ہم ذرا ان سے مل کر آتے ہیں۔" عاطف اقبال مسکراتے ہوئے وہاں سے چل دیا تو

نبیل نے ایک نگاہ لاج کے ستے ہوئے چہرے پر ڈالی اس سے پہلے کہ وہ اسے کوئی تنبیہہ کرتا حشم گردیزی کی آمد کا شور اٹھا اور نبیل فی الحال اس سے کچھ بھی کہنے کا ارادہ ترک کرکے وہاں سے چلا گیا۔

”مسٹر نبیل' آئی ایم سوری میں آپ کو زیادہ وقت نہیں دے پاؤں گا مجھے اس وقت بہت اہم میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے۔“ حشم گردیزی اپنی گمبھیر و دلکش آواز میں بولا تو نبیل نے جلدی سے کہا۔

”سر یقیناً آپ کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ مگر پلیز تھوڑی دیر کو رک جائیے۔“ نبیل کی بات پر حشم گردیزی نے کندھے اچکا کر بے پروائی سے جونہی دوسری جانب نگاہ اٹھائی لاج کو ڈھیلے ڈھالے انداز میں بیٹھا دیکھ کر وہ نبیل سے گویا ہوا۔

”آج آپ کی فیانسی بہت ڈل لگ رہی ہیں کوئی پرابلم ہے؟“ نبل یہ سن کر بری طرح شرمندہ ہوگیا۔

”نو سر! کوئی پرابلم نہیں ہے۔ دراصل ان کے سر میں درد ہے۔“ یہ کہہ کر اس نے وہیں سے لاج کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا اور سوئے اتفاق لاج نے بھی نگاہ اٹھا کر اسی جانب دیکھا تھا بادل نخواستہ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ان دونوں کے قریب آئی اور انتہائی آہستگی سے حشم گردیزی کو ”ہیلو“ کہا۔

”آپ کا فارم ہاؤس کافی اچھا ہے۔“ حشم گردیزی نے فارم پر طائرانہ نگاہ ڈال کر کہا۔

”سر آپ نے تو فارم ہاؤس اندر سے دیکھا ہی نہیں' لاج! تم ذرا حشم صاحب کو فارم دکھاؤ میں جب تک ڈنر کے انتظامات دیکھتا ہوں۔“ نبیل لاج کو حکم صادر کرکے یہ جا وہ جا...... مجبوراً لاج حشم گردیزی کو فارم ہاؤس کے اندر لے آئی۔

”سر! یہ اس فارم کا وی آئی پی روم ہے۔“ لاج حشم گردیزی کو ایک ایسے کمرے میں لے آئی جو اس زمین کا ہرگز نہیں لگ رہا تھا۔ صندل کی لکڑی کے دروازے کے بالکل سامنے چوڑی اور اونچی دیوار پر بڑے سے ایکیورم میں خوب صورت مچھلیاں تیر رہی تھیں۔ کمرے کے بیچوں بیچ مخملیں بستر پر نرم تکیے اور کشنز کی سیٹنگ کمال کی تھی۔ دبیز ایرانی قالین جس میں پیر دھنسے جارہے تھے' سائیڈ پر خوب صورت سا قد آور لیمپ اپنی روشنی سے اس کمرے کی دلکشی میں چار چاند لگا رہا تھا' اسپلٹ کی ٹھنڈک اور مختلف انواع و اقسام کے پھولوں کے گلدستوں سے پھوٹتی خوشبو کمرے کو نئی دلہن کا روپ بخش رہے تھے' ایک سائیڈ پر انتہائی دلکش اور جدید صوفے سلیقے سے رکھے ہوئے تھے اور بلند کھڑکیوں پر مخملیں پردے اس کمرے کو فارم میں ہونے والی پارٹی سے بالکل الگ تھلگ بنا رہے تھے۔ حشم گردیزی کے لبوں پر اس کمرے میں قدم رکھتے ہی ایک عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

”آپ پلیز یہاں تشریف رکھیے' نبیل بس ابھی آتا ہوگا۔“ لاج نے اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود نبیل کا انتظار کرنے کی غرض سے ادھر ادھر کمرے میں ٹہلنے لگی۔ لاج کی اس خوابناک طلسمی کمرے میں موجودگی کمرے کی آرائش کی طرح ایک اضافہ تھی۔

”میرا خیال ہے آپ بھی اب بیٹھ جائیے ورنہ ٹہلتے ٹہلتے آپ کی ٹانگیں درد کرنے لگیں گی۔“ حشم گردیزی کے لہجے میں نجانے کیا تھا' لاج سمجھ نہ سکی' چونک کر حشم گردیزی کی جانب دیکھا۔

”نبیل سے کہیے گا ڈنر پھر کبھی سہی' مجھے دیر ہو رہی ہے۔“ یہ کہہ کر حشم گردیزی یکدم اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوکے میں نبیل سے کہہ دوں گی۔“ لاج ہموار لہجے میں بولی تو حشم گردیزی اس پر ایک نگاہ ڈال کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد نبیل ایک ویٹر کے ہمراہ کمرے میں آیا تو حشم گردیزی کو نہ پا کر لاج سے استفسار کیا۔

”انہیں دیر ہو رہی تھی اس لیے وہ چلے گئے۔“ لاج کی بات پر نبیل نے بے ساختہ اپنے ہاتھ کا مکا بنا کر اپنی ہتھیلی پر مارا۔

”اوہ شٹ!“ لاج نے چونک کر اسے دیکھا پھر نبیل نے ویٹر کو ٹرے ٹیبل پر رکھ کر باہر جانے کا حکم دیا تو ویٹر ٹرے رکھ کر خاموشی سے باہر چلا گیا۔ نبیل کا موڈ کچھ آف لگ رہا تھا۔ وہ ٹیبل کے پاس آیا اور بلوریں گلاس میں سرخ

رنگ کا مشروب انڈیلا اور اسے ایک ہی گھونٹ میں حلق سے اتار لیا پھر دوبارہ اس نے مشروب نکالا اور ایک ہی گھونٹ میں پی گیا' لاج خاموشی سے نبیل کو دیکھ رہی تھی' تیسری بار جب اس نے بوتل سے مشروب گلاس میں انڈیلا تو سرخ نگاہوں سے لاج کی طرف دیکھا پھر دھیرے سے اٹھا اور گنگناتے ہوئے لاج کے بالکل قریب آن کھڑا ہوا۔ لاج اسے اپنے اتنے پاس دیکھ کر گھبرا سی گئی۔

”لاج مائی لو مائی لائف یو لو می ناں؟“ نبیل اس کے کان میں آ کر گنگنایا تو لاج اچانک پزل ہوگئی۔

”بولو مجھ سے پیار کرتی ہو ناں۔“ نبیل اپنی انگلی سے اس کی تھوڑی اونچی کرکے بولا۔

”نبیل! تمہاری اور مما کی خاطر ہی تو میں نے اپنے آپ کو چینج کیا ہے۔ تمہاری پسند میں پوری طرح سے ڈھل گئی ہوں تمہیں اور کیا چاہیے؟“ لاج سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

”جان نبیل! آج تم میرے اتنے قریب ہو جیسے دل سے دھڑکن جیسے روح سے جسم۔“ لاج نے اپنے چہرے پر سرسراتے نبیل کے ہاتھ کو جھٹکا۔

”نبیل! مجھے چھونا نہیں۔“ وہ بمشکل اتنا ہی بولی تھی کہ اچانک دھڑ سے دروازہ کھلا۔ سامنے حشم گردیزی کو پا کر نبیل قدرے حیران ہوا۔

”سر آپ......؟“ وہ ہڑبڑا کر بولا۔ حشم گردیزی نے ایک نگاہ لاج پر ڈالی۔ اور دوسری نگاہ نبیل پر۔

”میں اپنا سیل فون یہاں بھول گیا تھا۔“ حشم گردیزی نے سائیڈ ٹیبل پر دھرے فون کی جانب اشارہ کیا۔

”اوہ شیور سر!“ یہ کہہ کر نبیل سیل فون کی جانب بڑھا اسی اثناء میں لاج نے اپنی تمام ہمتیں مجتمع کرکے خود کو کمپوز کیا۔ اس وقت حشم گردیزی فرشتہ بن کر نازل ہوا تھا۔

”نبیل! مجھے ابھی اور اسی وقت گھر جانا ہے۔“ لاج انتہائی سخت لہجے میں بولی تو حشم گردیزی نے اسے بغور دیکھا۔ وہ اس لمحے بہت گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی۔

”چلیں گے لاج ابھی تھوڑی دیر......!“

”نہیں' مجھے ابھی اور اسی وقت گھر جانا ہے۔“ لاج نے تنک کر نبیل کی بات کاٹی تو وہ کچھ خفیف سا ہوگیا۔

”سر آپ پلیز مجھے گھر ڈراپ کرسکتے ہیں۔“ نبیل نے اپنا ہو کے اس سے تھوڑی دیر پہلے جو سلوک کرنا چاہا تھا اس سے لاکھ درجے بہتر تھا کہ رات کی اس تنہائی میں وہ اس غیر شخص کی ساتھ روانہ ہوجاتی' نبیل کو ایسا لگا جیسے لاج نے اس کی بہت بڑی مشکل آسان کردی۔

”ہاں ہاں لاج تم حشم گردیزی صاحب کے ساتھ چلی جاؤ' مجھے کچھ دیر ہو جائے گی۔ اور تمہاری طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے۔“ نبیل انتہائی نرمی سے بولا۔

”اوکے آئیے میرے ساتھ......“ حشم گردیزی یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا تو لاج نبیل پر نگاہ ڈالے بنا حشم گردیزی کے پیچھے چل دی۔ حشم گردیزی کے ساتھ اسے جاتے دیکھ کر کچھ مہمانوں نے حسرت اور کچھ نے مسکرا کر دیکھا پھر اپنے مشاغل میں مصروف ہوگئے۔ یہ منظر ان کے لیے نیا نہیں تھا۔

”تھینک یو گردیزی صاحب اب میں خود چلی جاؤں گی' آپ کو خوامخواہ میں زحمت ہوگی۔“ لاج سہولت سے بولی تو یکدم حشم گردیزی کو اس احمق لڑکی پر زبردست طیش آیا۔

”کیوں کسی اور مل اونر یا بزنس مین کے ساتھ جانے کا ارادہ ہے؟“ حشم گردیزی کے زہر سے بھی زیادہ تلخ الفاظ پر لاج نے اسے اچنبھے سے دیکھا۔

”جی......!“ وہ فقط اتنا ہی بول پائی۔

”اوکے! شوق سے دوبارہ اندر جائیے اور کسی کو بھی ہم سفر منتخب کرلیجیے اور اگر اکیلے جانے کا ارادہ ہے تو راہ چلتے لٹیروں کی عید کرا دیجیے۔“ حشم گردیزی کندھے اچکا کر انتہائی کٹیلے لہجے میں کہتا اپنی جیپ کی جانب بڑھا جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر باوردی ڈرائیور اور گن مین اس کے منتظر تھے بات جب تک لاج کی سمجھ میں آئی' حشم گردیزی جیپ میں بیٹھ چکا تھا وہ تقریباً دوڑتی ہوئی اس تک پہنچی۔

”آپ پلیز مجھے گھر چھوڑ دیجیے۔“ وہ جلدی جلدی بولی اور اس کا جواب سنے بنا ہی دروازہ کھول کر دروازے سے

چپک کر بیٹھ گئی۔ اگلے پل ایک جھٹکے سے جیپ چل دی۔

❁......❁......❁

لاج روحا کے گلے لگ کر اتنا پھوٹ پھوٹ کر روئی کہ روحا کے بھی آنسو بہہ نکلے وہ جان گئی تھی کہ اس کے باپ کی نیکی نے اسے بدی کی طرف جاتے جاتے روک لیا ہے روحا نے اس کو جی بھر کر رونے دیا کافی دیر بعد جب لاج رو رو کر تھک گئی تو روحا نے اسے پانی پلایا۔ روحا شکر کر رہی تھی کہ کینٹین کی جانب بنے گراؤنڈ میں اکا دکا لڑکیوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا جو ان سے کافی فاصلے پر اپنے آپ میں مگن تھیں' پانی پی کر لاج خود ہی سب کچھ بتاتی چلی گئی۔

"لاج! حشم گردیزی تو واقعی فرشتہ ثابت ہوا ورنہ نبیل تمہاری بے بسی کا بھرپور فائدہ اٹھا سکتا تھا۔" روحا ہول کر فقط اتنا ہی بول پائی۔

"ہاں حشم گردیزی کا مجھ پر یہ بہت بڑا احسان ہے مگر اب میں نبیل جیسے گھٹیا انسان سے ہرگز شادی نہیں کروں گی۔"

"لاج! کاش میرا کوئی بھائی ہوتا تو میں اسی وقت تمہاری شادی اس سے کرا دیتی تاکہ اس کمینے نبیل سے تمہاری جان چھوٹ جاتی۔" روحا آخر میں دانت پیس کر بولی پھر یکدم کچھ یاد آنے پر وہ فکرمندی سے استفسار کرنے لگی۔ "لاج! تمہاری مما تو نبیل کو بہت پسند کرتی ہیں' وہ ہرگز تمہارے اس فیصلے کو نہیں مانیں گی۔"

"مما کو میں نبیل کی اس بے ہودہ حرکت کے بارے میں بتاؤں گی تو ہوسکتا ہے کہ وہ میرا ساتھ دیں۔" لاج آہستگی سے بولی۔

"لاج! کیا تم اب بھی یہ سمجھتی ہو کہ تمہاری مما اس بات کو سمجھ جائیں گی؟" روحا تاسف سے بولی تو لاج نے سر نفی میں ہلایا۔

"شاید نہیں! پاپا کی بتائی ہوئی باتوں میں سے مما نے ایک بات پر بھی اتفاق نہیں کیا اور روحا! یہ شاید پاپا کی ان مبہم باتوں کا اثر تھا کہ میں غلاظت میں گرتے گرتے بچ گئی۔"

"جب تم نے صراط مستقیم پر چلنے کا راستہ اختیار کر ہی لیا ہے تو اپنے آپ کو مضبوط کرو اور اپنے اندر ہمت پیدا کرو ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ تمہاری نصرت فرمائے گا۔" روحا تیقن سے بولی تو لاج نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

❁......❁......❁
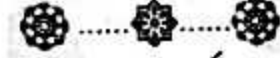
حشم گردیزی انتہائی مصروف انداز میں موبائل پر بات کرتا اپنے روم میں داخل ہوا تو اس کا پی اے پیچھے پیچھے چلا آیا اور حشم گردیزی کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا' سیل آف کر کے استفہامیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"سر! آپ کی اپائنمنٹ میزان اینڈ کو کمپنی کے ایم ڈی نبیل فاروقی سے ہے' وہ انتظار کر رہے ہیں ویٹنگ روم میں...... اگر آپ کی اجازت ہو تو میں انہیں اندر بھیج دوں؟" پی اے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں سہولت سے بولا۔ نبیل فاروقی کا نام سنتے ہی اس کے ذہن کی اسکرین میں لاج ابراہیم کی شبیہ لہرا گئی وہ چند ثانیے کے لیے سوچ میں پڑ گیا۔

"ہوں! انہیں اندر بھیج دو۔" پی اے کمرے سے باہر نکل گیا تھوڑی ہی دیر میں نبیل فاروقی چہرے پر خوشامدانہ مسکراہٹ سجائے نہایت پرتپاک انداز میں حشم گردیزی سے ملا۔

"جی نبیل صاحب! کیسے آنا ہوا؟" حشم گردیزی نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"سر! دراصل آپ سے ایک چھوٹا سا کام تھا۔" نبیل اپنی باچھیں چیرتے ہوئے کھسیا کر بولا۔

"کہیں وہ کام تو نہیں جو لاکھانی انٹر پرائزز اور افنان گروپس بھی کروانے کو بے چین ہیں۔" حشم گردیزی نبیل فاروقی کو بغور دیکھتے ہوئے بولا۔

"جی...... جی بالکل سر! وہی کام...... سر میں چاہتا ہوں کہ یہ کنٹریکٹ آپ مجھے دلوا دیں۔ یہ کنٹریکٹ میرا خواب ہے اور اپنے اس خواب کو میں ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"مگر نبیل صاحب! نہ یہ کام چھوٹا ہے اور نہ اس

کانٹریکٹ کا حصول......"

"آپ بالکل بجا فرما رہے ہیں' یہ دونوں چیزیں چھوٹی اور آسان نہیں ہیں لیکن آپ تو بادشاہ ہیں' آپ کے ایک دستخط سے یہ کام منٹوں میں ہوسکتا ہے۔" اس پل نبیل کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کنٹریکٹ کے حصول کے لیے وہ حشم گردیزی کے پاؤں پڑ جاتا' نبیل کی بات پر حشم گردیزی اکتا کر بولا۔

"نبیل صاحب! ہم بھی معمولی بندے ہیں' ہمارے ہاتھ بھی کھلے نہیں ہیں' ہمیں بہت سے لوگوں کو جواب دینا پڑتا ہے۔"

"سر! آپ بے فکر رہیے' میں آپ کو کوئی شکایت نہیں ہونے دوں گا۔" نبیل اسے جو بات سمجھانا چاہ رہا تھا وہ اسے بخوبی سمجھ میں آ رہی تھی۔ اس کا واسطہ اکثر ایسے لوگوں سے پڑتا تھا جو اپنا کام نکلوانے کے لیے اسے بھاری رشوت کی آفر کیا کرتے تھے۔

"آپ شاید مجھے رشوت دینے کے موڈ میں ہیں۔" حشم گردیزی سپاٹ لہجے میں بولا۔

"رشوت بالکل نہیں سر میری کیا اوقات کہ میں آپ کو رشوت دوں' میں ایک چھوٹا سا گفٹ آپ کی نذر کروں گا۔"

"گفٹ!" حشم گردیزی اس لفظ پر چونکا پھر بے ساختہ کہا۔ "اوکے نبیل صاحب! پھر بات ہوگی' اس وقت مجھے ایک میٹنگ میں جانا ہے۔" حشم گردیزی نے گویا آج کی ملاقات کا اختتام کیا تو نبیل بھی وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

❁......❁......❁
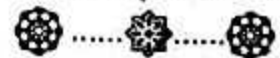
"خدا کے لیے نبیل! مجھے کچھ بھی سمجھانے کی کوشش مت کرو۔ میں اس بات کو ماننے میں کوئی عار محسوس نہیں کر رہی کہ میں تمہارے معیار کی نہیں ہوں' میں تمہاری سوسائٹی میں موو نہیں کر سکتی۔ تمہارے اور میرے مزاج کا کوئی میل نہیں ہے' بہتر ہوگا کہ تم کسی اور لڑکی کو اپنا شریک سفر چن لو جو تمہارا بزنس بڑھانے کے لیے تمہاری معاون و مددگار ثابت ہو۔" آج نبیل کافی دن بعد لاج سے ملنے آیا تھا مگر ملازمہ کے ذریعے جب اس نے نبیل سے ملنے سے انکار کیا تو وہ خود ہی لاج کے کمرے میں چلا آیا۔

"تم ہوش میں تو ہو؟ تم نے یہ سوچا بھی کیسے کہ میں اپنے دل میں تمہاری جگہ کسی اور کو دے دوں گا۔" نبیل جذبات بھرے لہجے میں بولا تو لاج جی بھر کے بدمزا ہوگئی۔

"نبیل تمہیں اپنے گھر کے لیے چراغ کی روشنی نہیں چاہیے جو تمہارے جیون کو پر رونق اور مکان کو اپنے وجود سے منور کر دے' گھر بنا دے۔ بلکہ تمہیں تو روشنی کے بجائے ایک ایسا جلتا شعلہ چاہیے جو اپنے وجود کو خاکستر کر کے ایسی چنگاری اپنے اندر بھر لے کہ جس سے سامنے والا سر تا پا پگھل کر اپنی سدھ بدھ بھلا بیٹھے' ایسی بجلی چاہیے جو مردوں کے دلوں پر گر کر اپنے حسن کا خراج وصول کرے۔ تمہیں صندل کی خوشبو نہیں بلکہ رات کی رانی کی مہک چاہیے جس کا مقدر گھر سے باہر خوشبو پھیلانا ہے۔" لاج اسے سناتی چلی گئی تو نبیل کو لاج پر بے تحاشا طیش آیا مگر وہ موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اپنے اشتعال پر کنٹرول کر گیا۔

"لاج! تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو۔ میں تمہارے بنا جینے کا تصور نہیں کر سکتا۔" نبیل دلگرفتگی سے بولا۔

"میں تمہیں بالکل صحیح سمجھ رہی ہوں نبیل! اور جو زندگی تم مجھے اپنے سنگ دینا چاہتے ہو اس کا تصور کر کے میرا دم گھٹ رہا ہے۔" لاج تلخ لہجے میں بولی۔

"لاج! تم کیوں میری محبت سے بدگمان ہو رہی ہو؟ شاید تم پارٹی والی رات سے متعلق ناراض ہو' میں مانتا ہوں کہ اس رات میں کچھ بہک گیا تھا مگر تم میرے لیے غیر تو نہیں ہونا۔"

"اپنی ہوس کو محبت کا نام مت دو۔" لاج بے زاری سے بولی۔

"اگر میرے ارادے برے ہوتے تو اس رات تم میرے فارم کے کمرے سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکال سکتی تھیں اور آج جو تم اتنے غرور سے میرے سامنے کھڑی یوں مجھ سے جرح کر رہی ہو نا کمرے کے کونے میں منہ چھپائے پڑی ہوتیں یا میرے قدموں میں بیٹھی خود کو اپنانے

کی منتیں کررہی ہوتیں۔" نبیل کا پیمانہ ضبط بری طرح سے چھلکا تھا وہ انتہائی زہر خند لہجے میں بولا تو ایک پل کو لاج سہم سی گئی پھر اپنے آپ کو مضبوط بنا کر سخت لہجے میں بولی۔

"نبیل! بہتر یہی ہوگا کہ تم مجھے بھول جاؤ' میرے دل میں تمہارے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے' مجھے امید ہے کہ تم میرے ساتھ زبردستی کا بندھن نہیں باندھو گے۔"

"ایک بات تم اپنے دماغ میں اچھی طرح سے بٹھالو تمہاری شادی صرف اور صرف میرے ساتھ ہوگی۔ چاہے تمہاری رضامندی سے ہو یا پھر تم سے زبردستی کرکے....." نبیل نے خطرناک وسنگین تیوروں سمیت کہا اور پھر تیزی سے اس کے کمرے سے باہر چلا گیا۔ لاج جو اتنی دیر سے اپنی ہمتیں مجتمع کیے کھڑی تھی' اس کے جاتے ہی کمزور ونحیف پودے کی مانند زمین پر ڈھے گئی تھی۔

❀......❀......❀

ملکہ بیگم ایک ہفتے کے لیے اندرون ملک حقوق نسواں کے سلسلے میں منعقدہ ایک سیمینار میں گئی ہوئی تھیں' اس سارے معاملے کا انہیں کوئی علم نہیں تھا مگر جب وہ گھر آئیں تو فوراً نبیل نے انہیں تمام تفصیلات سے آگاہ کیا۔

"لاج! جانو بیٹا میرے پیچھے تم نے نبیل کے خلاف اتنی غلط فہمیاں کیسے پال لیں کہ تم اب اس سے شادی کرنے سے انکاری ہو؟" حلاوت آمیز لہجے میں وہ لاج سے گویا ہوئیں تو وہ ایک گہری سانس بھر کر رہ گئی' وہ پہلے ہی جانتی تھی کہ نبیل مما کو اپنی مظلومیت کی دہائیاں ضرور دے گا۔

"مما! نبیل نے آپ کو اپنی کارستانی نہیں بتائی کہ اس نے....." لاج زچ ہوکر بولتے بولتے یکدم ہچکچا کر چپ ہوگئی۔

"بیٹا! آخر تم کیوں نبیل کی محبت سے چڑتی ہو' اس کا والہانہ پن اور دیوانگی صرف تمہاری ذات سے منسلک ہے۔ ٹھیک ہے بیٹا! اگر تمہیں شادی سے پہلے نبیل کی قربت ڈسٹرب کرتی ہے تو بہت جلد میں تم دونوں کی شادی کا بندوبست کرتی ہوں۔" مما کی بات سن کر لاج گھبرا گئی۔

"مما پلیز! آپ ایسا مت کیجیے گا' مجھے نبیل سے شادی نہیں کرنی۔" وہ قطعاً انکار کرتے ہوئے بولی تو ملکہ بیگم کو غصہ آ گیا۔

"لاج! آخر تم چاہتی کیا ہو' کیوں اس عمر میں تم مجھے رسوا کروانے پر تلی ہوئی ہو؟ تم جانتی ہو نا کہ تمہارے پاپا کی کمپنی جب دیوالیہ کے قریب تھی تو وہ نبیل ہی تھا جس نے دن ورات ایک کرکے اس کمپنی کو دوبارہ زندگی بخشی ورنہ آج جو ہم عیش وآرام کی زندگی گزار رہے ہیں' اس کے بجائے ہم دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہوتے' یہ گھر بھی تمہارے پاپا نے گروی رکھوا دیا تھا' ہم سے چھت تک چھن جاتی لاج' اور وہ وقت یاد کرو جب تمہارے پاپا ہمیں بیچ منجدھار میں چھوڑ کر دوسرے دیس سدھار گئے تو وہ نبیل ہی تھا جس نے ہماری پل پل کی خبر رکھی ورنہ آج تک تمہارے ددھیال والوں نے بھی نہیں پوچھا کہ ابراہیم حسن کی اولاد زندہ بھی ہے یا نہیں..... اور میں تمہاری ماں! جس نے تمہیں جنم نہیں دیا مگر تم سے ایک لمحے کی غفلت نہیں برتی' اپنی سگی اولاد سے زیادہ چاہا' تم نبیل اور میری محبت کا یہ صلہ دے رہی ہو؟" مما اسے سناتی چلی گئیں۔ وہ تو یہ بھول ہی گئی تھی کہ ملکہ بیگم اس کی سگی ماں نہیں تھیں مگر انہوں نے پھر بھی سگی ماں سے زیادہ پیار دیا' ہر طرح کا آرام وسکون دیا اور نبیل..... لاج کی آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھر گئیں۔

"آئی ایم سوری مما! میں واقعی یہ سب فراموش کرگئی تھی کہ آپ دونوں کے مجھ پر کتنے احسانات ہیں' آپ نے مجھے اس وقت اپنی نرم گرم آغوش میں سمیٹا جب میری اپنی ماں دوسرے جہان سدھار گئی تھیں' مجھے یہ سب بالکل بھی نہیں بھولنا چاہیے تھا۔" لاج گلوگیر آواز میں بمشکل بولی۔

وہ یہ بات قطعاً فراموش کرگئی کہ وہ نبیل سے اپنی ناموس وجان کی جنگ تو لڑسکتی ہے مگر اپنی ماں کے احسانوں کے سبب ان کے سامنے سر اٹھانے کی جرأت بھی نہیں کرسکتی۔

"میری گڑیا! میں نے یہ کب کہا کہ تمہیں پیار دے کر میں نے تم پر کوئی احسان کیا ہے' بھلا مائیں بھی اپنے بچوں پر احسان کرتی ہیں؟ ہاں البتہ اولاد اپنے والدین کی

خوشی وعزت کی خاطر ان کے فیصلوں اور خواہشوں پر سر جھکا کر ایک فرمانبردار اولاد ہونے کا ثبوت دیتی ہے۔" ملکہ بیگم بڑی چاہت سے لاج کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے شہد آگیں لہجے میں بولیں تو لاج مما کے سینے سے لگ کر رو دی۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

میرون رنگ کی لمبی قمیص پر میرون ٹراؤزر زیب تن کیے وہ فائیو اسٹار ہوٹل کی نسبتاً کونے کی میز پر نبیل کے ہمراہ بیٹھی تھی۔ مما کے آگے وہ ایک بار پھر بے بس ہو کر نبیل کے ساتھ ڈنر کے لیے چلی آئی تھی مگر مما نے نبیل کو بھی سمجھا دیا تھا اور اس نے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ لاج کو اپنی پسند کی زندگی گزارنے کی پوری پوری آزادی دے گا اگر وہ پارٹیز میں جانا اور اس کے دوستوں سے ملنا پسند نہیں کرتی تو وہ اسے ایسا کرنے پر قطعاً مجبور نہیں کرے گا۔ نبیل اسے یہاں لا کر نجانے کس سے مسلسل سیل فون کے ذریعے کانٹیکٹ کرنے کی تگ و دو میں لگا ہوا تھا مگر شاید مقابل کا سیل سوئچ آف تھا جس کی بدولت نبیل کا رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا۔

"تم آرڈر کرو۔" ویٹر کے مینو کارڈ لانے پر نبیل نے کچھ الجھ کر لاج سے کہا تو وہ خاموشی سے ویٹر سے کارڈ تھام کر اسے دیکھنے لگی۔

"السلام علیکم سر! شکر ہے کہ آپ سے رابطہ ہو گیا' میں کافی دیر سے آپ کو ٹرائی کر رہا تھا میں سمجھا کہ شاید آپ ہم سے خفا ہو گئے۔" یکدم کانٹیکٹ ہو جانے پر نبیل کا لہجہ خوشگوار ہو گیا۔

"جی...... جی سر! مجھے معلوم ہے کہ آپ اسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ دراصل میں بھی یہاں موجود ہوں۔" اُس طرف سے نہ جانے کیا کہا گیا کہ نبیل خوشی کے مارے اچھل پڑا۔

"رئیلی سر! میں فائل بھجوا دوں اوکے سر م...... میں پانچ منٹ میں فائل بھجواتا ہوں۔ جی روم نمبر فائیو زیرو ٹو...... ٹھیک ہے سر۔" نبیل کا جوش وخوشی دیدنی تھی۔

جیسے اسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔ لاج ناسمجھی کے انداز میں اسے دیکھے گئی پھر نبیل نے ایک دوسرا نمبر ملایا۔

"ہاں سلیم تم پول سائیڈ پر ہو؟ اوکے میں ابھی آتا ہوں۔" نبیل عجلت میں موبائل آف کر کے ہونق بنی لاج کی طرف متوجہ ہوا۔

"لاج دراصل پول سائیڈ پر میرے دوست نے پارٹی دی ہے مجھے معلوم ہے کہ تم پارٹی میں جانا پسند نہیں کرو گی لہٰذا میں صرف دس منٹ بعد آتا ہوں۔" یہ کہتے ہی وہ لاج کو کچھ کہنے کا موقع دیے بنا اپنی سیٹ سے اٹھا پھر کچھ یاد آنے پر مڑ کر بولا۔

"پلیز تم یہ فائل حشم گردیزی کو دے آؤ' وہ روم نمبر فائیو زیرو ٹو میں اپنی بیگم کے ساتھ اسی ہوٹل میں ہیں۔"

"کیا......؟ نبیل! میں اکیلی کیسے یہ فائل لے کر جاؤں گی؟ تم پلیز خود دے آؤ۔" لاج اچانک بدک کر بولی۔

"افوہ لاج! حشم گردیزی بہت مشکل سے سائن کرنے پر راضی ہوا ہے۔ اور وہاں سلیم مجھے ایک اہم وفد سے ملوانے کے لیے انتظار کر رہا ہے۔ پلیز میری کچھ مدد کر دو' میں بس ابھی آیا۔" یہ کہہ کر نبیل یہ جا وہ جا...... لاج نے بیزاری سے سانس فضا میں خارج کیا اور پھر استقبالیہ سے روم کا پوچھ کر لفٹ کی جانب آ گئی۔ اپنے ہاتھوں میں نیلے رنگ کی فائل پکڑے وہ روم نمبر فائیو زیرو ٹو کے سامنے کھڑی تھی...... اس نے اپنی انگشت شہادت سے بیل بجائی۔

"کم ان" کی آواز پر وہ ادھ کھلے دروازے کو وا کرتی اندر چلی آئی۔ سامنے ہی حشم گردیزی سلیپنگ گاؤن پہنے رف سے حلیے میں اس کے سواگت کو کھڑا تھا۔

"آیئے لاج صاحبہ! خوش آمدید کہتا ہوں میں آپ کو اپنے روم میں......" حشم گردیزی دلنشیں لہجے میں بولتا دھیرے دھیرے چلتے اس کے بالکل قریب آ کر رکا تھا۔

"وہ...... وہ آپ کی بیگم کہاں ہیں؟" لاج نے انتہائی ہونق پن سے استفسار کیا جواباً حشم گردیزی نے انتہائی مخمور نگاہوں سے اس کے سراپے کو دیکھا۔

"م...... میں یہ فائل دینے آئی تھی۔" لاج حشم گردیزی کی نگاہوں کی معنی خیزی سے سٹپٹا کر جلدی سے فائل اس کے آگے کرتے ہوئے بولی۔

"فائل بھی لے لیں گے ڈیئر! اتنی بھی کیا جلدی ہے' ابھی تو پوری رات باقی ہے۔" حشم گردیزی نے گنگنا کر بولتے ہوئے کھٹاک کی آواز کے ساتھ کمرے کا دروازہ بند کیا تھا اور لاج پر اس پل ادراک کے بہت سے دروازے کھلتے چلے گئے مگر اب شاید دیر ہو چکی تھی۔ نبیل نے ایک بار پھر اسے زبردست دھوکا دیا تھا۔

"میری آج رات کی بیگم بہت خوبصورت ہے۔" حشم گردیزی کی خمار میں ڈوبی آواز ابھری مگر اس پل اس کے تمام اعصاب منجمد ہوتے چلے گئے' اس کے ساکت لبوں سے صرف ایک لفظ نکلا۔ "پاپا......!"

لاج زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ اس کا دل چاہا کہ اپنے زندہ دفنائے جانے کے بعد مقبرہ کے سرہانے بیٹھ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔

"کیا ہوا ڈیئر! خوشی کے مارے پاؤں زمین پر ٹک نہیں رہے صرف ایک رات کے عوض اتنا بڑا کنٹریکٹ تمہارے سو کالڈ منگیتر مسٹر نبیل فاروقی کو مل رہا ہے؟" حشم گردیزی اسے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھے دیکھ کر استہزائیہ انداز میں کہا۔ لاج کو اس پل یوں محسوس ہوا جیسے اس کا وجود برف ہو گیا ہو۔

"ہنی! اس طرح بیٹھ کر کیوں وقت ضائع کر رہی ہو؟ مجھے نبیل کے دیئے ہوئے گفٹ سے لطف اندوز تو ہونے دو۔" حشم گردیزی زہر خند لہجے میں اس کی تھوڑی کو اپنی شہادت کی انگلی سے اٹھا کر بولا تو آنکھوں میں حقارت نفرت وتنفر کے رنگ لیے اس پل وہ لاج کو سہا گیا' اتنی کاٹ اتنی چبھن تھی ان نگاہوں میں کہ لاج بے ساختہ پیچھے کھسکتی چلی گئی۔

"ارے! تم یوں دور کیوں جا رہی ہو جیسے کوئی باحیا لڑکی ہو حالانکہ جس سوسائٹی کی تم پروردہ ہو وہاں تو تمہارے نبیل جیسے انسان کی منگیتر یا پھر بیویاں یونہی ایک فائل پر سائن کروانے کے عوض کسی منسٹر یا تاجر کے بیڈ روم کی زینت بنتی ہیں۔"

"م...... میں ایسی لڑکی نہیں ہوں۔" لاج ہکلا کر بمشکل بولی تھی۔

"اچھا! پھر کیسی لڑکی ہو' صوم وصلوٰۃ کی پابند۔ پردہ دار بی بی!" حشم گردیزی طنزیہ ہنسی ہنستے ہوئے گویا ہوا۔

"آ...... آپ پلیز میرا یقین کریں' مجھے ہرگز نہیں معلوم تھا کہ نبیل اتنے کریہہ اور ناپاک ارادے کے ساتھ مجھے ہوٹل میں لایا ہے۔ آپ پلیز مجھے میرے گھر چھوڑ دیں' یہ آپ کا مجھ پر زندگی بھر کا احسان ہوگا۔" یہ کہہ کر لاج چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تو حشم گردیزی اسے چند ثانیے دیکھتا رہا۔

"اچھا! تمہیں تو یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ نبیل معیوب لباس زیب تن کروا کر تمہیں پارٹیز میں کیوں لے جاتا تھا؟ ہنہ!" خنجر سے بھی زیادہ نوک دار لہجے میں حشم گردیزی نے جگر چھلنی کرنے والے انداز میں کہا۔ "تم ایسے کانچ کے گلاس کی مانند ہو جو نجانے کتنے ہی ہاتھوں سے مس ہوتا ہے۔"

"خدا کے واسطے حشم گردیزی! پلیز' مجھے اپنے لفظوں سے زخمی مت کیجیے۔ مجھے میری نظروں میں اتنا مت گرایئے کہ زمین بھی مجھے بلندی پر دکھائی دے۔" وہ ایک اذیت کے عالم میں چلا کر بولی پھر انتہائی لجاجت سے اس کے سامنے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر گویا ہوئی۔ "آپ پلیز مجھے گھر پہنچا دیجیے' میں اچھی لڑکی نہ سہی مگر آپ ایک اچھے انسان ضرور ہیں۔"

"ہوں' تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں تم جیسی غلاظت کے ڈھیر کو ہاتھ لگاؤں گا؟" وہ انتہائی تحقیر آمیز لہجے میں بولا۔ "میں ایک شریف خاندان کا مہذب انسان ہوں اور تم جیسی عورتیں جو عورت کے نام پر معاشرے کا کلنک ہوتی ہیں جو نسلوں کے بگاڑ کا سبب بنتی ہیں جو چند روپوں کے عوض اپنے آپ کو پیش کر دیتی ہیں' ایسی عورتوں پر میں ایک نگاہ بھی ڈالنا پسند نہیں کرتا۔"

"آ...... آپ مجھے......" توہین وذلت کے احساس

سے اس کی آواز بند ہوگئی' جسم پر کپکپی طاری ہوگئی۔ "مم...... میرا باپ ایک معتبر خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔" وہ فقط اتنا ہی بول پائی پھر اپنے بکھرے ہوئے اعصاب کو بمشکل سمیٹ کر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ڈولتے قدموں سے دروازے کی جانب آئی اور چھپاک سے باہر نکل گئی۔ جبکہ حشم گردیزی دیر تک دروازے کو دیکھتا رہا جہاں سے وہ ابھی نکلی تھی۔

٭......٭......٭

"تم عورت کے نام پر کلنک ہو' تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں تم جیسی غلاظت کے ڈھیر کو ہاتھ لگاؤں گا۔" وہ ڈگمگاتے قدموں اور ڈولتے ذہن کو لیے بے سمت چلی جارہی تھی اسے یہ بھی ہوش نہیں رہا تھا کہ اس کا دوپٹا کسی چیز سے الجھ کر وہیں رہ گیا ہے۔ چلتے چلتے نجانے کب اس کے نازک پیر جوتے کی قید سے آزاد ہوکر کسی چیز کے چبھنے سے زخمی ہوگئے تھے' اسے تو اپنے پندار پر پڑی چوٹ اور روح پر لگے شگاف کی تکلیف نے بے حال کردیا تھا جو حشم گردیزی نے اپنے لفظوں سے اسے پہنچائے تھے۔ وہ ایک نازک وحساس دل لڑکی تھی جو لفظوں کے اس وار کو سہہ نہیں پارہی تھی۔ چلتے چلتے اسے پل دکھائی دیا تو اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک اتر آئی۔

"پاپا! میں آپ کے پاس آرہی ہوں۔" یہ خیال آتے ہی اس کے مردہ پیروں میں بجلی سی آگئی' وہ دیوانہ وار بھاگتے ہوئے پل کی ریلنگ پر پہنچی اور سرعت سے اپنے دونوں پیروں کو ریلنگ پر جمایا' قریب تھا کہ وہ پل پر سے کود کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر ڈالتی کہ دو باوردی بازوؤں نے اسے دبوچا' اپنے اقدام کی ناکامی پر اس نے پلٹ کر دیکھا پھر اچانک ایک زوردار چکر نے اس کے دماغ کو گھما ڈالا اور وہ بے ہوش ہوگئی۔

٭......٭......٭

"دیکھو نبیل! میرا منافع ففٹی ففٹی ہوگا۔" ملکہ بیگم سرخ مشروب کا تلخ گھونٹ حلق میں انڈیلتے ہوئے بولیں۔

"ارے آنٹی! تمہیں ففٹی ففٹی پر سنٹ کی فکر ہے اس کانٹریکٹ کے بدلے میں اتنی دولت ملے گی کہ دونوں ہاتوں سے بھی لٹاؤ گی تو کم نہیں ہوگی۔" نبیل مست انداز میں لہکتے ہوئے بولا۔

"بہت محنت کی ہے میں نے اس دن کے لیے...... اپنی سوتن کی اولاد کو سینے پر پتھر رکھ کر پالا ہے۔ وہ تو لاج کی خوبصورتی وحسن نے مجھے خاموش رہنے پر مجبور کردیا ورنہ کسی یتیم خانے میں اسے پھینک آتی۔"

"بس اب تم دیکھتی جاؤ' تمہارا سینچا گیا پودا ہمیں کس قدر پھل دیتا ہے۔ پورے بزنس سرکل میں لاج جیسا معصوم اور پرکشش حسن نہیں ہے۔ وہ لاکھانی تو لاج کے حسن کا پروانہ بن گیا ہے۔ لاکھانی کے پاس بھی بے تحاشا دولت ہے اور لاج کے لیے وہ سب کچھ لٹانے کو تیار ہے۔" نبیل سرمستی سے گویا ہوا۔

"اچھا یہ بتاؤ وہ رحیم حیات تمہیں اپنے بزنس کا شیئر ہولڈر بنانے پر راضی ہوا؟ ویسے وہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔" اچانک کچھ یاد آنے پر ملکہ بیگم نے استفسار کیا۔

"ہوں! وہ آج کل اپنی فیملی کے ساتھ چھٹیاں منانے آسٹریلیا گیا ہوا ہے مگر تم فکر مت کرو چاہے کتنی ہی ٹیڑھی کھیر کیوں نہ ہو' وہ لاج کو دیکھ کر یوں پگھل جائے گا جیسے نمک کا ٹکڑا پانی پڑتے ہی بہہ جاتا ہے۔" نبیل تسلی آمیز انداز میں بولا تو ملکہ بیگم نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلادیا۔

٭......٭......٭

"سر آپ کا اندازہ بالکل ٹھیک تھا' لڑکی اس وقت ذہنی طور پر بہت اپ سیٹ تھی' پل سے کودنے کی کوشش کررہی تھی' میں نے اسے بچالیا ہے مگر فی الحال بے ہوش ہے اب آگے حکم کریں' کیا کرنا ہے۔" حشم گردیزی نے لاج کو جس انداز سے نکلتے دیکھا تھا' اسے کسی گڑبڑ کا احساس ہوا تھا' اپنے گارڈ کو فون کر کے اس نے خاص ہدایت دی کہ اس لڑکی پر نظر رکھے۔ سیل فون پر جب گارڈ نے صورت حال سے آگاہ کیا تو حشم گردیزی کچھ سوچ کر بولا۔

"تم ایسا کرو اسے ہاسپٹل لے جاؤ۔ وہاں میرا دوست

ڈاکٹر جنید ہوگا' اسے میرا ریفرنس دینا' میں بھی وہاں پہنچتا ہوں۔" یہ کہہ کر حشم گردیزی نے لائن کاٹ دی۔

تقریباً تین گھنٹے بعد ڈاکٹر جنید کی کوششوں سے لاج کو تھوڑی دیر کے لیے ہوش آیا مگر پھر انجکشن کے زیر اثر وہ نیند کی وادیوں میں دوبارہ اتر گئی۔ البتہ ڈاکٹر جنید کو اب اطمینان ہوگیا۔ حشم گردیزی نے ایک نگاہ لاج کو دیکھا جو ہاسپٹل کے بستر پر دنیا ومافیہا سے بے خبر پڑی تھی۔

"ذہنی صدمے اور دباؤ کی بدولت یہ بے ہوش ہوگئی تھیں مگر اب اللہ کا شکر ہے کہ یہ ٹھیک ہیں۔ کیا یہ تمہاری کوئی رشتے دار ہیں؟" ڈاکٹر جنید جو حشم گردیزی کا دوست بھی تھا تفصیل بتاتے بتاتے اچانک اس سے پوچھ بیٹھا جواباً حشم گردیزی ہوں ہاں کر کے رہ گیا پھر اپنا سیل فون نکال کر نبیل فاروقی کا نمبر ملانے لگا۔

٭......٭......٭

اس کے قدموں میں جیسے کسی نے بجلی سی بھر دی تھی۔ وہ رکنے کی کوشش کے باوجود بھی بس دوڑے جارہی تھی تیز اور تیز...... بس بھاگتی چلی جارہی تھی کہ اچانک اسے لگا جیسے اس کا جسم گہرے شفاف پانی میں اترتا جارہا تھا۔ اس نے حیران ہوکر ادھر ادھر دیکھنا چاہا مگر پانی کی دبیز لہروں کے سوا اسے کچھ دکھائی نہ دیا پھر تھک ہار کر اس نے مزاحمت کرنا ترک کردی اور اپنے ہاتھ پیر ڈھیلے چھوڑ دیے۔ پانی کی چادروں میں لہراتے لہراتے اس کا وجود ایک عجیب وغریب جگہ پر آ کر ٹھہر گیا بہت سے چہرے! مگر اجنبی نامانوس اور بے گانے...... اس کے انتہائی قریب سے یوں گزر رہے تھے جیسے تیز رفتار ہوا۔ وہ بمشکل ان لوگوں سے خود کو بچارہی تھی کہ کہیں وہ ان سے ٹکرا نہ جائے' عجیب منظر تھا۔ اس نے نہ آج سے پہلے دیکھا نہ سنا۔ وہ مارے گھبراہٹ اور پریشانی کے رو دینے والی ہی تھی کہ ان اجنبی چہروں کے درمیان ایک انتہائی مانوس چہرہ نمودار ہوا جو اس کو حیران وبھونچکا دیکھ کر مخصوص انداز میں مسکرایا۔ وہ چند پل تو ساکت سی اس چہرے کو دیکھے گئی' پھر بے آواز اس کے لبوں سے نکلا۔ "پاپا!" وہ چاہتی تھی کہ دوڑ کر اس وجود کے پاس جائے اور اسے بے تحاشا چوم لے مگر جو قدم تھوڑی دیر پہلے دوڑ رہے تھے' اس پل اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بنا پیروں کے ہو' اس نے بہت کوشش کی کہ وہ پاپا کے پاس جائے مگر کسی نادیدہ رسی نے اس کے وجود کو ایسے جکڑا ہوا تھا جیسے سانپ اپنے شکاری سے لپٹ کر اسے مجبور وبے بس کردیتا ہے۔

"پاپا" اس نے پھر چلا کر آواز دینا چاہی مگر زبان بھی گنگ تھی۔ پاپا دیکھ چکے تھے کہ لاج بڑی بے تابی وبے قراری سے ان کے پاس آنے کو مچل رہی ہے' وہ دھیمے سے مسکرائے اور آہستگی سے گویا ہوئے۔ "لاج میری بچی! ابھی تم یہاں سے جاؤ۔" ان کے یہ کہتے ہی ایک زبردست جھکڑ چلا اور لاج کا بدن خزاں رسیدہ پتے کی مانند اڑتا ہوا پانی کی سطح پر آ گیا۔

اچانک لاج کی آنکھیں ایک جھٹکے کے ساتھ کھلیں۔ اس کا پورا جسم پسینے میں شرابور ہورہا تھا اور سانس اتنی تیز چل رہی تھی جیسے وہ گھنٹوں اپنی سانس کو روکے بیٹھی تھی اور اب جلدی جلدی سانس لے رہی ہے کہ مبادا پھر سے کوئی اس کی سانس بند نہ کردے' اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنے اطراف میں دیکھا' ہاسپٹل کے مخصوص کمرے کو دیکھ کر اس کے اعصاب میں لغزش پیدا ہوئی پھر اپنا دکھتا سر ہاتھوں میں گرالیا۔

"یااللہ! کیا وہ خواب تھا یا حقیقت...... پاپا میرے پاس آئے تھے؟" لاج نے خود سے استفسار کیا۔ ابھی وہ مزید کچھ سوچتی کہ دروازہ کھول کر مما اور نبیل اندر داخل ہوئے' لاج کو جاگتا دیکھ کر نبیل نے اسے انتہائی خشمگیں نگاہوں سے گھورا یکدم لاج کو بھی سب کچھ یاد آتا چلا گیا اور یاد آنے پر اس کے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔ "یااللہ! مجھے ہوش کی دنیا میں واپس کیوں بھیج دیا؟"

"کون سا تم پر دکھ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا جو تمہیں اتنا ذہنی صدمہ پہنچا کہ منزل پر پہنچنے سے صرف دو قدم پہلے ہمیں دھکا دے کر خود اس بستر پر آ کر لیٹ گئیں؟" نبیل سانپ کی مانند پھنکارتے ہوئے بولا تو لاج نے مما کی جانب دیکھا۔

''ارے میں تو اس پتھر سے سر ٹکرا ٹکرا کر لہولہان ہوگئی ہوں اس کم بخت کو کتنا سمجھایا' اتنا بہلایا پھسلایا' اتنا پیار دیا مگر یہ ہر بار کمینی چکنا گھڑا ثابت ہوئی۔'' مما کے لبوں سے ادا ہوتے جملے یقیناً اس نے غلط سنے تھے۔

''کیوں ری ایسا کیا ہوگیا تھا کہ بے ہوش ہوگئی! کیا تیری ماں مرگئی تھی یا تیرا باپ فوت ہوگیا تھا جو تو صدمے کی وجہ سے ہمارے خوابوں پر پانی پھیر کر آنکھیں بند کر کے یہاں لیٹ گئی؟'' ملکہ بیگم نے انتہائی بے دردی سے اس کے ریشمی بالوں کو اپنی مٹھی میں دبوچا۔ ایک اذیت کی لہر اس کے وجود میں اٹھتی چلی گئی مگر یہ تکلیف بال نوچنے سے بڑھ کر ان لفظوں کی تھی جو مضبوط سے مضبوط دل ودماغ کے مالک انسان کو بغیر کسی آلہ قتل کے مار ڈالتے ہیں وہ تو پھر بھی پھول کی مانند نازک سی لڑکی تھی۔ ملکہ بیگم کی اصلیت آج حقیقت کا روپ دھارے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

''مما آ...... آپ ایسی باتیں کیوں......؟'' وہ بس اتنا ہی بول سکی تھی کہ آنسوؤں کا ریلا بند توڑ کر بہہ نکلا۔

''ذلیل! احسان فراموش' منحوس' بدبخت چشم گردیزی کے پاس تجھے ایک سائن کرانے ہی تو بھیجا تھا نا تجھ سے وہ بھی نہ ہوسکا۔'' ملکہ بیگم بازاری انداز میں بولیں۔

''مما! آپ کو معلوم ہے کہ نبیل نے اس سائن کے عوض مجھے حشم گردیزی کو سونپنا تھا؟'' لاج ابھی بھی آس وہراس کی کیفیت میں گھر کر بولی کہ شاید مما پہلے والی مما بن جائیں گی اور اسے میری چندا کہہ کر گلے سے لگا کر اسے پیار کریں گی حالانکہ اب تک جو کچھ اس کے ساتھ ہوچکا تھا اسے مما سے نفرت ہوجانی چاہیے تھی۔

''ارے بے وقوف دریا سے اگر دو چار ڈونگے لے لیے جائیں تو دریا میں کمی نہیں آجاتی۔'' ملکہ بیگم نخوت سے بولیں تو لاج بستر پر ڈھے سی گئی اور انتہائی ٹوٹے لفظوں میں بولی۔

''یہ...... آپ نے کیا کہہ دیا' میری تو دنیا لٹ گئی!'' اس پل اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے مما کے انداز اور جملوں سے اس پر پوری کائنات الٹ گئی ہو' مما کے تیزابی لفظ اس کی سماعتوں میں گر کر اسے جھلسا گئے تھے۔

''بند کر یہ ڈرامابازی بہت شرافت محبت کا کھیل ہوگیا' اب تجھے وہی کرنا پڑے گا جیسا ہم کہیں گے۔''

❁......❁......❁
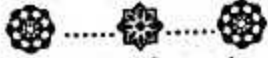
اسے ہوش آیا تو خود کو اپنے کمرے میں پایا' تھوڑی دیر خالی الذہن چھت کو گھورتے رہنے کے بعد اسے خود پر بیت جانے والی قیامت پوری جزئیات سمیت یاد آئی تو وہ پوری شدت کے ساتھ رودی۔

''مما نے مجھ سے محبت وشفقت کا کتنا گھناؤنا کھیل کھیلا۔ درحقیقت وہ نبیل کے ساتھ مل کر مجھ سے کتنا کریہہ کام کروانا چاہتی تھیں۔ اف! اتنا بڑا فریب' اتنا بڑا دھوکا میرے ساتھ ہوا مگر میرا ذہن یہ قبول ہی نہیں کررہا۔'' وہ سسک کر خود سے بولی پھر اچانک اسے اپنی مخلص سہیلی روحا یاد آ گئی۔

''روحا تم بالکل ٹھیک کہتی تھیں تم انجان ہوکر بھی مما کی اصلیت کو پہچان گئی تھیں مگر میں...... لاعلمی میں ماری گئی بلکہ کچھ کچھ جانتے ہوئے بھی خود کو دھوکا دیتی رہی۔ مجھے روحا کو فون کرنا چاہیے۔ اس سے مدد مانگنی چاہیے۔'' خود سے کہہ کر وہ دروازے کی جانب لپکی' مگر اگلے پل اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ باہر سے دروازے کو مقفل کردیا گیا تھا۔ لاج نے وحشت زدہ ہوکر دروازہ دونوں ہاتھوں سے بری طرح پیٹ ڈالا مگر جواب ندارد تھا۔

اسے کمرے میں بند ہوئے دو دن گزر گئے تھے۔ مگر صدمہ جوں کا توں تھا۔ لاج ابھی تک یقین وبے یقینی کی کیفیت میں تھی کہ اس کی زندگی کی ناؤ اب بیچ بھنور میں جا پھنسی ہے۔ وہ مدد مانگے بھی تو بھلا کس سے...... انبیل اور ملکہ بیگم نے اس کے گرد اس قدر خوب صورتی وخاموشی کے ساتھ جال بچھایا تھا کہ جب اسے معلوم ہوا تو اپنے آپ کو ایسے مقید پایا کہ وہ بمشکل ہی اپنے تنفس کو بحال رکھ پارہی تھی۔ ملکہ بیگم ملازمہ کے ہمراہ صرف کھانے کے وقت آتیں اور فوراً چلی جاتیں۔ جبکہ لاج ان کے پیر پکڑ پکڑ

کررہ جاتی مگر چٹان کے سینے میں بھلا دل جیسی نازک چیز کا کوئی کام ہوسکتا ہے۔ جس عورت کے نزدیک پیسہ ہی انسانیت اور دین وایمان ہو وہاں کسی مظلوم کی آہ وبکا محض ایک دلچسپ تماشا معلوم ہوتی ہے جو اس کی رعونت اور سفاکی کو مزید تقویت بخشتی ہے۔ اسے اپنی لاعلمی اور کوتاہ اندیشی پر بے تحاشا صدمہ ہورہا تھا۔

''کاش میں پاپا کے گھر والوں کے بارے میں مما سے کچھ تو جاننے کی کوشش کرتی' کوئی تو راستہ کوئی دریچہ یہاں سے نکلنے کا ہوتا کوئی تو چابی میرے ہاتھ آتی۔'' لاج خود کو کوستے ہوئے بولی کہ اچانک ذہن میں ایک خیال در آنے پر وہ زور سے اچھل پڑی' وہ بجلی کی تیزی سے کرسی سے اٹھی اور اپنے وارڈروب کی درازوں میں پاگلوں کی طرح کوئی چیز تلاش کرنے لگی یک لخت اس کی مطلوبہ چیز اس کے ہاتھ آئی تو چند ثانیے وہ بے یقینی کے عالم میں اپنی رہائی کے پروانے کو اچنبھے سے دیکھتی رہی پھر بے ساختہ اس نے اسے چوم ڈالا جس میں جلی حرف میں لکھا تھا۔

''زاہد رحمان۔''

''مما! میں نبیل اور آپ کی ہر بات ماننے کو تیار ہوں مگر پلیز آپ مجھے اپنی شفقت سے محروم مت کیجیے' مجھ سے اپنی محبت مت چھینیں ورنہ میں مرجاؤں گی۔'' لاج ملکہ بیگم کا ہاتھ پکڑ کر روتے ہوئے بولی تو ملکہ بیگم نے حیرت آمیز خوشی سے لاج کو دیکھا۔

''تم واقعی ہمارے کہنے پر چلوگی؟'' ملکہ بیگم حیرت ومسرت کے جذبات میں گھر کر بولیں۔

''جی مما! میرا آپ دونوں کے سوا اور ہے ہی کون؟ آپ لوگوں سے بچھڑ کر تو میں کہیں کی نہیں رہوں گی۔'' لاج اپنے آنسو پونچھتی ہوئی نگاہیں چرا کر بولی۔

''ٹھیک ہے پھر سولہ تاریخ کو تمہارا نبیل کے ساتھ نکاح کردیتے ہیں' وہ تین دن کے لیے شہر سے باہر گیا ہوا ہے۔'' ملکہ بیگم نے پرسوچ انداز میں کہا تو نکاح کا نام سن کر لاج کی رگوں میں گردش کرتا خون جیسے جم گیا۔

''نکاح لیکن سولہ تاریخ تو چار دن بعد ہے' اتنی جلدی......؟'' لاج منمنا کر بولی۔

''تو ہمیں کون سی تیاری کرنی ہے' بس سادگی سے نکاح ہوجائے گا۔'' یہ کہہ کر ملکہ بیگم نے اپنے سیل فون پر نبیل فاروقی کا نمبر ملایا اور اسے آئندہ کے پروگرام کے بارے میں بتانے لگیں تو لاج بستر پر ڈھے گئی۔

''اب مجھے جو بھی کرنا ہے وہ ان تین دنوں میں ہی کرنا ہے۔'' اس کا دماغ اس پل تیزی سے کام کررہا تھا۔

''مما! میں روحا کو اپنے نکاح میں انوائیٹ کرلوں وہ میری اچھی سہیلی ہے' میں اسے نہیں بلاؤں گی تو وہ برا مان جائے گی۔''

''یہ چونچلے تم ایک طرف رکھو' بھاڑ میں گئی تمہاری دوست کی ناراضی...... کسی کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔'' نبیل اور ملکہ بیگم کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے بعد ملکہ بیگم نے اسے کمرے سے نکلنے کی آزادی تو دے دی تھی مگر وہ گھر سے باہر نہیں جاسکتی تھی اور فون بھی استعمال نہیں کرسکتی تھی۔ سیل فون تو نبیل نے بہانے سے اسی دن ہوٹل میں لے لیا تھا جب اسے حشم گردیزی کے کمرے میں بھیجا تھا۔ اپنی بات رد ہوتے دیکھ کر وہ ہاتھ مل کر رہ گئی' بڑی دقتوں سے مسکرا کر گویا ہوئی۔

''اوکے مما! جیسے آپ کی مرضی۔'' وہ مایوسی سے ان کے کمرے سے پلٹی۔ اب کیا ہوگا......؟ اس زندان سے میں کیسے نکلوں؟

❁......❁......❁

آج وہ لاج ابراہیم سے لاج نبیل بننے والی تھی وہ نبیل جو غیرت وحمیت سے نابلد ایسا بے کردار انسان تھا جو شاید دولت کی خاطر اپنے خونی رشتوں کی بھی بولی لگادیتا۔ اور ایسے شخص کی بیوی بننے سے بہتر تھا کہ وہ خود کو ختم کرڈالتی مگر پاپا کا خواب اسے ایسا کرنے سے باز رکھے ہوئے تھا۔ ملکہ بیگم نے دو ملازماؤں کے ہمراہ لاج کو پارلر بھیجا' لاج نے پہلے سے تیار کردہ چھوٹا سا پرس جس میں زاہد رحمٰن کا وزیٹنگ کارڈ' کچھ نقدی اور اپنی ماں کا زیور اپنی چادر میں چھپایا اور نبیل کے ہمراہ روانہ ہوگئی۔

''اف خدایا! میری مدد کر۔'' وہ انتہائی پریشان ہوکر دل میں گویا ہوئی۔ کل رات سے ہی اچانک بادل آسمان پر آگئے تھے اور اب اچھی خاصی بوندا باندی ہورہی تھی۔

''اب یہ اداسی اپنے چہرے سے ہمیشہ کے لیے دور کرلو تم دیکھنا ہم اس دنیا میں نہ سہی مگر پورے ملک میں سب سے زیادہ امیر کہلائیں گے۔'' اسے مضمحل سا بیٹھے دیکھ کر ڈرائیو کرتے نبیل نے ترنگ سے کہا تو لاج پھیکی سی ہنسی ہنس دی کہ یک لخت بوندا باندی نے موسلا دھار بارش کی صورت اختیار کرلی۔

''اوہ نو! یہ بارش اتنی تیز کیسے ہوگئی؟'' نبیل کو ڈرائیو کرتے ہوئے دقت پیش آرہی تھی۔ وہ بڑی آہستگی سے ڈرائیو کررہا تھا۔ اسے بارش میں ڈرائیو کرنے کی مہارت بالکل نہیں تھی اس لیے وہ خاصا پریشان دکھائی دے رہا تھا' لاج نے اپنے دماغ کو پوری طرح مستعد کیا قدرت ابر رحمت کے ساتھ واقعی اس پر مہربان ہورہی تھی۔

''نبیل! ایسا کرو تم واپس گھر چلے جاؤ' ابھی ہم گھر سے اتنا دور نہیں آئے ہیں' میں رشیدہ اور ممتاز کو لے کر ٹیکسی میں پارلر چلی جاتی ہوں۔'' لاج بڑے ہموار انداز میں بولی پھر اس کا جواب سنے بنا ہی گاڑی کا شیشہ نیچے گرا کر کونے پر کھڑی ٹیکسی کو ہاتھ کے اشارے سے اپنی جانب متوجہ کیا۔

''مگر تم اکیلی......؟''

''اوفوہ یہ دونوں ہیں نا میرے ساتھ۔'' لاج نے اس کی گومگو کیفیت پر قطعیت سے کہہ کر تیزی سے فرنٹ ڈور کھولا اور جلدی سے ٹیکسی کی جانب بڑھی' پیچھے پیچھے وہ دونوں بھی لپکیں۔

''اف اب میں اپنے ان دونوں سے کیسے جان چھڑاؤں؟'' لاج نے فکرمندی سے سوچا پھر ٹیکسی ڈرائیور کو معروف بیوٹی پارلر کا نام بتا کر وہاں چلنے کو کہا' اب لاج پوری طرح سے مطمئن ہوگئی تھی۔ قدرت نے واقعی اس پل اس کے دست ناتواں کو تھام لیا تھا۔ پارلر پہنچ کر وہ بارش کی بوچھاڑ سے بچتی بچاتی اندر آئی۔

''تم لوگ یہیں بیٹھو میں اندر جارہی ہوں تقریباً مجھے تین گھنٹے لگیں گے تیار ہونے میں...... لاؤ یہ ڈریس مجھے دے دو۔ یہ لڑکیاں دلہن کے ہمراہ کسی کو اندر کمرے میں جانے نہیں دیتیں۔'' یہ کہہ کر لاج نے ان سے سامان لیا اور اندر کی جانب بڑھی اور دائیں ہاتھ پر مڑتے ہی وہ دوسرے داخلی دروازے سے باہر نکل آئی۔ البتہ جاتے ہوئے اس نے برائیڈل ڈریس انتہائی حقارت سے بڑے سے ڈسٹ بن کی نذر کیا تھا۔

❁......❁......❁

مسلسل بجتی سیل فون کی آواز نے اسے گہری نیند سے جاگنے پر مجبور کردیا۔

''اف! کیا مصیبت ہے۔ پورے دو دن بعد مجھے سونا نصیب ہوا ہے' آخر یہ کون فون کررہا ہے؟'' حشم گردیزی نے کمبل اپنے منہ سے ہٹاتے ہوئے سوچا۔ بیل بجنا بند ہوگئی تو اس نے سوچا کہ اسے سائیلنٹ پر کرکے دوبارہ سوجانا چاہیے مگر موبائل اسکرین پر جب گھر کا نمبر دیکھا تو فوراً کال ریسیو کی وہ آج کل بزنس کے سلسلے میں دوسرے شہر آیا ہوا تھا۔ گھر والے اسے صرف ایمرجنسی کے وقت ہی فون کیا کرتے تھے۔ اس نے پریشان ہوکر کال بیک کی تو فون سحرش نے اٹھایا۔

''کہاں تھے آپ' میں کتنی دیر سے ٹرائی کررہی تھی۔'' سحرش کی شکوہ آمیز آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی مگر وہ اس کے سوال کو نظر انداز کرکے بولا۔

''سب خیریت تو ہے گھر پر......''

''نہیں...... دادو کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔'' سحرش تھوڑا اٹک کر بولی۔

''کچھ ٹھیک نہیں ہے کیا مطلب ہے؟ صحیح صحیح بتاؤ انہیں کیا ہوا ہے؟'' حشم گردیزی کو اپنی دادو اس دنیا میں سب سے عزیز تھیں وہ پریشان ہوکر بولا۔

''ان کی شوگر بہت لو ہوگئی ہے اور بی پی بھی نارمل نہیں ہے' ہم نے انہیں ہاسپٹل میں ایڈمٹ کردیا ہے' وہ غشی میں بس آپ کو پکار رہی ہیں۔''

''میں بس ابھی نکل رہا ہوں۔'' سحرش کی باتیں سن کر

وہ فقط اتنا ہی بولا اور اپنا سیل آف کر کے سرعت سے کمبل ایک طرف پھینک کر بستر سے اٹھا۔

❁......❁......❁

رکشے والے نے اسے بس اسٹینڈ پر اتارا تو لاج کرایہ ادا کر کے چند ثانیے وہاں کھڑی بسوں کی قطاروں کو دیکھتی رہی پھر کچھ سوچ کر اسلام آباد جانے والی بس میں بیٹھ گئی پہلے ایک p.c.o کی طرف گئی اور پھر کچھ سوچ کر وہ ایک بس کی جانب دوڑی اور جھپاک سے اس میں سوار ہو کر پیچھے کی جانب کونے کی سیٹ پر چادر کی بکل مار کر بیٹھ گئی۔ بارش کا زور ٹوٹ چکا تھا مگر موسم سرما کی اس برسات پر اسے بے تحاشا پیار آ رہا تھا اگر آج یہ بارش نہ ہوتی تو یقیناً نبیل اس کو اسی پارلر میں ملازماؤں کے ہمراہ چھوڑ کر آتا جہاں اس کی بکنگ تھی، وہاں اس کا نمبر آنے پر اس کا نام لے کر کال کیا جاتا اور جب رشیدہ اور ممتاز اسے پارلر سے غائب پاتیں تو فوراً نبیل یا ملکہ بیگم کو کال کر دیتیں اور وہ سب حرکت میں آ جاتے۔ لاج چاہتی تھی کہ جب انہیں اس کی گمشدگی کی اطلاع ملے تب تک وہ شہر سے باہر پہنچ چکی ہو۔ کوچ میں بیٹھنے سے پہلے اس نے اس پارلر میں پی سی او سے فون کر کے کہہ دیا تھا کہ کسی کے انتقال کے سبب اس کا نکاح کینسل ہو گیا ہے لہٰذا اس کی بکنگ کو ختم کر دیا جائے تاکہ اس کو وہاں موجود نہ پا کر وہ لوگ گھر پر فون نہ کریں۔

"اف خدایا! یہ بس کب چلے گی؟" لاج انتہائی بے صبری سے بس چلنے کی منتظر تھی۔ شاید اس کوچ کی روانگی کا ٹائم نہیں ہوا تھا۔ وہ دل ہی دل میں بس چلنے کی دعائیں کر رہی تھی کہ اسی دوران دو اوباش قسم کے مرد کسی بات پر قہقہہ لگاتے ہوئے بس میں داخل ہوئے اور پچھلی سیٹوں پر براجمان ہو گئے۔ لاج نے چادر کا کونا پوری طرح سے اپنے چہرے پر سرکا لیا۔ اسے ان لوگوں سے خوف محسوس ہوا اسی وقت ایک نوعمر لڑکا ایک چھوٹی تھالی میں ناریل سجائے اندر آیا تو ان میں سے ایک شخص انتہائی اونچی وبھونڈی آواز میں اس سے مخاطب ہو کر بولا۔

"میڈم جی! ناریل کھائیں گی؟" اپنے تئیں وہ تو یہ سمجھ بیٹھی تھی کہ ان لوگوں کی نظر اس پر نہیں پڑی مگر وہ بہت گھاگ تھے بس میں چڑھتے ہی انہوں نے لاج کو دیکھ کر یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ لڑکی تنہا بھی ہے اور خوف زدہ بھی..... لاج کے علاوہ کوچ میں صرف دو تین مرد تھے یقیناً انہوں نے لاج کو ہی آواز لگائی تھی مگر وہ یکسر نظر انداز کیے کھڑکی سے چپکی بیٹھی قرآنی آیات کا ورد کرتی رہی۔

"ارے جی ہم آپ سے کہہ رہے ہیں ناریل کھا لیں اس موسم میں تو اس کو کھانے کا مزا ہی کچھ اور ہے۔ چھوٹے! بیگم صاحبہ کو ناریل دو۔" عقب سے ایک بار پھر آواز ابھری تو لاج جان سے لرز کر رہ گئی وہ لڑکا اس کی جانب چلا آیا۔

"مم...... مجھے نہیں چاہیے۔" لاج کے حلق سے پھنس کر پھنسی آواز برآمد ہوئی تھی۔

"او خاناں اب تو زبردستی مت کر۔" دوسرا شخص بولا پھر دونوں اپنی باتوں میں لگ گئے تو لاج نے کچھ سکون کا سانس لیا۔ کوچ میں تین دیہاتی قسم کی خواتین چھ بچوں اور چار مردوں سمیت وارد ہوئیں تو اسے یک گونہ اطمینان محسوس ہوا۔ بس آہستہ آہستہ بھر رہی تھی۔ مگر سب ہی اگلی سیٹوں کو ترجیح دے رہے تھے لاج نے سوچا کہ وہ بھی آگے جا کر بیٹھ جائے کہ اسی دم وہ دونوں مرد اس کے بالکل سامنے کی سیٹوں پر براجمان ہو گئے۔ لاج کا سانس اوپر کا اوپر رہ گیا۔

(باقی ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ماہ)

اقرارِ محبت

نادیہ فاطمہ رضوی

ہر سمت میں کٹی پڑی پھولوں کی گردنیں
اب کے صبا ہی باغ میں شمشیر بن گئی
جس سمت وہ اٹھی ہے اُدھر مڑ گئی حیات
اس کی نظر ہی گردشِ تقدیر بن گئی

"آنٹی میں لاج کو پک کرنے جارہا ہوں۔ میرے خیال میں وہ تیار ہوگئی ہوگی اور اب بارش بھی تھم گئی ہے۔" نبیل کھڑکی سے شام کے سائے گہرے ہوتے دیکھ کر بولا۔

"ٹھیک ہے تم ڈرائیور کے ساتھ لاج کو لینے جاؤ ایسا نہ ہو کہ پھر بارش ہوجائے۔" ملکہ بیگم اپنی ساڑی کی فال ٹھیک کرتے ہوئے نبیل کو دیکھ کر طنزاً بولیں۔

"افوہ جب میں بارش میں گاڑی نہیں چلا سکتا تو اس میں برائی کیا ہے بہرحال میں لاج کو لینے جارہا ہوں۔" وہ جھنجلا کر بولا اور باہر جاتے جاتے پلٹ کر استفسار کیا۔

"لاکھانی صاحب نے لاج کو جو ہیروں کا سیٹ گفٹ کیا تھا وہ تمہارے پاس ہے نا؟"

"تم اس سیٹ کی فکر مت کرو میں نے اسے اپنے لاکر میں بحفاظت رکھا ہوا ہے تم لاج کو لینے جاؤ۔" ملکہ بیگم کچھ جز بز انداز میں بولیں تو نبیل سر ہلا کر باہر نکل گیا۔ دس منٹ تو نبیل نے پارلر کے باہر کھڑے گارڈ کے کہنے پر انتظار کیا پھر جھنجلا کر بولا۔

"لاج ابراہیم نام کی دلہن سے کہو کہ انہیں لینے گھر سے آئے ہیں۔"

"صاب! وہ میڈم ہمیں خود بتادیتا ہے کہ جس کا دلہن تیار ہوگیا ہے اگر اس کو کوئی لینے آگیا ہو تو ہم انہیں بول دے ابھی اس نام کا دلہن تیار نہیں ہوا۔" گارڈ رجسٹر پر نگاہیں دوڑا کر بولا۔

"تو تم خود اپنی میڈم سے پوچھو کہ ابھی کتنی تیاری باقی ہے۔"

"اچھا تم صبر کرو ہم پوچھتا ہے۔" گارڈ اسے غصے میں آتا دیکھ کر بولا اور پھر انٹر کام اٹھا کر پوچھنے لگا۔

"آ...... چھا! نئی ہے اچھا ٹھیک ہے۔" گارڈ کے ان لفظوں نے نبیل کو بری طرح چونکا دیا۔

"کیا ہوا؟ کیا بول رہی تھیں تمہاری میڈم۔"

"وہ صاب! اس نام کا تو کوئی دلہن نہیں۔"

"کیا؟ تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہوگیا؟ میں خود جا کر دیکھتا ہوں۔"

"ارے ارے! رکو صاب! جینٹس کا اندر جانا منع ہے۔ گارڈ اسے روکتا رہ گیا مگر وہ آندھی طوفان کی طرح پارلر کے استقبالیہ کمرے میں گھس گیا۔

"سر لاج ابراہیم کی برائیڈل میک اپ کی بکنگ ہمارے پارلر میں ہوئی تھی مگر انہوں نے خود کال کر کے بکنگ کینسل کردی۔" استقبالیہ پر موجود لڑکی نبیل کے جارحانہ انداز دیکھ کر تھوڑی خائف ہوکر بولی۔

"یہ...... کیسے ہوسکتا ہے؟" وہ تلملا کر بولا۔

"آپ پلیز یہاں سے جائیے اور انہیں کہیں اور ڈھونڈیے لاج ابراہیم نام کی لڑکی نے خود یہ فون کر کے ہمیں بکنگ کینسل کرنے کو کہا تھا' ہمارا یقین کیجیے اس وقت ہمارے پارلر میں صرف تین برائیڈز رہ گئی ہیں اور ان میں سے کسی کا بھی نام لاج ابراہیم نہیں ہے۔" اس لڑکی کے جواب پر یکدم نبیل کے ذہن میں جھماکا ہوا۔ گھبراہٹ و پریشانی میں وہ یہ بھول ہی گیا کہ رشیدہ یا ممتاز کو کال کرنا چاہیے۔ ویسے بھی سیل فون اب ہر شخص کی دسترس میں تھے۔ اس نے جلدی سے ملکہ بیگم کو کال ملائی۔

"ہیلو! ہاں وہ چھٹانک بھر کی چھوکری ہمیں چکما دے کر بھاگ گئی ہے جلدی سے مجھے ملازمہ کا نمبر سینڈ کرو۔"

"کیسے بھاگ گئی؟ کہاں بھاگ گئی......؟" ملکہ بیگم کے قدموں تلے جیسے کسی نے زمین کھسکا دی۔

"افوہ! یہ تو میں ان ہڈ حراموں سے پوچھوں گا۔ ان کی موجودگی میں وہ کیسے بھاگی اور وہ دونوں ہیں کہاں؟" نبیل نے مزید دو تین گالیاں ان ملازماؤں کو دیں۔ ملکہ بیگم نے جلدی سے فون بند کیا اور رشیدہ کا نام فون بک میں ڈھونڈنے لگیں۔

"جی صاحب ہم دونوں تو اتنی دیر سے لاج بی بی کا انتظار کررہے ہیں مگر وہ تو باہر ہی نہیں آرہیں۔" رشیدہ سعادت مندی سے بولی۔

"تم دونوں کس پارلر میں ہو مجھے فوراً اس کا نام بتاؤ۔" نبیل تلملا کر بولا تو وہ ہڑبڑا گئی۔

"صاحب ہمیں تو نہیں معلوم کہ اس کا کیا نام ہے۔"

"افوہ تم کسی اور کو فون دو میں اس سے پوچھتا ہوں۔"

"جی اچھا!" یہ کہہ کر رشیدہ نے نگاہیں دوڑائیں تو ایک لڑکی کو دروازے سے اندر آتے دیکھا۔

"بی بی جی! ذرا اس جگہ کا نام صاحب کو بتادیں۔" رشیدہ نے اچانک اس لڑکی کو موبائل پکڑایا تو اس نے چونک کر نا سمجھی والے انداز میں دیکھا پھر ناچار اس نے فون تھام لیا۔

"میڈم! آپ پلیز مجھے بتاسکتی ہیں کہ اس پارلر کا کیا نام ہے۔" نبیل انتہائی دقتوں سے خود کو سنبھال کر سہولت سے بولا۔

"جی یہ گولڈن برائیڈ پارلر ہے۔" وہ لڑکی نرمی سے بولی۔

"میم پلیز! مجھے اس کی لوکیشن ذرا بتادیجیے۔" پھر وہ لڑکی نبیل کو راستہ بتانے لگی۔

"تھینک یو تھینک یو سو مچ۔" یہ کہہ کر اس نے موبائل سرعت سے بند کیا۔

❁......❁......❁

کوچ جب اسلام آباد پہنچی تو لاج کی کیفیت عجیب سی ہوگئی۔

"یہ شہر میرے پاپا کا ہے جہاں ان کا جنم ہوا یہاں کی فضاؤں میں انہوں نے سانس لیا اور پھر اسی شہر نے انہیں اپنوں سے دور کردیا اور آج میں اس شہر میں آئی ہوں' نجانے یہ شہر اور اس کے باسی میرے ساتھ کیا سلوک کریں۔ مجھے بھی دھتکار دیں یا پھر اپنے سینے سے لگالیں۔" وہ سوچوں میں گم تھی۔

پھر گاڑی رکنے پر وہ نیچے اتر آئی اپنا پرس کھول کر وزیٹنگ کارڈ نکال کر اسے بغور پڑھا۔ اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔ لاج کا اس طرح تنہا ایڈریس ڈھونڈنا بہت مشکل تھا مگر اس نے اللہ کا نام لے کر قدم آگے بڑھا دیے۔

......☆☆☆......

"بیگم صاحب! ہم اپنے بچوں کی قسمیں کھا کر کہہ رہے ہیں' ہمیں کچھ نہیں معلوم کہ لاج بی بی کہاں اور کب چلی گئیں۔ انہوں نے ہم سے کہا کہ تم دونوں یہیں انتظار کرو' میں اندر تیار ہونے جارہی ہوں۔" رشیدہ ہاتھوں کو جوڑ کر روتے ہوئے بولی جبکہ نبیل کمرے کے چاروں اطراف چیتے کی مانند گھوم رہا تھا۔

"اس کا مطلب ہے لاج چار بجے سے غائب ہے۔ کتنی عیار اور مکار نکلی وہ گھنی لڑکی۔" ملکہ بیگم کلس کر بولیں۔

"وہ سوائے روحا کے اور کہاں جاسکتی ہے؟ میں نے تو اسے کبھی کسی سے ملنے جلنے دیا ہی نہیں؟ پھر اس میں اتنی ہمت کیسے آگئی جو وہ یوں بھاگ نکلی؟" ملکہ بیگم سوچ کر بولیں۔

"میں نے سب جگہ معلوم کرلیا ہے روحا کے گھر کے ایک ایک کونے کی تلاشی لے لی' پارلر میں سب سے پوچھ گچھ کی مگر اس کا کچھ پتا نہیں؟" نبیل بپھرا ہوا اپنے بالوں کو نوچتے ہوئے بولا۔

"اف! ابھی تھوڑی دیر میں مہمان آجائیں گے تو ہم کیا بہانہ کریں گے؟" ملکہ بیگم نے پریشان ہوکر کہا۔

"بھاڑ میں گئے مہمان...... بول دینا کہ اس کا ایکسیڈنٹ ہوگیا۔" یہ کہہ کر نبیل وہاں سے نکل گیا تو ملکہ بیگم نے الجھ کر سر اپنے ہاتھوں میں گرالیا۔

❁......❁......❁

زاہد رحمن کا گھر اس نے جس مشکل سے ڈھونڈا تھا وہی جانتی تھی۔

زاہد رحمن نے اسے بڑی محبت سے سینے سے

لگایا تھا اور لاج بھی صبر کا دامن چھوڑ کر خوب روئی تھی۔

"بیٹا میں چاہتا ہوں کہ تم جلد از جلد اپنے ددھیال چلی جاؤ اس سے زیادہ تم کہیں اور محفوظ نہیں ہو۔" زاہد رحمن تمام داستان سن کر بولے تو لاج محض خاموش نگاہ سے انہیں دیکھ کر رہ گئی پھر انہوں نے کسی نمبر پر فون ملایا۔

"ہیلو عالیان اسپیکنگ۔" دوسری جانب کوئی بڑے لہک کر بولا۔

"بیٹا! مجھے ولایت صاحب سے بات کرنی ہے۔" زاہد رحمن تمکنت سے بولے۔

"پاپا! وہ تو سونے چلے گئے؟"

"اچھا کوئی اور بڑا اس وقت جاگ رہا ہے۔"

"جی میں جاگ رہا ہوں نا' آپ مجھ سے کہیے؟" اس بات پر زاہد رحمن کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ امڈی۔

"بیٹا تم سے بھی کوئی بڑا؟"

"اچھا میں امی کو دیکھتا ہوں۔" یہ کہ کر وہ لڑکا فون ہولڈ پر رکھ کر چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک نسوانی آواز ابھری۔ زاہد رحمن نے اپنا تفصیلی تعارف کروایا تو چند ثانیے وہ کچھ بول نہ سکیں۔

"بھابی! آپ کے خاندان کے خون کی حرمت خطرے میں ہے۔ ابراہیم کی نشانی لاج میرے پاس مدد کی خواستگار بن کر آئی ہے۔"

"میں عالیان کو بھیجتی ہوں۔" عطیہ بیگم یکدم فیصلہ کن انداز میں بولیں تو زاہد رحمن کے اندر طمانیت اتر گئی۔

❁......❁......❁

"آپ پلیز مجھے بتایئے کہ آپ کون ہیں' کہاں سے آئی ہیں' کیسے آئی ہیں' یقیناً آپ کوئی بہت اہم ہستی ہیں کہ امی نے مجھے یوں اتنی رات کو لینے بھیج دیا' ورنہ نو بجے کے بعد تو میں گھر سے باہر گیٹ بند کرنے بھی نہیں نکلتا۔ ویسے ماشاء اللہ آپ کیوٹ تو بہت ہیں مگر پلیز اپنا بائیو ڈیٹا تو بتا دیجیے۔" بیس بائیس سال کا نٹ کھٹ اور پیارا سا لڑکا پورے راستے اس کا دماغ کھائے جا رہا تھا جبکہ لاج خاموش بیٹھی اپنے پاپا کے گھر والوں کا سامنا کرنے کی ہمت مجتمع کر رہی تھی۔

"اچھا آپ مجھے اپنا نام ہی بتا دیجیے۔ پلیز اپنا نام تو بتا دیجیے مارے تجسس کے میرا برا حال ہے۔" عالیان لجاجت سے بولا۔

"لاج۔" وہ مختصراً بولی۔

"لاج! یہ تو بہت اچھا نام ہے!" وہ سر دھنتے ہوئے بولا۔ "پورا نام کیا ہے؟"

"لاج ابراہیم!"

"لاج ابراہیم! ابراہیم کچھ سنا سنا سا نام ہے۔" عالیان مزے سے بولا کہ اچانک اس کے ذہن میں بتی جلی' اس نے بے ساختہ بریک پر پاؤں رکھا اور پلٹ کر پچھلی سیٹ پر ایستادہ لاج سے آنکھوں میں حیرت و بے یقینی کے رنگوں سمیت اچھنبے سے بولا۔ "ابراہیم چچا کی بیٹی؟ لاج ابراہیم؟"

"ہوں۔" لاج سر ہلا کر بولی۔

❁......❁......❁

وہ گھر جانے کی بجائے ہاسپٹل پہنچا تھا جہاں سحرش اور سنبل موجود تھیں۔

"اب کیسی طبیعت ہے دادو کی......؟" وہ بے تابی سے بولا۔

"ارے حشم بھائی! آپ آ گئے......؟ سنبل اس کے تھکے ماندے چہرے کو دیکھ کر گویا ہوئی۔

"اللہ کا کرم ہے کہ دادو بالکل ٹھیک ہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے ہم سے باتیں کر کے سوئی ہیں' آپ ایسا کریں گھر جائیں صبح آ جایئے گا۔" سحرش تفصیل بتاتے ہوئے گویا ہوئی۔

"نہیں' میں بھی یہیں رہ جاتا ہوں' کیا معلوم دادو کی آنکھ کھل جائے۔"

"ارے حشم بھائی! آپ ٹینشن مت لیجیے' دادو اب ٹھیک ہیں۔" سنبل نے حشم کی بات پر مسکرا کر کہا۔

"ٹھیک ہے اور یہ تم دونوں ریلنگ میں کیوں لٹکی ہو؟ چلو اندر چلتے ہیں۔" یہ کہہ کر حشم روم کی جانب بڑھا تو سحرش اور سنبل نے بھی میں قدم بڑھا دیے۔

رات کے دو بجے وہ اپنے پاپا کے گھر کے لاؤنج میں سر جھکائے بیٹھی تھی۔ دو خواتین جو شاید اس کی تائی اور چچی تھیں' خاموشی سے کھڑی اپنے اپنے شوہروں کو دیکھ رہی تھیں' جبکہ عالیان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ گھر کے اور لوگوں کو ابراہیم چچا کی اچانک دستیاب ہونے والی بیٹی کی آمد کے بارے میں بتا دے۔

"بیٹا! تم ہمارے چھوٹے بھائی کی اولاد ہو' اپنی پوری زندگی تم ہم سے دور رہیں' اس کی کیا وجہ تھی؟ یقیناً تمہارے علم میں ہوگی ہم اباجی کے حکم کے آگے بے بس تھے' ابراہیم بھی اباجی کا بیٹا تھا' زندگی بھر اپنی صورت نہ دکھانے کی قسم کھا کر جو نکلا تو واپس نہ آیا اور انتہائی خاموشی سے ہم سے نالاں ہو کر دوسری دنیا سدھار گیا۔" ولایت صاحب آخر میں لاج کی زبانی ابراہیم کی موت کا سن کر گلوگیر لہجے میں بولے تو وہاں موجود تمام حاضرین بمعہ لاج کے سب کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"ہم نے تم پر بھی صبر کر لیا تھا اور شاید یہی ہماری بہت بڑی غلطی تھی' تم ہمارا خون ہو' ہمیں تمہاری خبر لینی چاہیے تھی۔" ولایت صاحب ندامت سے بولے تو لاج کے دل کو ڈھارس ہوئی کہ یہاں سر چھپانے کی جگہ ضرور مل جائے گی۔ "عطیہ بچی تھکی ہوئی ہے اور رات بھی بہت ہو گئی ہے' اسے بچیوں کے کمرے میں لے جاؤ۔ صبح بات ہوگی۔" یہ کہہ کر ولایت صاحب اٹھے تو لاج بھی کھڑی ہو گئی۔

"آؤ بیٹی! میرے ساتھ آؤ۔" عطیہ بیگم محبت سے بولیں تو وہ ان کی ہمراہی میں لاؤنج سے باہر آ گئی۔

"عالیان! رات بہت ہو چکی ہے' اب جا کر سو جاؤ اور خبردار لاج کے بارے میں ابھی کسی سے کچھ بھی کہا ورنہ تمہارے ابا سے کان کھنچوا دوں گی۔" پیچھے پیچھے عالیان کو آتے دیکھ کر عطیہ خاتون ڈپٹ کر بولیں۔

"اُفوہ امی! ایک تو آپ نے ابو سے میرے کان کھنچوا کھنچوا کر بکرے کی طرح لمبے کر دیے ہیں' اچھا میں یہ کیوں چھپاؤں کہ ابراہیم چچا کی بیٹی نے انتہائی ڈرامائی انداز میں ہمارے گھر انٹری دی ہے؟" عالیان نے بدمزا ہو کر استفسار کیا۔

"تم سے جیسا کہا جا رہا ہے ویسا ہی کرو' بڑوں کی باتوں میں مداخلت مت کرو اور اب جاؤ اپنے کمرے میں' بہت رات ہو گئی ہے۔" امی کی سرزنش پر وہ کان کھجاتا واپس پلٹ گیا۔ جبکہ لاج عطیہ بیگم کے ساتھ کمرے میں

جاری ہے کارواں ابھی

یوں تو اے بزم جہاں دلکش تھے ہنگامے ترے
اک ذرا افسردگی تیرے تماشائیوں میں تھی

دن نکلتا ہے' ڈھل جاتا ہے۔ رات ہوتی ہے' ڈھل جاتی ہے کاروبارِ زندگی یونہی رواں دواں رہتا ہے۔ دن مہینوں میں اور مہینے ماہ و سال میں ڈھل جاتے ہیں زندگی کبھی کسی کے لیے نہیں رکتی۔ چاہے قومیں مٹ جائیں نشان عبرت بن جائیں لیکن یہ کارواں یونہی رواں دواں رہتا ہے۔ 2013ء کا سورج ہمیں موہوم آس' امید' تشنگی دیے رخصت ہو رہا ہے اور 2014ء کا سورج ہمیں اپنی آغوش میں لینے کا منتظر ہے ایک بار پھر نئی آس' نئی امیدیں' نیا جوش و ولولہ ہماری حسرت زدہ نگاہوں میں ہلکورے لے رہا ہے کہ شاید یہ برس ہماری ارضِ وطن کو راس آ جائے امن و سلامتی کا پیامبر ٹھہرے' ہماری طرف سے تمام قارئین کو سالِ نو مبارک ہو نئے سال کے حوالے سے سروے حاضر ہے جس کے سوالات مندرجہ ذیل ہیں۔

i) اس سال کوئی ایسا واقعہ رونما ہوا ہو جس نے آپ کو بدل کر رکھ دیا ہو؟

ii) کیا 2013ء کے حوالے سے جو آپ نے سوچا تھا یہ برس آپ کے لیے ویسا ہی ٹھہرا؟

iii) سیاسی و معاشرتی لحاظ سے یہ سال آپ کے لیے کیسا ٹھہرا یا کیا مثبت و منفی تبدیلی آپ نے اس میں پائی؟

iv) 2013ء کا ڈوبتا سورج آپ کو کیا دے گیا یا آپ نے کیا کھویا اور کیا پایا؟

ان سوال کے جوابات مختصر تحریر کر کے ہمیں 8 دسمبر تک روانہ کر دیں۔

داخل ہوگئی۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

"ارے اماں آپ گھر آ گئیں؟" اپنی ساس کو سحرش سنبل اور حشم کے ہمراہ دیکھ کر عطیہ واضح طور پر سٹپٹائی تھیں۔

"ہاں بہو! میرا پوتا آ گیا سمجھو میں ٹھیک ہوگئی۔" اماں حشم کے بازوؤں کے سہارے اندر آئیں اور لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھ گئیں۔

سحرش اپنے کمرے میں چلی گئی وہ دو راتوں سے جاگی ہوئی تھی مگر کچھ ہی دیر بعد وہ واپس آ گئی۔

"بڑی امی! ہمارے کمرے میں ایک لڑکی سو رہی ہے کون ہے وہ؟" سنبل جس کی آنکھیں تھوڑی دیر پہلے بند ہوئی جا رہی تھیں اب حیرت انگیز طور پر کھلی ہوئی تھیں۔ سنبل کی بات پر سب نے ہی استفہامیہ انداز میں عطیہ بیگم کو دیکھا۔

"وہ اماں...... وہ"

"ارے بہو اتنا گھبرا کیوں رہی ہو کون لڑکی آ گئی؟" دادو پریشان ہو کر بولیں۔

"وہ اماں! ابراہیم کی بیٹی آئی ہے۔" عطیہ بیگم نے بڑی مشکل سے جملہ ادا کیا اس بات پر سنبل اور سحرش کے ساتھ ساتھ حشم بھی اچھل پڑا۔

"ابراہیم چچا کی بیٹی مگر اتنی اچانک......؟ کیسے اور کب آئی؟" حشم نے حیرت سے استفسار کیا جبکہ دادو کا چہرہ اس پل بالکل سپاٹ تھا۔

"اماں! اسے ہماری مدد کی ضرورت ہے وہ ہمارا خون ہے ہماری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ ہم سب کے ہوتے وہ در بدر کی ٹھوکریں کھائے۔"

عطیہ بیگم اماں کے پاس بیٹھتے ہوئے حشم کی بات کو نظر انداز کر کے جذباتی انداز میں بولیں مگر وہ خاموش رہیں۔

"بڑی امی! کیا ابراہیم چچا بھی آئے ہیں؟" سحرش جوش و انبساط کے ملے جلے جذبات میں گھر کر بولی تو عطیہ بیگم ایک بار پھر سٹپٹا گئیں۔ اماں ابھی ابھی ہاسپٹل سے ڈسچارج ہو کر آئی تھیں انہیں بیٹے کی موت کی خبر کیسے دیتیں۔

"وہ...... وہ" عطیہ بیگم سے جواب نہیں بن پڑا۔ "وہ ملک سے باہر ہے۔" ثمن بیگم غالباً ابھی بیدار ہو کر کمرے سے باہر آئی تھیں آخری جملہ انہوں نے سن لیا تھا۔ حشم نے بڑی باریکی سے امی اور چچی کی نظروں کے اشارے کو بخوبی دیکھا تھا۔

"اور اس کی ماں...... ہم نے تو سنا تھا کہ اس کی سوتیلی ماں نے اسے پھولوں کی طرح رکھا ہوا ہے۔" دادو سنجیدگی سے گویا ہوئیں۔

"اماں وہ......"

"افوہ دادو! آپ ابھی ابھی اسپتال کے بستر سے اٹھی ہیں ان باتوں پر ہم پھر غور کریں گے فی الحال آپ چل کر نہا لیجیے۔" حشم ماں کی بات درمیان میں اچک کر بولا اور انہیں اٹھا کر ان کے کمرے کی جانب بڑھا۔ ساتھ میں ثمن اور عطیہ بیگم بھی تھیں۔

"آؤ سنبل! ابراہیم چچا کی بیٹی کو چل کر دیکھتے ہیں۔" ان لوگوں کے جانے کے بعد سحرش نے عالم اشتیاق میں سنبل سے کہا تو وہ بھی جوش سے سر ہلا کر کمرے کی جانب چل دی۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

"زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اس لڑکی کو...... پورے شہر کا چپہ چپہ چھان مارا ہر جگہ اسے ڈھونڈا مگر......!" نبیل اپنی ناکامی پر آگ بگولا ہو کر بولا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کہیں سے لاج اس کے سامنے آ جائے اور وہ اس کا وہ حشر کرے کہ وہ باہر نکلنے کے نام سے بھی کانپے۔

"مجھے تو یہ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ وہ گئی کہاں؟ روحا کے علاوہ پورے لاہور میں وہ کسی کو جانتی تک نہیں تھی پھر وہ کس کی پناہ میں چلی گئی۔ کہیں اس لاکھانی نے تو اسے بہکا کر اپنے پاس نہیں رکھ لیا۔" ملکہ بیگم بولتے بولتے اچانک دور کی کوڑی لائیں۔

"ارے وہ کمینہ تو خود لاج کے لیے مرا جا رہا ہے۔ ہیروں کا سیٹ اس نے ایسے ہی تو نہیں دے دیا تھا۔ اس کی قیمت وصول کرے گا وہ بھی بھرپور طریقے سے آخر ہے نا پکا کاروباری۔" نبیل کلس کر بولا۔ پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ "کہیں وہ اپنے باپ کے گھر

تو نہیں چلی گئی؟"

"ایسا ناممکن ہے وہ تو ان کے ناموں تک سے واقف نہیں تھی۔ اسے یہ تک تو معلوم نہیں تھا کہ اس کی ددھیال اسلام آباد میں ہے۔ اس کے باپ نے کبھی بھی اپنے گھر والوں کا تذکرہ اس کے سامنے نہیں کیا تھا۔ بہت انا پرست تھا۔ باپ نے دھتکار کے باہر نکالا تھا پھر ساری زندگی ایک لفظ بھی ان کے لیے ادا نہیں کیا۔" ملکہ بیگم سر نفی میں ہلاتے ہوئے بولیں۔ "ہاں ایک دن زاہد رحمٰن ابراہیم کا دوست لاج سے ملنے آیا تھا مگر اس دن لاج تو گھر میں تھی ہی نہیں! وہ تو زاہد رحمٰن سے بھی ناواقف ہے۔ اف کہاں چلی گئی؟"

"وہ اگر پاتال میں بھی چھپی ہوگی تو میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا اتنی آسانی سے وہ نبیل فاروقی کی دسترس سے نہیں نکل سکتی۔ تم دیکھنا آنٹی! میں اس کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ بس وہ ایک بار مجھے مل جائے۔" نبیل فاروقی آنکھوں میں قہر لیے زہر خند لہجے میں بولا۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

سحرش و سنبل کمرے کے کتنے ہی چکر لگا چکی تھیں مگر لگتا تھا کہ لاج کئی راتوں سے سوئی نہیں تھی اس وقت گہری نیند کے زیر اثر تھی۔

"افوہ! آپ لوگ تو اتنی بے قراری سے لاج آپی کا انتظار کر رہے ہیں جیسے افطاری کے قریب وقت میں آپ دونوں میز پر لوازمات دیکھ کر بے چین ہوتی ہیں۔" عالیان ان کے فرط اشتیاق کو نشانہ بناتے ہوئے بولا۔

"عالیان جب بھی بولتے ہو اتنا بے تکا کہ سر پھوڑ لینے کو جی چاہتا ہے۔"

"یہ لو پھوڑ لو سر۔" عالیان نے سرعت سے ایش ٹرے سنبل کی جانب بڑھائی۔

"افوہ! تم دونوں پھر شروع ہوگئے؟ لڑنا ہے تو لاؤنج میں جا کر لڑو۔ کہیں تمہاری آوازوں سے وہ اٹھ نہ جائے۔" سحرش اور سنبل دروازے کے بالکل پاس ہی کھڑی تھیں سحرش دونوں کو سرزنش کر کے بولی۔

"ویسے ابراہیم چچا کی بیٹی ہے بہت خوبصورت اور آواز بھی بہت اچھی ہے۔"

"تم نے سنی تھی ان کی آواز" سنبل نے عالیان کی بات پر پرشوق انداز میں پوچھا۔

"ہاں اور نہیں تو کیا! مجھے تو انہوں نے وہ گانا بھی سنایا تھا۔"

"ملتی ہے زندگی میں محبت کبھی کبھی۔" وہ باقاعدہ لہک کر گاتے ہوئے بولا۔

"ہائے اللہ سچی! پھر تو میں ان سے ضرور گانے سنوں گی۔" گانوں کی رسیا سنبل خوشی سے بولی۔

"سنبل! تم عالیان کو جانتی نہیں ہو وہ پہلی بار اپنے ددھیال آئی ہے اور بڑی امی کے بقول مصیبت میں ہے کیا وہ ایسی سچویشن میں عالیان کو گانا سنائے گی؟ ہوش کے ناخن لو۔" سحرش کی بات سنبل کے دماغ کو لگی تو عالیان کو وہ دیکھ کر رہ گئی۔

"میں تو اس لیے کہہ......"

"تم دونوں جاؤ یہاں سے لاج تمہاری آوازوں سے......"

"ارے ارے وہ دیکھیں لاج آپی کسمسا رہی ہیں۔" عالیان سحرش کی بات کاٹ کر بولا تو تینوں ہی دروازے کی اوٹ سے اندر جھانکنے لگے اچانک لاج ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اس نے حیران و اجنبی نگاہوں سے کمرے کے در و دیوار کو دیکھا پھر ذہن پر زور ڈالنا چاہا کہ وہ کہاں ہے اچانک کمرے کا دروازہ پوری طرح سے کھلا اور تین نفوس اندر داخل ہوئے۔ وہ ان لوگوں کو دیکھ کر ہراساں ہوگئی۔

"ارے لاج آپی! آپ پلیز خوف زدہ مت ہوں اپنی سنبل کی تو شکل ہی ایسی ہے بے چاری نرس بھی سہم گئی تھی۔" عالیان اسے پرسکون کرنے کی غرض سے اپنے مخصوص انداز میں بولا تو عالیان کو دیکھ کر اسے یاد آ گیا کہ وہ اپنے ددھیال میں محفوظ ہاتھوں میں ہے یہ احساس اسے یک دم پرسکون کر گیا۔

"لاج! میں تمہاری کزن ہوں سحرش! یہ میری چھوٹی بہن سنبل ہے۔" سحرش بڑی اپنائیت سے اس کے برابر میں بیٹھ کر بولی تو لاج نے بھی اسے مسکرا کر دیکھا۔

"یہ چہرہ میں نے کہیں دیکھا ہے کہاں دیکھا ہے؟" لاج کے ذہن میں جھماکا ہوا مگر فی الفور اسے یاد نہ آیا کہ

اس چہرے کو اس سے پہلے وہ کہاں دیکھ چکی ہے۔

”اور میرا تعارف تو کرادیجیے میں ہوں آپ کے تایا کے گھر کا دوسرا چشم و چراغ عالیان اور پہلے والے چشم میں تو ہے مگر چراغ پا بھی بہت ہیں ذرا سی بات پر موڈ خراب اور......“

”عالیان لاج ابھی سوکر اٹھی ہے اسے کم از کم فریش تو ہولینے دو پھر بتاتے رہنا سب کے بارے میں......“ سحرش اسے ٹوک کر بولی تو عالیان نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا پھر لاج سحرش کے کہنے پر فریش ہونے چل دی۔

”دادو یہ لاج ہے۔“ لاج سحرش کے ہمراہ جھجکتی ہوئی دادو کے کمرے میں آئی تو دادو نے سحرش کی آواز پر بے ساختہ سر اٹھا کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں ان کے سب سے لاڈلے ناراض اور پردیسی بیٹے کی واحد نشانی کھڑی تھی۔ وہ کب سے اس کے جاگنے کی منتظر تھیں مگر کسی کے سامنے وہ اپنی پوتی کے بارے میں استفسار نہیں کرسکتی تھیں۔ ابراہیم ان کا لخت جگر جب امریکا میں تھا تو اس نے اپنی چچازاد کو ٹھکرا کر شادی رچالی اور ان کے والد جو سخت اصول پسند وعدے کے پکے جان سے زیادہ زبان کو اہمیت دینے والے جب اپنے بھائی اور بھتیجی کے سامنے شرمندہ ہوئے تو انہوں نے پورے گھر والوں سے حتمی طور پر کہہ دیا کہ جو ابراہیم سے ملے گا یا کسی بھی قسم کا رابطہ رکھے گا وہ بھی ابراہیم کی طرح میرے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مرجائے گا‘ سب جانتے تھے کہ وہ اپنے قول کے کتنے پکے ہیں اور انہوں نے یہ ثابت بھی کردیا اپنی زندگی کے آخری ایام تک میں بھی انہوں نے ابراہیم کو یاد نہیں کیا۔ زاہد رحمٰن نے بہت کوشش کی کہ دونوں باپ بیٹوں کے درمیان یہ انا کی جنگ ختم ہوجائے مگر وہ ناکام رہے۔ زاہد رحمٰن کے ذریعے ہی شاہ جہاں بیگم کو معلوم ہوا تھا کہ ابراہیم کی بیوی جس سے ابراہیم نے پوری دنیا چھوڑ کر شادی کی تھی‘ حکم اجل پر لبیک کہتی دنیا کو ہی چھوڑ گئی تھی پھر یہ بھی سنا کہ بچی کو پالنے کی مجبوری کے تحت ابراہیم نے دوسرا عقد کرلیا کیونکہ بچی صرف دو ماہ کی تھی اور اب وہ بچی اس کے سائے میں پرورش پارہی تھی اور وہ عورت بھی اپنی ممتا بے دریغ اس پر لٹارہی تھی‘ یہ سن کر شاہ جہاں بیگم کو کافی اطمینان ہوا کہ چلو ان کے بیٹے کی بکھری زندگی ایک دفعہ پھر سنبھل گئی پھر اس کے بعد انہیں اپنے بیٹے کی کوئی خیر خبر نہیں ملی کیونکہ شاہ جہاں بیگم کے شوہر کے علم میں یہ بات آگئی کہ زاہد رحمٰن ان سے ناکام ہوکر گھر والوں کے دل ابراہیم کی جانب سے موم کررہا ہے تو انہوں نے زاہد رحمٰن کا داخلہ بالکل بند کردیا۔ یہاں ابراہیم کو بھی ایسی سن گن ملی تو اپنے دوست کو اپنی قسم دے کر انہیں باز رکھا۔ پچھلے سال جب شاہ جہاں بیگم بیوہ ہوئیں تو بار بار ان کا ذہن ابراہیم کی جانب جاتا مگر پھر یہ سوچ کر خود پر قابو پاتیں کہ شوہر کے جاتے ہی ان کے حکم عدولی کے بارے میں سوچنے لگیں مگر جب لاج خود ان کی دہلیز پر آگئی تھی تو خود پر مزید ضبط کرنا انہیں بے حد دشوار لگ رہا تھا۔

”اندر آجاؤ بیٹی! یہ تمہارا ہی گھر ہے۔“ عطیہ بیگم نے لاج کو وہیں کھڑا دیکھ کر نرمی سے کہا تو لاج کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کس انداز میں ان سب سے ملے ان سب لوگوں نے اس کے باپ کو جیتے جی اکیلا کردیا یہاں تک کہ ایک بار پلٹ کر یہ بھی پوچھنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ اس کی بچی کیسی ہے؟ چلو مان لیا کہ اس کی ماں کی ہستی ان سب کے لیے ناپسندی تھی مگر وہ تو ان کا خون تھی آخر کیوں ملکہ بیگم کے رحم و کرم پر چھوڑ کر وہ بالکل بے فکر ہوگئے۔

”تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے لاج! ارے کیا تم جانتی نہیں کہ تم کس دوزخ سے نکل کر یہاں تک آئی ہو یہ لوگ جیسے بھی سہی مگر تمہیں عزت کی چھت اور دو وقت کی حرمت کی روٹی تو دیں گے ناں اگر یہ تمہیں دھتکار دیں تو تو کہاں جاؤ گی واپس نبیل اور مما کے پاس!“ کوئی اس کے اندر سے بولا تو گھبرا اٹھی۔

”نہیں میں یہاں نوکرانی بن کر رہوں گی مگر یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گی۔“

”کیا ہوا لاج! تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔“ زرد پڑتا لاج کا چہرہ دیکھ کر سحرش تشویش سے اس کا ہاتھ تھام کر بولی۔

”میری پوتی مجھ سے ناراض ہے میں خود اپنی بچی کے پاس آئی ہوں اسے منانے اور معافی مانگنے کے لیے۔“ اچانک دادو روتے ہوئے بولیں‘ انہیں اٹھتا دیکھ کر لاج تیزی سے اندر آئی۔

”آپ پلیز بیٹھی رہیے۔“ لاج بے ساختہ ان کا بازو چھو کر بولی تو دادو نے بلک کر اسے اپنے سینے سے لگالیا۔

”میری بچی مجھے معاف کردے زندگی میں تیری کوئی خیر خبر نہ لی۔ ہم سے بہت بڑی کوتاہی ہوئی کہ ہم تجھ سے بیگانہ ہوگئے‘ ہمیں معاف کردے۔“ دادو کے ساتھ ساتھ لاج بھی بے تحاشا رو رہی تھی جبکہ کمرے میں موجود تمام نفوس کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔

”اچھا بتا میرا ابراہیم کیسا ہے اسے کیوں نہیں ساتھ لائی۔ بس اب اسے بھی بلالو۔“ دادو لاج کا سر سینے سے الگ کرکے بے تابی سے بولیں تو لاج کی نگاہیں جھک گئیں۔

”اب وہ کبھی نہیں آئیں گے۔“ وہ آہستگی سے بولی۔

”ارے ہے ناں اپنے باپ کی طرح ضدی مگر اب ہم دونوں دادی پوتی مل کر اسے یہاں بلالیں گے۔“ لاج کے جواب پر وہ پرجوش ہوکر بولیں۔

”اماں آپ اب آرام کیجیے ابراہیم کو بھی......“

”سنیے! لاج کو حقیقت بتانے دیجیے۔“ عطیہ بیگم نے گلوگیر لہجے میں ولایت صاحب کی بات کاٹی تو دادو نے الجھنے سے پہلے ولایت صاحب کو اور پھر عطیہ اور لاج کو دیکھ کر استفسار کیا۔

”کیسی حقیقت؟“

”پاپا آٹھ سال پہلے ہی ہم سب کو چھوڑ کر اس دنیا سے جاچکے ہیں۔“ لاج بمشکل اپنی سسکیوں پر قابو پاکر بولی تو دادو کے دونوں بازو بے جان کٹے ہوئی ٹہنیوں کی طرح بالکل بے جان ہوکر پہلو پر گر پڑے۔

”کیا! میرا بچہ‘ میرا ابراہیم اس دنیا سے چلا بھی گیا اور مجھے پتہ بھی نہیں چلا۔ ارے کیسی حرماں نصیب ماں ہوں میں اور بدنصیب‘ میرا بچہ جسے جیتے جی ہم سب نے مار ڈالا۔“ دادی کی آوازوں نے درودیوار کو ہلا کر رکھ دیا سب روئے جارہے تھے اور لاج اور دادی کو بھی سنبھال رہے تھے ایسا لگ رہا تھا جیسے ابراہیم حسن گردیزی کی موت آج ہی ہوئی ہے۔

❀......❀......❀

”لاج آپی آپ کی آنکھیں کتنی خوبصورت ہیں کاش میری ہوتیں جھیل جیسی میرا تو ڈوب جانے کو جی چاہتا ہے۔“ سنبل شوخی سے بولی۔

”ہوش میں آؤ سنبل بی بی کہیں سچ مچ ہی ڈوب مت جانا۔ ویسے تمہیں جھیل میں نہیں بلکہ چلو بھر پانی میں ڈوب جانا چاہیے۔ دیکھ نہیں رہیں بڑی بہن صبح سے کچن میں مصروف ہیں اور تم نے ہل کر ایک تنکا نہیں توڑا اور آج ویسے بھی ہٹلر آرہے ہیں دادو کو گھر پہنچاتے ہی چار گھنٹے بعد دوبارہ چلے گئے تھے اب آرہے ہیں تو انہیں ہر چیز اپنی پسند کے مطابق چاہیے ہوگی۔“ عالیان کے آخری جملے پر سنبل واقعی گھبرا گئی۔

”کیا ہٹلر آرہے ہیں تمہیں پہلے بتانا تھا ناں!“

”عالیان یہ ہٹلر کون ہے ہیں۔“ لاج استعجابیہ لہجے میں بولی۔

”ارے مت پوچھیں‘ ہیں تو میرے بڑے بھیا مگر پورے کے پورے دادا کے پرتو سخت گیر اور موڈی! ہاں اگر خود کا موڈ اچھا ہوگا تو شگوفے بنے پھرتے ہیں اور نہ ہو تو پھر ہر ایک کو ڈپٹتے لڑتے پھرتے ہیں۔“ عالیان لہک کر بولا۔

❀......❀......❀

”واہ دادو مزا آگیا! گھر آنے پر آپ مجھے اتنا لذیذ کھانا کھلاتی ہیں کہ میں تو تقریباً باہر فاقے ہی کرتا ہوں۔“ ڈائننگ ہال کی جانب آتے ہوئے لاج کے پیروں کو اس آواز نے زنجیر کی طرح جکڑا۔ اتنی جانی پہچانی آواز‘ کس کی ہے۔ خود سے الجھ کر لاج بولی۔

”تو نے اپنی صورت آئینے میں دیکھی‘ دیکھ کیسی پیلی ہو رہی ہے۔ اور آنکھوں کے گرد کیسے حلقے پڑگئے ہیں۔“ دادو محبت سے چور لہجے میں بولیں۔

”دادو یہ تو ہر وقت لال پیلے رہتے ہیں آپ نے شاید کبھی غور سے نہیں دیکھا۔“

”شٹ اپ عالیان۔“ وہی آواز۔

”اوہ خدایا! یہ کیسا امتحان ہے۔“ اب کسی شک و شبے کی گنجائش باقی نہیں رہی تھی یہ آواز تو وہ لاکھوں میں پہچان

سکتی تھی وہ دیوار کا سہارا لے کر بیٹھتی چلی گئی۔

"اچھا اب اپنی پوتی سے تو ملوائیے جس کے آنے سے آپ کی ساری بیماری دور بھاگ گئی۔" حشم گردیزی کی شرارت بھری آواز ابھری۔ اس دن دادو کو ہاسپٹل سے گھر چھوڑ کر وہ یہ خبر تو سن چکا تھا کہ ابراہیم چچا کی بیٹی آئی ہے مگر اسے بہت ارجنٹ آؤٹ آف سٹی جانا تھا لہٰذا وہ مل نہیں سکا۔

"سنبل جاؤ اپنی آپی کو بلا کر لاؤ۔" دادی کی مسرور سی آواز آئی تو وہ تیزی سے کمرے کی جانب بھاگی شکر تھا کہ سحرش کمرے میں موجود نہیں تھی' اس کے آتے ہی سنبل پہنچی تھی لاج نے تھکن کا بہانہ کر کے اسے ٹال دیا اور خود مضمحل سی بستر پر جا گری۔

❁......❁......❁

زندگی کے رنگ کتنے عجیب ہیں کہ ہر دن ہر رات زندگی مختلف رنگوں میں الجھے چہروں کے ساتھ لاج کے سامنے آ کر کھڑی ہو جاتی اور اسے دیکھ کر کہتی میرے اس رنگ کو دیکھو اس کو پہچانو اور جب وہ اس کو پہچاننے اسے سمجھنے کی کوشش کرتی تو انتہائی سرعت سے وہ ایک دوسرے روپ میں آ جاتی جو اس کو پہلے سے زیادہ حیران و پریشان کر ڈالتی۔ حشم گردیزی! جس کی جھولی میں نبیل فاروقی نے اس کی لاج اس کی حیا اس کی شرم کو ایک سائن کے عوض ڈالنا چاہا تھا وہ شخص اس کے باپ کے عزت دار اور باوقار خاندان کا بیٹا تھا قسمت نے بھی عجیب کھیل کھیلا ایک دادا کی اجنبی پوتی اسی دادا کے پوتے کے پاس ایک رات کے تحفے کے طور پر اس کے ہاتھوں میں دی گئی تھی۔ مگر حشم گردیزی! وہ ایسا باوقار انسان تھا کہ اپنے خاندان کی ناموس کو اپنے خون اور والدین کی تربیت کو کبھی شرمندہ نہ ہونے دیا' حالانکہ وہ زندگی کے اس دور میں تھا جسے سب سے حسین دور کہا جاتا ہے جس میں انسان اگر جوانی کے زعم میں اپنی سحر انگیز و پرکشش شخصیت کے نشے میں تھوڑا بہت بہک بھی جاتا ہے تو اسے جوانی کی ایک خوبصورت بھول سمجھ کر خود کو یوں بری الذمہ قرار دے دیتا ہے جیسے وہ بھول وہ کوتاہی کسی نے زبردستی کروائی ہو مگر حشم گردیزی وہ معمولی سی لغزش کو بھی معاف کرنے کا روادار نہیں تھا اور اگر کوئی صنف نازک وہ غلطی یا لغزش کر بیٹھتی ہے تو اسے نظر انداز کر دینا یا پھر درگزر کر کے اسے ایک موقع دینا یہ سب حشم گردیزی کی ذات کی کتاب میں کہیں بھی رقم نہیں تھا۔ وہ اپنے خاندان کا فخر تھا ماں باپ کا زعم تھا ایک مکمل مرد تھا جس کی تمنا جس کی آرزو ہر لڑکی کر سکتی ہے مگر......! اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک روایتی مرد تھا عورت کائنات کا حسن ہے عورت نسل بقا کی امین ہے' عورت گھر کی زینت ہے' عورت کی ذات مرد کی تکمیل ہے' اگر رب نے عورت کو مرد کے لیے نہ تخلیق کیا ہوتا تو پھر دنیا کا کیا نقشہ ہوتا؟ وہ عورت کی عزت و تکریم سے بخوبی واقف تھا۔ عورت کے حقوق کے بالکل مخالف نہیں تھا وہ عورت کو پھول کی مانند نزاکت و حسن کا پیکر سمجھتا تھا جسے تیز دھوپ و ہوا سے بچانا مرد کا فرض تھا اس کی غیرت و حمیت کا تقاضا تھا' مگر ایسی عورت جو اپنے پھول جیسے حسن کو انگاروں کا شعلہ بنانا چاہے جو گھر کی زینت بننے کے بجائے باہر کی زندگی میں ایک ایسا شو پیس بننا چاہے کہ اس کی خوبصورتی و نزاکت کو دیکھ کر مرد اسے پانے' اسے چھونے کے لیے ہر قیمت دینے کو تیار ہو۔ جو شرم و حیا تہذیب و پارسائی کو اپنے لیے بوجھ اور ظلم سمجھ کر اس کی زنجیر کو توڑ دے اور پھر نگر نگر ڈگر ڈگر پھر کر خود کو مردوں کے برابر سمجھنا شروع کر دے تو ایسی عورت حشم گردیزی کی نگاہ میں عورت نہیں عورت ذات کی تحقیر ہے اس کی توہین ہے۔

کل رات جب لاج نے حشم گردیزی کی ذات کی بابت کریدا تو سحرش نے حشم گردیزی کو اس کے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔ وہ سحرش کو حشم کی بیوی سمجھی تھی مگر سحرش نے ہی بتایا کہ حشم گردیزی سحرش اور سنبل سے بالکل بہنوں کی طرح پیار کرتا ہے۔

"حشم گردیزی مجھے کبھی وہ عزت و مقام نہیں دے گا جو سحرش اور سنبل اور اس جیسی لڑکیوں کو دیتا ہوگا۔ وہ مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا۔" لاج سحرش کی بتائی ہوئی باتوں کی روشنی میں سوچتے ہوئے خود سے بولی پھر سحرش کی جانب دیکھا جو پرسکون نیند کے مزے لے رہی تھی۔

"کاش میں بھی سحرش کی طرح بارش کا پہلا قطرہ ہوتی اس بند کلی کی مانند ہوتی جس پر شبنم کے قطرے بھی نہ گرے ہوتے۔ اب کیا ہوگا؟ میں حشم گردیزی کا کیسے سامنا کروں گی۔" لاج نے اپنے پھوڑے کی طرح دکھتے سر کو اپنی ہتھیلیوں سے زور سے دبا کر لاچاری سے سوچا۔ ساری رات یہی سوچتے گزری تھی۔ اس نے کھڑکی کی جانب رخ کیا تو صبح کا سویرا چار سو پھیل رہا تھا۔ نیند لاج کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی بستر پر کروٹ بدل بدل کر اس کا جسم تھک گیا تھا جبکہ سحرش نماز پڑھ کر دوبارہ سو گئی تھی۔ وہ مضمحل سی بستر سے اٹھی اور دوپٹہ سنبھال کر پاؤں میں چپل اڑس کر اٹھ کھڑی ہوئی وہ دادو کے کمرے کی جانب آئی تو اندر سے آتی قرآن پاک کی تلاوت سن کر اس نے دادو کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہ سمجھا اور خاموش قدموں سے صدر دروازہ کھول کر باہر لان میں آ گئی۔

صبح کی پرکیف ہوا چڑیوں کی مدھر چہچہاہٹ ہوا میں رچی سوندھی مٹی اور پھولوں کی خوشبو اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ بوجھل قدموں سے لان کے ایک جانب بنے سنگی بینچ پر بیٹھ گئی۔ ابھی اسے بیٹھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک کوئی شخص ٹریک سوٹ پہنے مین گیٹ کھول کر اندر داخل ہوا۔ لاج نے یونہی نگاہ اٹھائی تو یک لخت ساکت رہ گئی۔ بالکل سامنے حشم گردیزی بڑے خوشگوار موڈ میں گنگناتا ہوا اسی جانب آ رہا تھا مارے گھبراہٹ و خوف کے لاج اچھل کر اٹھی اور جلدی سے حشم گردیزی کی طرف سے رخ موڑ کر کھڑی ہوگئی۔

"آہا...... یہ آج سحرش بی بی کیسے باہر نکل آئیں نماز کے بعد تو موصوفہ یوں بستر پکڑتی ہیں جیسے کوئی اپنی چھوٹتی ٹرین کی طرف بھاگتا ہے۔" حشم گردیزی کی انتہائی فریش اور شوخ سی آواز لاج کی سماعتوں سے ٹکرائی تو اس کا جسم یوں کپکپانے لگا جیسے سخت سردی میں یخ پانی اس کے اوپر انڈیل دیا ہو۔

"ارے کہیں ابھی شادی کے وظیفے کی چکر میں تو نہیں اٹھیں شاید کسی آنٹی نے تمہیں یہ مشورہ دیا ہو کہ صبح نہار منہ یوں قبلے کی جانب رخ کر کے پلر کی طرح......!" حشم گردیزی اسے یوں کھڑا دیکھ کر اس کا مذاق اڑاتے ہوئے جونہی اس کی جانب گھوم کر آیا اور نگاہ لاج کے چہرے پر پڑی تو اس کی زبان یک لخت یوں رکی جیسے اسکرین پر چلتی تصویر یکدم ساکت ہوگئی ہو۔ پہلی نگاہ میں انتہائی استعجابیانہ پھر حیرانی اور پھر شدید ناگواری کے تاثرات ابھرے۔

"تم......! تم یہاں میرے گھر میں کیا کر رہی ہو۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی! کیا نبیل فاروقی نے تمہیں یہاں بھیجا ہے؟ فوراً سے پیشتر یہاں سے نکلو! سن رہی ہو تم گیٹ لاسٹ ناؤ فرام مائی ہاؤس۔" حشم گردیزی نفرت و حقارت کی انتہا پر پہنچا انتہائی سختی و اہانت آمیز لہجے میں بولا کہ ضبط کے باوجود دو موتی لاج کی آنکھوں سے باہر نکل آئے۔

"یو اسٹوپڈ گرل تم نے سنا نہیں' میں بار بار اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ نکل جاؤ ابھی اور اسی وقت میرے گھر سے۔" حشم گردیزی نے اپنے آہنی ہاتھ سے لاج کا بازو دبوچا تھا۔

"مم...... میں وہ میں...... آپ کی......!" لاج کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے اردو زبان آتی ہی نہ ہو جب لفظ کو گرفت میں کرنے کی کوشش کرتی تو زبان گنگ ہو جاتی اور جب بولنا چاہتی تو لفظ کہیں گم ہو جاتے۔

"تم شاید شرافت کی زبان سے واقف نہیں ہو تمہارے لیے دوسری زبان استعمال کرنی پڑے گی۔" انتہائی سنگدلی سے بولتے ہوئے حشم گردیزی نے سختی سے اس کا ہاتھ پکڑا اور گیٹ کی جانب اسے گھسیٹتا ہوا لایا۔

"خبردار جو آئندہ تم نے میرے گھر کی طرف رخ کیا ورنہ تمہارا اور اس نبیل کا وہ حشر کروں گا کہ پناہ مانگو گے میرے نام سے۔" یہ کہہ کر اس نے انتہائی بے دردی سے اسے گیٹ سے باہر دھکیلا کہ اسی پل چوکیدار اپنے کوارٹر سے آنکھیں ملتا باہر آیا اپنے مالک کو غصے میں دیکھ کر وہ کافی پریشان ہوا۔

"کیا ہوا صاحب جی صبح صبح آپ اتنے غصے میں کیوں ہیں؟"

"اس لڑکی کو تم نے اندر آنے کیسے دیا تم کس طرح اپنی ڈیوٹی دیتے ہو ہر ایرے غیرے کو تم یونہی منہ اٹھا کر گھر میں داخل کر لو گے؟"

حشم گردیزی سوچ رہا تھا کہ نبیل فاروقی نے اپنی ہار سے تلملا کر لاج کو کسی بڑی سازش کے تحت اس کو پھنسانے کے لیے یہاں بھیجا ہے اتنی صبح اور اتنے رف حلیے میں لان میں کھڑے ہونا اس بات کی غمازی تھا کہ وہ اس کی غیر موجودگی میں یہاں آئی ہے اور اس گھر کے سادہ لوح افراد کو اپنی مکاری و چالبازی سے کوئی بہت بڑا دھوکہ دینے کی کوشش میں ہے۔

"مگر صاحب یہ تو عالیان بابا کے ساتھ یہاں آئی تھیں انہیں آئے تو کئی دن ہوگئے ہیں۔" حیران ہوتے سے چوکیدار نے حقیقت بتائی جسے سن کر حشم گردیزی کو خفیف سا جھٹکا لگا۔

"واٹ" پھر اچانک اسے لگا جیسے کسی نے اسے پہاڑ کی بلند چوٹی سے دھکا دے کر پاتال میں دھکیل دیا ہو۔

"کون ہو تم؟"

"اچھا اب اپنی پوتی سے تو ملوایئے جس کے آنے سے آپ کی ساری بیماری دور ہوگئی۔" کل رات اپنا ہی بولا جملہ اس کے کانوں میں گونجا تھا جبکہ بلیک اینڈ وائیٹ امتزاج کے سوٹ میں ملبوس لاج باقاعدہ دبی دبی آواز میں رو رہی تھی۔

"شٹ اپ بند کرو یہ مگرمچھ کے آنسو بہانا میں پوچھتا ہوں کون ہو تم؟" حشم گردیزی وحشت سے چلا کر بولا تو چوکیدار کے بھی ہاتھ پاؤں پھول گئے وہ حشم گردیزی سے نگاہ بچا کر اندر کی جانب دوڑا۔

"مم...... میں لاج ہوں! لاج ابراہیم آپ کے چچا......"

"بس اب اس کے آگے کچھ مت بولنا! پلاننگ تو تم دونوں کی کافی اچھی ہے مگر کان کھول کر سن لو دادو کی پوتی کا جو ڈرامہ رچا کر تم اس گھر میں داخل ہوئی ہو وہ فوراً ختم کرو ورنہ میں تمہارے ساتھ وہ کروں گا جس کا تم جیسی لڑکی تصور بھی نہیں کرسکتی۔"

"تم جیسی لڑکی۔" یہ جملہ آگ میں بجھے تیر کی طرح اس کی روح میں پیوست ہوگیا۔

"سر آ...... آپ مجھے غلط سمجھ رہے ہیں میں کوئی ڈرامہ نہیں کررہی۔" لاج بمشکل اپنی سسکیوں پر قابو پا کر بولی۔

"ارے حشم کیا ہوگیا تجھے کیوں اس معصوم کو اتنا ڈانٹ رہا ہے۔" چوکیدار دادو کو بلا لایا تھا حشم کے اتنے سنگین تیور اور لاج کو روتا دیکھ کر وہ بھی اچھی خاصی گھبرا گئیں۔

"دادو...... یہ...... یہ لڑکی۔"

حشم چہرے پر عجیب سے تاثر لیے دادو کی جانب پلٹ کر انگلی لاج کی طرف اٹھا کر فقط اتنا ہی بول پایا۔

"ارے باؤلے کیوں اس بیچاری کو رلا رہا ہے یہ تیرے ابراہیم چچا کی بیٹی ہے لاج......! میرے بچے کی نشانی۔" یہ کہہ کر دادی جلدی سے قریب آئیں اور کپکپاتی لاج کو سینے سے لگالیا' حشم گردیزی کو لگا جیسے پتھروں کا بھرا ٹرک اس کے وجود سے کسی نے ٹکرا دیا ہو۔

"یہ...... یہ کیسے ہوسکتا ہے! اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہی لڑکی ابراہیم چچا کی بیٹی ہے۔" وہ آس و نراش کی کیفیت میں گھر کر بولا۔

"لو بھلا یہ کیا بات ہوئی؟ تو ابراہیم کے بچپن کے دوست زاہد رحمن کے نام سے تو واقف ہے ناں جب تو چھوٹا تھا تو وہ یہاں اکثر آتا تھا اسی نے فون کرکے تیری ماں کو بتایا تھا کہ ابراہیم کی بیٹی اس کے پاس ہے۔" دادو نے اسے تفصیل بتائی تو اسے ایک کے بعد دوسرا سانس لینا بھی دوبھر لگا۔

"یہ یہاں کیوں آئی ہے؟"

"کیوں آئی ہے کیا مطلب؟ یہ اس کے باپ کا گھر ہے اور تجھے کل رات میں نے ساری تفصیل بتا تو دی تھی۔ اب اندر چلو خوامخواہ بچی کو اتنا رلا دیا۔" دادو برامان کر بولیں تو حشم نے ایک نگاہ مجرموں کی مانند سر جھکائے لاج کی جانب دیکھا پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر کی جانب چل دیا۔

❀......❀......❀

کیا بتائیں کتنے شرمندہ ہیں ہم
تجھ سے مل کر اور بھی ہم گھٹ گئے

اس پل وہ سب کے درمیان ہوتے ہوئے بھی موجود نہیں تھی جس طرح کسی مفلوک الحال کی مختصر جمع پونجی جسے وہ بہت حفاظت سے اپنے سینے سے لگائے رکھتا ہے مگر رہزن اس کی بچی کچی متاع کو انتہائی بے دردی سے لوٹ کر اسے بے جان درخت کے پتے کی مانند زمین بوس کر جاتے ہیں کچھ ایسی حالت اس لمحے لاج کی تھی جو اپنی عزت و ناموس کی چنری کو بہت سنبھال کر لائی تھی جس کے کچھ رنگ پھیکے ضرور ہوئے تھے مگر پھر بھی چند رنگ باقی تھے اپنے پندار اور نسوانیت کی چادر کو جس میں کچھ چھوٹے چھوٹے چھید ہوگئے تھے لیکن اس پر وہ اس معزز گھرانے کے لوگوں کی مدد سے رفو کرنے کا ارادہ کیے ہوئے تھی مگر! حشم گردیزی کے لفظوں کے تیروں نے یک لخت جیسے عزت و ناموس کی چنری اور پندار و نسوانیت کی چادر کو کہیں دور پھینک دیا تھا اور وہ جیسے عریاں سی کھڑی اپنی چادر کو بڑی حسرت سے دور جاتا دیکھ رہی تھی۔

"دادو خدا کے واسطے اس لڑکی کو سمجھائیں کہ اب بھی وقت ہے عقل کے ناخن پکڑے اور اپنی انگلیوں کے گندے ناخنوں کو کاٹے غضب خدا کا ایک چائے کی پیالی بھی بنانی نہیں آتی اور بدمزہ چائے بھی بنائی تو میلے کچیلے ناخنوں سے مجھے تو ابکائی آرہی ہے۔"

عالیان اپنے مخصوص انداز میں بولا۔

"تو خود بنا لیتے ناں چائے مردوں کا چائے بنانا حرام تو نہیں ہے ناں۔" سنبل چمک کر بولی۔

"عالیان اور سنبل تم دونوں کچھ دیر کے لیے چپ نہیں رہ سکتے مجھے اماں سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔" ثمن بیگم سرزنش کرتے ہوئے بولیں تو دونوں واقعی چپ ہوگئے اب انہیں ضروری بات بھی تو جاننی تھی۔

"اماں صباحت نے اپنے بڑے بیٹے کے لیے سحرش کا ہاتھ مانگا ہے۔"

"دادو یہ سحرش کہاں غائب ہے میرے کمرے کی صفائی کیوں نہیں کی گئی۔" اچانک حشم گردیزی کی آواز لاؤنج میں ابھری تو لاج جو یہاں ہوتے ہوئے بھی موجود نہیں تھی انتہائی سرعت سے ماحول میں واپس آئی۔

"ارے حشم تم اس وقت بالکل صحیح وقت پر آئے ہو تم سے بہت ضروری مشورہ لینا ہے۔"

"اچھا چچی تو جلدی بتایئے کہ کس بات پر آپ کو مابدولت کا مشورہ درکار ہے۔" سفید شلوار قمیص میں رف سے حلیے میں بکھرے بالوں سمیت لاج کو وہ بہت مختلف لگا بس ایک نگاہ بے ساختگی کے بعد وہ اسی حالت میں بیٹھی رہی۔

"بیٹا میری سہیلی ہے ناں صباحت اس نے اپنے بیٹے فرقان کے لیے سحرش کا رشتہ مانگا ہے۔"

"واؤ یہ تو بہت اچھی خبر ہے۔" یہ سن کر سنبل اور عالیان دونوں بے حد ایکسائیٹڈ ہوگئے۔

"لڑکا تو اچھا ہے پڑھا لکھا اور سمجھدار بھی ہے۔" حشم پرسوچ انداز میں بولا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو بہت تہذیب والا بچہ ہے اور ہماری سحرش کے لیے بہت موزوں ہے۔" دادو حشم کی رائے سن کر خوشی سے بولیں۔

"تو پھر بتاؤ ہم صباحت کو ہاں کردیں۔" چچی نے انبساط سے استفسار کیا۔

"آپ پہلے ابو اور چاچو سے پوچھیں پھر سحرش کی بھی رضامندی بے حد ضروری ہے۔" حشم نرمی سے بولا تو حشم کی بات پر دونوں خواتین نے بھرپور اتفاق کیا۔

"صباحت نے بھائی صاحب اور ان سے پہلے بات کی تھی پھر مجھ سے پوچھا تھا دونوں نے ہم لوگوں کے اوپر یہ معاملہ چھوڑ دیا ہے۔ ہاں البتہ سحرش کی مرضی تو معلوم کرنا ضروری ہے۔" چچی رسانیت سے بولیں کہ اسی اثناء میں عطیہ بیگم اور سحرش چھت پر اچار کا مرتبان رکھ کر سیڑھیوں سے نیچے آتی دکھائی دیں۔ عالیان کی اس پل زبان پر بے حد کھجلی ہونے لگی۔ اس کا دل چاہا کہ وہ جلدی سے سحرش کو پروپوزل کے بارے میں بتادے۔

"حشم بھائی سوری آپ کے کمرے کی صفائی لیٹ ہوگئی میں بڑی امی کے ساتھ اوپر اچار ڈالنے چلی گئی تھی بس ابھی صاف کیے دیتی ہوں۔" سحرش جلدی سے بولی۔

"ارے بی بی گاجر آم لیموں کے اچار کی بات مت کرو اپنی خیر مناؤ فرقان بھائی کے مرتبان میں آپ کا اچار......!" عالیان نے لہک کر بولتے بولتے جونہی حشم گردیزی کو اپنی جانب خشمگیں نگاہوں سے گھورتے پایا تو فوراً سے پیشتر اپنی زبان تالو سے چپکالی سحرش کا چونکہ اس جانب دھیان نہیں تھا سو وہ بغیر عالیان کے جملے پر غور کیے

حشم کے کمرے کی جانب چل دی۔

"عطیہ تم نے بھی سن لیا ہوگا کہ صباحت نے اپنی سحرش کارشتہ مانگا ہے۔" دادو جوش ومسرت سے بولیں۔

"جی اماں جن دنوں آپ کی طبیعت ناساز تھی تو انہی دنوں صباحت نے آپ کے بیٹے کو فون کرکے عندیہ لینا چاہا تھا مگر چونکہ اس وقت موقع مناسب نہیں تھا لہٰذا ہم نے یہ تذکرہ نہیں چھیڑا کل رات پھر فون آیا تھا صباحت کا وہ باقاعدہ فرقان کارشتہ لانا چاہتی ہیں۔" عطیہ بیگم تفصیل سے بولیں۔

"ہم سب تو رضی ہیں اب تم لوگ سحرش سے بھی اس کی مرضی پوچھ لو نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔" دادو کی بات پر سب خوش ہوگئے۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

"میری پیاری بہنیا بنے گی دلہنیا۔" عالیان پچھلے آدھے گھنٹے سے مسلسل سحرش کو چھیڑ رہا تھا۔

"خدا کے لیے عالیان اب خاموش ہوجاؤ تمہاری بھونپو جیسی آواز سن کر میرے سر میں درد ہوگیا ہے اور جتنا بھی کوشش کرلو مجھے کوئی شرم ورم نہیں آرہی لہٰذا تم میرا اور اپنا وقت برباد مت کرو۔" سحرش چڑ کر بولی مگر اس کے چہرے پر پھیلے ست رنگی قوس وقزح نے اس کی اندرونی خوشی کو بخوبی عیاں کردیا تھا۔

"واقعی سحرش تمہیں بالکل شرم نہیں آرہی۔" لاج اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔

"ہاں نہیں آرہی۔"

"بیچارے فرقان بھائی کیا سوچیں گے کہ ان کی دلہن کتنی بے شرم ہے۔" لاج مصنوعی تاسف سے بولی۔

"تو میرے حصے کا تم شرما لو! مجھے یہ فضول کام نہیں آتا۔"

"ارے یہ کیا شرمائیں گی یہ تو اچھے اچھوں کو بھی شرمانے پر مجبور کردیں بلکہ شرم سے سر جھکانے پر۔" اچانک حشم گردیزی کمرے میں وارد ہوا تھا۔ اس کے اس مبہم جملے پر سحرش عالیان اور سنبل تینوں نے ناسمجھی میں اسے دیکھا جبکہ لاج کا دل چاہا کہ ابھی اور اسی وقت اپنی ہستی کو مٹا ڈالے۔

"کیا مطلب ہے حشم بھائی......؟"

"مطلب کو چھوڑو۔ تم یہ بتاؤ دلہن بننے کے لیے تیار تو ہو ناں۔" حشم سحرش کی بات کو نظر انداز کرکے بڑی شوخی سے بولا تو یکدم ڈھیروں شرم نے سحرش کا احاطہ کرلیا اور بے ساختہ اپنا سر جھکا گئی جب کہ لاج چپکے سے وہاں سے اٹھی اور باہر نکل آئی۔

"بھائی لگتا ہے سحرش کو رشتہ منظور نہیں ہے۔" عالیان سنجیدہ آواز میں بولا تو بے ساختہ سحرش منہ اٹھا کر سرعت سے بولی۔

"نہیں نہیں مجھے تو منظور ہے۔" پھر خود ہی اپنے جملے پر حیران ہوکر وہ بری طرح شرما کر کمرے سے باہر بھاگی تو تینوں کے قہقہوں نے اس کا دور تک پیچھا کیا۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

عالیان نجانے کہاں کہاں کے قصے سنا رہا تھا جب کہ لاج نجانے کیا کچھ سوچے جارہی تھی۔ حشم شام کے وقت کلب سے گھر لوٹا تو دونوں کو لان میں بچھی کین کی کرسیوں پر ایستادہ پاکر چند پل کے لیے رک سا گیا پھر کچھ سوچ کر ان کی جانب آیا۔

"عالیان میں دیکھ رہا ہوں کہ آج کل تم فضول کاموں میں بہت وقت ضائع کرنے لگے ہو چلو اندر جاؤ اور کتابیں بھی دیکھ لو امتحان جب سر پر ہوتے ہیں تب ہی تم ان پر توجہ دیتے ہو۔"

"بھیا! میں فضول کام تھوڑی کررہا ہوں اپنی بیوٹی فل چارمنگ اور کیوٹ سی لاج آپی سے باتیں کررہا ہوں۔" حشم کی بات پر عالیان مزے سے بولا جب کہ لاج ہمیشہ کی طرح اس کو اپنے سامنے پاکر چور سی بن گئی۔ انگوری رنگ کے ڈبل جارجٹ کے سوٹ میں لال دھاگوں کی نفیس سی کڑھائی میں اس کی سنہری رنگت کچھ زیادہ ہی دمک رہی تھی۔

"تم بحث بہت کرنے لگے ہو اندر جاؤ اور میرا لیپ ٹاپ چیک کرو اس میں وائرس آگیا ہے جاکر اسے ٹھیک کرو۔" وہ حکمیہ لہجے میں بولا تو عالیان طوعاً وکرہاً وہاں سے اٹھا اس کے جانے کے بعد حشم لاج کے مقابل عالیان کی چھوڑی ہوئی سیٹ پر آبیٹھا۔ لاج یکدم پزل سی

ہوگئی۔ وہ ابھی اٹھنے کا ارادہ کرہی رہی تھی کہ یکدم حشم کے لفظوں نے ایک بار پھر اس کی ذات کے پرخچے اڑادیے۔

"تم اب یہاں آہی گئی ہو تو اس گھر کے طور طریقوں کے مطابق چلنا سیکھ لو یہاں تم نبیل فاروقی کی منگیتر اور اس کے بزنس کو ترقی دینے کی چابی نہیں ہو اگر تم نے کوئی سابقہ طرز عمل اپنانے کی کوشش کی تو میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔ کیونکہ اب تم اس گھر کی عزت ہو اور اپنے خاندان کی حرمت پر ذرا سی آنچ میں برداشت نہیں کروں گا۔" حشم اپنی انگشت شہادت اس کی جانب اٹھا کر کھولتے لہجے میں بولا۔

"میرا نبیل اور مما سے کوئی تعلق کوئی رشتہ نہیں ہے میں اپنی پچھلی زندگی کی کوئی بھی نادانی اور لغزش کو دوبارہ ہرگز نہیں دہراؤں گی۔" لاج دھیمی آواز میں بولی۔ حشم نے بغور اس کے جھکے سر کو دیکھا جب سے وہ اس گھر میں آئی تھی ایک بار بھی اس نے حشم گردیزی سے آنکھیں ملا کر بات نہیں کی تھی ہمیشہ اپنی پرخواب آنکھوں پر پلکوں کی چلمن گرائے رکھتی تھی۔

"عورت کے سر پر شرافت وپاسداری کا تاج اس وقت ہی رکھا جاتا ہے جب وہ اپنے نفس اپنی خواہش اپنی بے لگام آرزوؤں کو پیروں سے کچل ڈالتی ہے تمہارے اندر مجھے ایسی کوئی بات تو دکھائی نہیں دی مگر تمہارے لیے بہتر ہے کہ اب جب کہ تم اس خاندان کا حصہ بن گئی ہو تو ایسی کوئی بھی حرکت کرنے کی کوشش مت کرنا جس سے میں کچھ سنگین قدم اٹھانے پر مجبور ہوجاؤں۔" یہ کہہ کر حشم تیزی سے اٹھا اور اندر کی جانب چل دیا اس پل لاج کو حشم گردیزی پر سخت طیش آیا مگر اگلے ہی لمحے اس کے احساسات کی لہریں اس کے غصے وتلملاہٹ کو آنِ واحد میں بہا کرلے گئیں۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

سحرش آپی کی شادی کی تیاریاں زوروشور سے شروع ہوگئیں تھیں۔ منگنی کی تقریب کو مناسب نہ سمجھتے ہوئے دونوں گھرانوں نے ڈائریکٹ شادی کرنے کا فیصلہ کیا۔ گھر کی ساری خواتین ماسوائے لاج اور دادو کے بازاروں میں گھن چکر بنی ہوئی تھیں۔ حشم حسب معمول شہر سے باہر گیا ہوا تھا لاج نے سب کے لیے شام کو چائے کے ساتھ لوازمات تیار کیے جس سے وہ سب پورے طریقے سے انصاف کررہے تھے۔ ینگ جنریشن لاؤنج کے دوسرے کونے میں بیٹھی آج کل کی مہنگائی اور شادی میں کی جانے والی ڈریسنگ پر تبصرے کررہی تھی جبکہ اماں ثمن اور عطیہ بیگم دوسری جانب بیٹھی شادی کے انتظامات پر گفتگو کررہی تھیں۔

"اماں میری تو راتوں کی نیندیں اڑی ہوئی ہیں بس خیریت سے سحرش اپنے گھر رخصت ہوجائے تو مجھے بھی سکون مل جائے۔" ثمن بیگم فکرمندی سے گویا ہوئیں۔

"تم فکر مت کرو اللہ تعالیٰ کے کرم سے ان شاء اللہ سب بخیر وعافیت انجام پائے گا مجھے تو اپنی لاج کی بہت پریشانی ہے۔ اس کے مستقبل کی فکر کھائے جارہی ہے بس میں اپنی لاج کو کسی محفوظ ہاتھوں میں سونپ دوں تو چین سے مرسکوں میرے بچے کی نشانی کتنے خطرناک لوگوں کے ہاتھوں میں رہی۔ عطیہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ملکہ اور اس کا بدبخت بھانجا میری بچی کو کوئی نقصان نہ پہنچادے۔" آخر میں دادو ہول کر بولیں۔

"اماں ایسا مت سوچیں ایسا کچھ نہیں ہوگا سحرش کے بعد ہم جلد ہی لاج کے لیے بھی بر تلاش کریں گے۔ لاج کو ملکہ بیگم کے چنگل سے پوری طرح سے آزاد کرانے کے لیے اس کی شادی کسی اچھے لڑکے سے کرنا بہت ضروری ہے۔" عطیہ بیگم رسانیت سے بولیں۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو مگر لاج کے لیے رشتہ کہاں ......" بولتے بولتے اچانک اماں کی زبان کو بریک لگا۔ آنکھوں میں یکدم جگنو ٹمٹما اٹھے۔ "ارے دیکھو تو مجھ بڑھیا کی عقل کو بچہ بغل میں اور ڈھنڈورا شہر میں۔" وہ خوشی وانبساط سے بھرپور لہجے میں بولیں۔

"کیا مطلب اماں۔" ثمن بیگم نے الجھ کر استفسار کیا۔

"ارے لاج کے لیے رشتہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔" دادو نے لاؤنج کے کونے میں شاپنگ دیکھتے ہوئے ایک نظر لاج کی جانب دیکھ کر کہا۔

"اپنا حشم......"

"کیا حشم......؟" دونوں بیک وقت بولیں پھر عطیہ بیگم مسرت سے بولیں۔

"اماں آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں سحرش کی شادی کے بعد پہلا کام بس یہی کریں گے۔"

❁......❁......❁

سحرش کو مایوں بٹھادیا گیا تھا گھر میں قریبی رشتے داروں کی آمدورفت شروع ہوگئی تھی کچھ لوگوں نے لاج کو دیکھ کر کافی حیرت واستعجاب کا اظہار کیا جبکہ باقی کی نگاہوں میں حسد اور ناپسندیدگی کے رنگ نمایاں تھے۔ سحرش کے ننھیال والے بھی دوسرے شہروں سے آچکے تھے۔ کل رات سے ہی لاج کے سر میں شدید درد تھا اور اس وقت وہ کچھ حرارت بھی محسوس کررہی تھی۔ مایوں کی رسم اٹینڈ کرکے وہ سحرش اور اپنے مشترکہ کمرے میں آئی تو چاروں طرف ابٹن اور مہندی کی رچی مہک اور کمرے کی ابتر حالت دیکھ کر اس کے درد میں مزید اضافہ ہوگیا وہ بیزار ہوکر کمرے سے باہر نکل آئی تو راستے میں ثمن چچی سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

"ارے لاج یہاں کیا کررہی ہو باہر لان میں چلو لڑکیاں گانے گارہی ہیں۔"

"چچی میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے سر میں بہت درد ہے۔" وہ بے بسی سے بولی۔

"اُفوہ تو تم نے کوئی دوا لی اچھا ٹھہرو میں عالیان سے کہہ کر تمہیں ڈاکٹر کے پاس بھجواتی ہوں۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے چچی اور مجھے ٹیبلیٹ لینے کی عادت بھی نہیں ہے تھوڑا سوجاؤں گی تو درد ٹھیک ہوجائے گا۔" لاج سہولت سے منع کرتے ہوئے بولی۔

"تو اچھا ایسا کرو حشم کے کمرے میں سوجاؤ وہ کمرا نسبتاً کونے میں ہے اور وہاں شوروغل کی آواز بھی نہیں جائے گی۔" چچی کی بات سن کر وہ بدکی۔

"ک......کیا حشم کے کمرے میں......؟ نہیں چچی وہ شاید برا مان جائیں گے۔"

"ارے وہ تو شہر سے باہر ہے کل دوپہر میں آئے گا تم کچھ دیر آرام کرلو پھر تقریب سے فارغ ہوکر میں تمہیں اٹھانے آجاؤں گی۔" ثمن چچی اسے راضی کرتے ہوئے بولیں تو بادل ناخواستہ لاج مان گئی۔

"ٹھیک ہے چچی مگر رات میں مجھے ضرور اٹھادیجیے گا۔" لاج کو اس پل اپنے پیروں پر کھڑا ہونا مشکل ہورہا تھا یہ کہہ کر وہ حشم کے کمرے کی جانب آگئی نفاست سے سجے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کے اعصاب یکدم پرسکون ہوگئے۔ کمرے کی سجاوٹ پہ مزید کچھ اور غور کیے بناوہ حشم کے نرم وملائم بستر پر ڈھے گئی۔

❁......❁......❁

رات کے پچھلے پہر حشم گھر آیا تو لان میں تقریب کی باقیات نظر آئیں۔ دروازہ چونکہ چوکیدار نے کھولا تھا لہٰذا اس سے ظاہر تھا کہ گھر کے تمام افراد تھک کر سورہے ہیں۔ ورنہ عطیہ بیگم یا ثمن چچی جب بھی وہ گھر آتا فوراً اس کا استقبال کرتیں۔ اس وقت حشم بھی خود کو بے تحاشا تھکا ہوا محسوس کررہا تھا وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا اور سفری بیگ وہیں زمین پر رکھ کر صوفے پر ڈھے گیا۔ کچھ دیر یونہی بیٹھے رہنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ کمرے کا پنکھا چل رہا ہے۔

"شاید کوئی کھول کر بھول گیا ہو۔" وہ خود سے بولا اور اپنے پیروں کو جوتے موزوں سے آزاد کرتے ہوئے تیزی سے اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے کے بعد شرٹ سے نجات حاصل کرکے وہ جونہی بستر کی جانب بڑھا تو اچانک ٹھٹک کر رک گیا کمرے میں کافی اندھیرا تھا مگر حشم کی آنکھیں اندھیرے سے کچھ مانوس ہوئیں تو اسے اپنے بستر پر کسی کا وجود دکھائی دیا۔

"یقیناً یہ عالیان میرے کمرے میں سوگیا ہے۔" وہ خود سے بولا اور باتھ روم میں فریش ہونے کی غرض سے چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باتھ گاؤن میں اپنے گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑتا باہر آیا اور بڑے پرسکون انداز میں بیڈ کے دوسری جانب بیٹھ گیا۔ ابھی وہ لیٹنے کا ارادہ کرہی رہا تھا کہ اچانک اسے لیڈیز پرفیوم کی بھینی بھینی مہک کا احساس ہوا۔ اس نے الجھ کر ایک بار پھر چادر میں منہ سے پیر تک ڈھکے وجود کو دیکھا پھر نجانے کس سوچ کے تحت سائیڈ لیمپ جلا کر اس نے جونہی چادر منہ سے ہٹائی وہ ساکت رہ

گیا۔ یک دم اسے محسوس ہوا کہ اس کا دوران خون انتہائی تیزی سے گردش کررہا ہے۔ کنپٹیوں پہ کسی نے انگارے رکھ دیے ہیں۔ طیش کی انتہا پر پہنچتے حشم نے انتہائی جھٹکے سے چادر ہٹائی اور بے سدھ سوئی لاج کا دایاں چوڑیوں بھرا ہاتھ اتنی سختی سے پکڑا کہ ڈھیروں کانچ کی چوڑیاں آن واحد میں چکنا چور ہوگئیں۔ تکلیف کے شدید احساس سے لاج نے ہڑبڑا کر جونہی آنکھیں کھولیں تو حشم گردیزی کو سنگین ترین تیوروں سمیت خود پر جھکا پایا اور اس پل اسے محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے جسم سے روح کھینچ ڈالی ہو' مارے خوف و دہشت کے بے ساختہ اس نے اپنی آنکھیں زور سے بھینچ ڈالیں۔

نجانے کتنے ہی پل بنا آہٹ کیے خاموشی سے گزر گئے مگر لاج کی لاکھ کوششوں کے باوجود آنکھیں کھول کر دیکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اچانک اسے اپنے چہرے پر تپش کا احساس ہوا۔ اس سے پہلے کہ یہ تپش اسے جھلسا دیتی۔ اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں حشم گردیزی کا تپتا چہرہ صرف بال برابر کی دوری پر تھا۔ لاج نے جونہی گھبرا کر اپنا چہرہ اٹھایا اس کی صبیح پیشانی حشم کی کشادہ پیشانی سے ٹکرا گئی اور اس سمے لاج کو لگا جیسے حشم گردیزی نے اسے پوری طرح بے بس کردیا ہو۔ اس نے بالکل بے جان ہو کر اپنا سر دوبارہ تکیہ پر ڈال دیا اور ایک بار پھر آنکھیں بھینچ لیں۔ حشم گردیزی کی سلگتی انگلیوں کو جب اس نے اپنے ماتھے' ناک سے ہوتے ہوئے ہونٹوں پر محسوس کیا تو وہ جی جان سے لرز گئی۔ اس نے اپنا ساکت ہاتھ اٹھا کر حشم کے ہاتھ کو جھٹکنا چاہا مگر ایسا محسوس ہوا جیسے جسم ہاتھ و بازو سے عاری ہو بڑی تگ و دو کے بعد اس نے اپنی انگلیوں کو جنبش دی اور اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا۔

اس نے حشم کی کلائی کو تھاما۔ لاج کی انگلیوں کے لمس میں مزاحمت تھی' رکاوٹ تھی جھجک تھی اور ایک نیا اجنبی احساس۔

''نبیل فاروقی ایسے ہی تمہیں چھو رہا تھا ناں!'' اور کہاں کہاں چھوا تھا۔ کیا یہاں......'' برف کے ٹکڑوں سے بھی زیادہ ٹھنڈے اور سخت الفاظ اور یخ بستہ ہواؤں کی تیزی سے زیادہ چبھتا لہجہ جس نے لاج کی روح میں اتر کر اس کے وجود کو زندگی سے محروم کردیا مگر عجیب بات تھی اتنی ٹھنڈک نے بھی اس کی روح کو بری طرح جھلسا دیا تھا حشم گردیزی آنکھوں میں عجیب مگر ناقابل برداشت تاثرات لیے اس پر بے تحاشا جھکا اس کی گردن پر ہاتھ رکھے استفسار کررہا تھا۔

تھوڑی دیر پہلے حشم کے لمس نے جو ایک نامانوس احساس ایک میٹھا انجانا درد اس کے دل میں جگایا تھا اگلے پل اسے اپنی ہی نگاہوں میں گرا گیا۔ اس نے ایک اذیت کے عالم میں حشم گردیزی کے شانوں پر اپنے دونوں ہاتھوں کو جما کر پوری قوت سے پیچھے دھکیلا اور سرعت سے بستر سے اٹھی اور اپنے دوپٹہ اور حلیے سے بے نیاز ہو کر ننگے پیر دروازے کی جانب لڑکھڑاتی ہوئی مگر تیزی سے پہنچی اور کچھ ثانیے یونہی بے حس و حرکت کھڑے رہنے کے بعد رخ موڑ کر حشم گردیزی کی جانب دیکھ کر بولی۔

''حشم گردیزی مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ تم سے نفرت ہے۔ ہاں صرف تم سے نبیل اور مما سے بھی زیادہ۔'' یہ کہہ کر وہ یہ جا وہ جا ایک پل کو حشم گم صم رہ گیا پھر اپنے بیڈ پر پڑے لاج کے پیلے دوپٹے کو دیکھا اور دوسرے پل اس کا گولہ بنا کر صوفے پر اچھالا اور بستر پر لیٹا ہی تھا کہ یکدم اس کی پشت پر کوئی چیز چبھی۔ اس نے اٹھ کر دیکھا تو لال پیلی کانچ کی چوڑیوں کے بہت سے چھوٹے بڑے ٹکڑے چادر پر پڑے تھے۔ حشم گردیزی ان کانچ کے ٹکڑوں کو دیکھتا رہ گیا۔

❁......❁......❁

صبح جب گھر والوں نے حشم کو گھر پر دیکھا تو سب کو خوشگوار حیرت کا جھٹکا لگا۔

''ارے حشم بیٹا تم کب آئے؟'' ثمن چچی خوشگواری سے بولیں پھر معاً کچھ یاد آنے پر ماتھے پر ہاتھ مار کر گویا ہوئیں۔

''اوہ میں تو بھول ہی گئی لاج کو تمہارے کمرے میں کل رات بھیج دیا تھا۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ سحرش اور باقی لوگوں کے کمروں میں بہت شور و ہنگامہ ہورہا تھا۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ جب تقریب ختم ہوجائے گی تو اسے اٹھا دوں گی۔ اور دیکھو...... میرا دماغ

بالکل ہی بھول گئی۔''

''امی میں یہ سمجھی کہ لاج دادو کے کمرے میں ہے۔'' سحرش بھی نادم ہوکر بولی یہ سب سن کر حشم تھوڑا سا شرمندہ ہوا مگر پھر سر جھٹک کر بولا۔

''اٹس او کے۔ جب میں آیا تھا تو وہ کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔''

''مگر وہ اس وقت کہاں سو رہی ہے۔'' عطیہ بیگم تھوڑا پریشان ہوکر بولیں۔

''بڑی امی لاج آپی دادو کے کمرے میں سو رہی ہیں'' سنبل کچن سے ناشتے کی ٹرے لے کر باہر آئی تو عطیہ بیگم کا جملہ سن کر وہ جلدی سے بولی۔

لاج کو کافی تیز بخار ہوگیا تھا۔ ڈاکٹر ابھی اسے چیک کرکے گیا ہے۔ میری بچی کو نظر لگ گئی۔ عین شادی کے دن بیمار ہوگئی۔'' دادو لاج کے سرہانے بیٹھیں اس پر قرآنی آیات کا دم کرتے ہوئے بولیں جو انجکشن کے زیر اثر سو رہی تھی۔

''اماں آج مہندی ہے سب ہال میں جائیں گے۔ لاج کے پاس کون ٹھہرے گا۔'' ثمن چچی پرسوچ انداز میں بولیں۔

''ارے یہ مہندی کی رسم کو دھوم دھڑکے سے ادا کرنا فرض تو نہیں ہے۔ تم لوگوں کا دل چاہا مہندی کی تقریب اتنے بڑے پیمانے پر کرنے کو تو میں نے اجازت دے دی ورنہ میں بالکل اس کے حق میں نہیں ہوں۔ ان شاء اللہ شادی میں لاج بھی بہتر ہوجائے گی تو میں خود سحرش کو رخصت کروں گی۔'' دادو تفصیل سے بولیں تو دونوں بہوؤں نے تائیدی انداز میں سر ہلا دیے۔

❁......❁......❁

سحرش کی شادی خیر و عافیت سے انجام پاگئی تو مہمانوں نے بھی اپنے اپنے گھروں کی راہ لی۔ لاج ناسازی طبیعت کی بدولت سحرش کے کسی بھی فنکشن کو اٹینڈ نہیں کرسکی۔ دادو نے اسے بالکل اکیلا نہیں چھوڑا تھا۔ صرف سحرش کی رخصتی سے آدھا گھنٹہ پہلے ہال میں گئیں اور اسے دعاؤں کے سائے تلے رخصت کرکے فوراً گھر کی راہ لی اس تمام وقت میں ملازمہ لاج کے ہمراہ رہی گو کہ بخار تو اب اتر چکا تھا مگر نقاہت بے تحاشا تھی۔ اب وہ ان لوگوں کو کیا بتاتی حشم گردیزی نے اس کے جسم سے خون کا قطرہ قطرہ اپنے نوکدار لفظوں سے چوس لیا ہے اس کے وجود سے زندگی کی حرارت کو چھین لیا ہے۔

زندگی دھیرے دھیرے اپنے معمول پر آنے لگی۔ عالیان اور سنبل اپنی اپنی پڑھائیوں میں مصروف ہوگئے جبکہ حشم آج کل اپنے سرکاری دوروں کی بدولت ملک سے باہر تھا۔

''لاج بیٹا! کیا سوچا ہے تم نے مزید پڑھنے کا موڈ ہے تو میں تمہارا ایڈمیشن یونیورسٹی میں کروادوں۔'' ولایت صاحب ایک دن ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد لاج سے پوچھ بیٹھے وہ چند ثانیے خاموش سی رہ گئی پھر اپنی ہتھیلیوں کو تکتے ہوئے آہستگی سے بولی۔

''تایا ابو آپ تو جانتے ہیں ناں کہ میں ایڈمیشن نہیں لے سکتی مما اور نبیل۔'' وہ اتنا ہی کہہ سکی۔

''یہ بات تو ہے مگر اس طرح ساری زندگی تم گھر میں چھپ کر تو نہیں گزار سکتیں ناں اور پھر تمہاری عمر پڑھنے لکھنے کی ہے۔ خوامخواہ گھر میں بیٹھ کر وقت ضائع کررہی ہو۔'' لاج نے یہ سب خاموشی سے سنا مگر بولی کچھ نہیں۔

اب تایا ابو ہی اس کے وارث تھے وہ جیسا چاہتے تھے اب اسے ویسا ہی کرنا تھا۔

''تم فکر مت کرو ہم جلد ہی کچھ کرتے ہیں کہ یہ ملکہ بیگم اور نبیل کا عفریت تمہاری زندگی سے ختم ہوجائے اور تمہاری تعلیمی اسناد بھی لاہور سے منگوانے کی کوشش کرتا ہوں۔'' اسے خاموش دیکھ کر ولایت صاحب نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر بولے تو وہ سعادت مندی سے سر جھکا گئی۔

❁......❁......❁

''بیٹا تم نے تو میرے منہ کی بات چھین لی۔ میں بھی لاج کے لیے کچھ ایسا ہی سوچ رہی تھی۔ بے چاری سوائے ڈاکٹر کے علاوہ کتنے مہینوں سے کہیں باہر نہیں گئی۔ ملکہ کا خوف اسے ایک نارمل زندگی گزارنے نہیں دے رہا۔ مگر بیٹا کیا حشم اس رشتے پر راضی ہوجائے گا۔'' شاہجہاں بیگم نے استفسار کیا۔

"اماں لاج میں کس بات کی کمی ہے کہ حشم انکار کرے گا صورت شکل، عادت واطوار لاکھوں میں ایک ہے۔" ولایت صاحب رسانیت سے بولے۔

"ہاں یہ بات تو ہے مگر بھائی صاحب حشم اور لاج دونوں کی مرضی ضرور معلوم کرلیجیے گا۔" وقار صاحب (سحرش کے والد) سنجیدگی سے بولے۔

"ہاں بھئی دونوں کی رضامندی تو ضرور لی جائے گی۔" ولایت صاحب سر اثبات میں ہلا کر بولے۔

"تو پھر ٹھیک ہے نیک کام میں دیر نہیں ہونی چاہیے۔ ثمن تم لاج سے اور میں حشم سے معلوم کرلوں گی بس ذرا وہ گھر آجائے۔" عطیہ بیگم جوش وانبساط سے بولیں تو سب ان کی خوشی کو دیکھ کر مسکرادیے۔

اور پھر جب حشم گردیزی گھر لوٹا تو گھر میں ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔

"او مائی گاڈ امی آپ لوگوں نے یہ سوچ بھی کیسے لیا۔ لاج...... یہ بالکل ناممکن ہے۔" عطیہ بیگم کی بات سن کر حشم مارے طیش کے تلملا اٹھا۔

"حشم تمہارا دماغ تو جگہ پر ہے۔ لاج کو تم ایسے دھتکار رہے ہو جیسے خدانخواستہ وہ کوئی گری پڑی لڑکی ہے۔" عطیہ بیگم غصیلے انداز میں بولیں۔ انہیں اپنے بیٹے کی بات پر افسوس کے ساتھ ساتھ غصہ بھی آیا۔

"امی وہ اس عورت کی بیٹی ہے جسے دادا جان نے کبھی اپنی بہو کے روپ میں قبول نہیں کیا۔ وہ بھلا اپنی ماں کو کیسے بتاتا کہ اس نے اپنی کزن کو کب کب کہاں کہاں کس انداز میں دیکھا۔ کاک ٹیل پارٹیز پر اس کا بے حجاب لباس پہننا مسٹر لاکھانی جیسے کرپٹ انسان کی سنگت میں وقت گزارنا اور...... اس رات فارم ہاؤس پر جب وہ اپنا سیل فون لینے آیا تو نبیل فاروقی! وہ بے حمیت وبے غیرت شخص اس پر جھکا...... اس سے آگے وہ مزید کچھ سوچ نہیں سکا، اسے لگا جیسے اس کی کنپٹیاں پھٹ جائیں گی اگر اسے اس وقت معلوم ہوجاتا کہ لاج اس کے چچا کی بیٹی اس کے دادا کی پوتی اس کے خاندان کی عزت ہے تو وہ نبیل کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے اسے چیل کوؤں کے آگے ڈال دیتا اور لاج...... اس کا چہرہ تھپڑوں سے سرخ کردیتا۔

"حشم جب ہم بڑوں نے خصوصاً اماں نے لاج کو پورے خلوص اور کھلے دل سے قبول کرلیا ہے تو تمہیں کیا قباحت ہے؟ تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ وہ ہمارا اپنا خون ہے؟"

"میں یہی تو نہیں بھول پارہا کہ وہ ہمارا اپنا خون ہے۔" حشم گردیزی نے خودکلامی کی۔

"دیکھو بیٹا! وہ اپنوں کے درمیان آتو گئی ہے مگر اس عورت اور اس کے بھانجے کا خوف ہم سب کے سروں پر ننگی تلوار کی مانند لٹک رہا ہے، لاج تو اس ڈر سے باہر بھی نہیں نکلتی کہ کہیں وہ لوگ اسے دیکھ نہ لیں۔" عطیہ بیگم اس کے خاموش چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھ کر بولیں پھر مزید گویا ہوئیں۔

"وہ پھول سی بچی اب ہماری ذمہ داری ہے۔ ایک پرسکون اور عزت کی زندگی دینا ہمارا فرض ہے۔"

"ہونہہ پھول......" وہ استہزائیہ انداز میں بولا۔

"کنول کا پھول چاہے کتنا ہی حسین نازک اور خوشبودار کیوں نہ ہو وہ آخر کھلتا تو کیچڑ میں ہے ناں جسے توڑتے وقت تھوڑی بہت کیچڑ ہمارے اوپر بھی لگ جاتی ہے۔" حشم گہرے لہجے میں بولا تو عطیہ بیگم بالکل خاموش ہوگئیں وہ جانتی تھیں کہ ان کا بیٹا روایتی مرد ہے جو عورت کی معمولی سی بھی لغزش کو معاف نہیں کرنے والا ہے۔

"بیٹا مانا کہ کنول کا پھول کیچڑ میں کھلتا ہے مگر یہ اس پھول کا مقدر ہے جسے کوئی نہیں بدل سکتا مگر مجھے یقین ہے کہ اب وہ پھول کیچڑ سے نکل کر ایک شفاف وچمکدار گلدان کی زینت بن گیا ہے تم سب فراموش نہیں کرسکتے۔" عطیہ بیگم جہاندیدہ خاتون تھیں اپنے بیٹے کی اندرونی کیفیت کو بخوبی سمجھ کر رسانیت سے بولیں۔

"نہیں امی عین ممکن ہے کہ میں اپنی فطرت سے مجبور ہوکر اس پھول کو ریزہ ریزہ کردوں بہتر یہی ہوگا کہ آپ اسے کسی اور قدر دان کے ہاتھوں سونپ دیجیے جو اس کی دل وجان سے حفاظت کرے۔" حشم کے جواب پر عطیہ بیگم نے بغور اپنے بیٹے کی جانب دیکھا۔

"کاش اگر عالیان لاج سے چھوٹا نہیں ہوتا تو میں

لاج کو اس گھر سے کہیں نہیں جانے دیتی میں جانتی ہوں وہ معصوم ہے، شفاف ہے، مگر مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تمہیں پھول کی خوبصورتی نہیں بلکہ کیچڑ کی گندگی دکھائی دے رہی ہے مگر میں تمہیں مجبور نہیں کروں گی کیونکہ مجھے لاج اپنی اولاد کی طرح عزیز ہے۔" یہ کہہ کر عطیہ بیگم حشم کے پہلو سے اٹھ کر باہر چلی آئیں اور سیدھا اپنی دیورانی کے پاس پہنچ کر اسے لاج کو کچھ بھی بتانے یا اس سے کچھ بھی پوچھنے سے باز رکھا۔

"مگر بھابی......!"

"ثمن جس پیڑ پر اعتماد ومحبت اور اخلاص کی مٹی اور خوبصورت جذبوں کا پانی نہ پڑے تو وہ خاردار جھاڑی بن کر رہ جاتا ہے۔ اور پھر بالآخر سوکھ کر ختم ہوجاتا ہے، بہتر یہی ہے کہ اب اس بات کو یہیں پر دفن کردیا جائے۔" عطیہ بیگم ثمن کی بات کاٹ کر سنجیدگی سے بولیں تو وہ بھی خاموش ہوگئیں۔

❁......❁......❁

"آنٹی لاج کا معلوم ہوگیا ہے کہ وہ کہاں ہے۔" نبیل انتہائی مشتعل ملکہ بیگم کے کمرے میں داخل ہوکر بولا یہ سن کر ملکہ بیگم کے ہاتھوں سے میگزین چھوٹ گیا۔

"کیا......! واقعی؟ کہاں ہے وہ کلموہی ذلیل ہمارے اتنے عرصے کی پلاننگ پر پانی پھیر کر وہ کمینی کہاں روپوش ہوگئی تھی۔"

"مجھے پتا چلا ہے کہ وہ اسلام آباد میں ہے۔ حشم گردیزی کے گھر جو اس کے باپ کا گھر ہے۔ ایک کلینک سے اسے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔"

"کیا......!"

وہ مارے حیرت وبے یقینی سے چلا پڑیں۔

"مگر...... وہ وہاں کیسے پہنچی، اسے کیسے معلوم ہوا کہ وہ لوگ اس کے ددھیال والے ہیں اور ان لوگوں نے اسے کیسے قبول کرلیا؟"

"اس بارے میں تو وہی بتائے گی فی الحال ان چیزوں پر غور کرنا بند کرو اور یہ سوچو کہ اسے حشم گردیزی کے گھر سے کیسے نکال کر لائیں وہ کمینہ معمولی انسان نہیں ہے۔" نبیل اپنی ہتھیلی پر طیش کے عالم میں مکا مار کر بولا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر میں بھی ملکہ ہوں سونے کی چڑیا کو اتنی آسانی سے اڑنے نہیں دوں گی۔"

"کمزور تو اتنا میں بھی نہیں ہوں جو لاج کی زندگی بخش دوں گا۔" نبیل پراسرار انداز میں بولا۔

❁......❁......❁

عطیہ بیگم نے کافی سمجھداری سے اماں اور اپنے شوہر کو سمجھادیا کہ جب بیٹے کی مرضی نہیں ہے تو زبردستی رشتہ جوڑنا حماقت ہے۔ دادو یہ سن کر اداس ہوگئیں کہ حشم نے منع کردیا ہے مگر وہ اپنی بہو کی بات سے بھی متفق تھیں بات چونکہ بڑوں کے درمیان شروع ہوئی تھی لہٰذا خاموشی سے بڑوں میں ہی ختم ہوگئی تھی لاج سحرش اور عالیان وسنبل کے کانوں میں اس پورے قصے کی بھنک بھی نہیں پڑی تھی۔

عطیہ بیگم کی بھاگ دوڑ سے ایک مناسب رشتہ لاج کے لیے انہیں پسند آگیا۔ لاج کی تصویر دیکھ کر انہوں نے فوراً اسے پسند کرلیا تھا مگر اس سے باقاعدہ ملاقات کرنے وہ آج آرہے تھے۔ سحرش کو بھی فرقان صبح آفس جاتے ہوئے چھوڑ گیا تھا سنبل اور عالیان جن کے دلوں میں پہلے دن سے یہ بات گھر کرگئی تھی کہ لاج اور حشم کی جوڑی بالکل فٹ ہے سو انہیں یہ رشتہ خاصا ناگوار گزر رہا تھا البتہ سحرش نے بھی اسی قسم کے خیال کا اظہار جب اپنی ماں سے کیا تو انہوں نے یہ کہہ کر اسے خاموش کرادیا کہ جو بھائی اور اماں کی مرضی ہے وہ ہی درست ہے۔ لاج اس قسم کی صورتحال سے خاصا گھبرا رہی تھی مگر سحرش اسے قدم قدم پر تسلی اور حوصلہ دے رہی تھی وہ لوگ باقاعدہ رشتہ دے گئے تھے۔ عطیہ بیگم اور دادو بہت خوش تھیں۔

"اللہ کا شکر ہے کہ ایک اچھے گھرانے میں میری بچی کا رشتہ پکا ہوجائے گا مسز انور تو کہہ رہی تھیں کہ آج ہی منہ میٹھا کردوں اپنی لاج پر واری صدقے ہورہی تھیں۔" دادو خوشی سے بولیں۔

"ہماری آپی تو ہیں ہی اتنی پیاری کوئی ایسا ہو ہی نہیں سکتا جو آپی کو پسند نہ کرے۔" سنبل چہک کر بولی۔

"بس ہمارے بھیا کی ہی نظر کمزور ہے۔" عالیان کی برجستہ بات پر سب کے مسکراتے چہرے یکدم تاریک

پڑ گئے جبکہ لاج کی آنکھوں میں پہلے تحیر پھر ناگواری کے رنگ ابھرے۔ صبیح پیشانی شکن آلود ہوگئی۔

''اچھا امی! پھر کب منہ میٹھا ہوگا؟'' سحرش ماحول میں اچانک در آنے والی کثافت کو دور کرنے کی غرض سے بولی۔

''بس ذرا حشم لڑکے کی انکوائری کرلے پھر بہت جلد منہ میٹھا کروادیں گے۔'' دادو سنجیدگی سے بولیں۔ لاج خاموشی سے اٹھ کر وہاں سے چلی آئی۔

پھر لڑکے کی چھان بین کے بعد بہت تیزی سے سارے مراحل طے پاگئے۔ لاج کے دل کی کیفیت بالکل خالی کمرے جیسی تھی جہاں صرف خاموشی اور سناٹا تھا۔ ایک گھمبیر چپ کہ دل کی دھڑکنوں کو سن کر وہ چونک اٹھتی۔

نبیل ایک دھماکے کے ساتھ ملکہ بیگم کے ہمراہ گردیزی ہاؤس میں آ پہنچا تھا۔

''تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس گھر میں قدم رکھنے کی۔ فوراً سے پیشتر اپنے اس گھٹیا بھانجے کو لے کر یہاں سے چلی جاؤ ورنہ بہت برا ہوگا۔'' ولایت صاحب غصے سے کپکپاتے ہوئے بولے جبکہ اندر کمرے میں ثمن چچی سے بری طرح لپٹی لاج خوف ودہشت کے مارے کانپ رہی تھی۔

''کچھ نہیں ہوگا لاج آپی آپ کو یہ لوگ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ آپ بالکل پریشان مت ہوں میں نے حشم بھیا کو فون کردیا ہے۔ وہ بس آتے ہی ہوں گے۔'' عالیان اسے تسلی دیتے ہوئے بولا۔

''دیکھیے اماں میری بیٹی مجھے واپس کردیجیے میں خاموشی سے یہاں سے چلی جاؤں گی۔'' ملکہ بیگم ولایت صاحب کے غصے کو قطعاً خاطر میں لائے بغیر بولیں۔

''مت کہو مجھے اپنی گندی زبان سے اماں! تم نے ہماری لاج کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی وہ تو میرے رب کا شکر ہے کہ اس نے ہماری بچی کی عصمت اور جان کی حفاظت کی اور یہاں پہنچادیا۔''

''آنٹی میں آپ کی غلط فہمی دور کردوں' آپ کی بچی میری ہونے والی بیوی ہے اور ہم نے بہت سے دن اور راتیں ایک ساتھ......!''

''خاموش نابنجار......!'' ولایت صاحب ایک دم دہاڑے جبکہ انتہائی تیزی سے اندر آتا حشم گردیزی اپنی جگہ ساکت کھڑا رہ گیا۔

''خبردار جو میری پاکیزہ بیٹی پر رسوائی کے چھینٹے اڑانے کی کوشش کی۔''

''ہونہہ! آپ یقین کریں یا نہ کریں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔'' نبیل انتہائی ڈھٹائی سے کندھے اچکا کر بولا حشم سرعت سے لاؤنج میں داخل ہوکر بارعب لہجے میں بولا۔

''کہیے مسٹر نبیل! آپ کا یہاں آنا کیسے ہوا۔'' حشم کو یوں اچانک سامنے دیکھ کر نبیل اور ملکہ بیگم چند پل کے لیے گھبرا سے گئے پھر ملکہ بیگم تنک کر بولی۔

''دیکھو بیٹا تم سمجھدار ہو یہ معاملہ یوں غصے سے حل نہیں ہوگا لاج میری بیٹی ہے میں نے اسے پالا ہے اور میرے بھانجے نبیل سے اس کی شادی ہونے والی ہے۔ وہ اس کی منگیتر ہے لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ تم ہماری لاج کو ہمارے حوالے کردو۔''

''دیکھیے محترمہ اول تو لاج کسی غیر کے گھر نہیں بلکہ اپنے باپ کے گھر پر ہے اور یہ سب اس کے اپنے ہیں۔'' حشم نے ٹھنڈے لہجے میں باقی سب کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اور رہا منگیتر کا سوال...... تو ہم یہ منگنی ابھی اور اسی وقت توڑتے ہیں اور اب آپ لوگ یہاں سے جاسکتے ہیں۔'' حشم کے سرد جملوں نے ملکہ بیگم اور نبیل کو بری طرح آگ بگولہ کردیا۔

''دیکھیے حشم صاحب میں نہیں چاہتا باہر کی دنیا میں اس بات کا تماشا بنے اور گھر کی باتیں طشت ازبام ہوجائیں۔ لہٰذا دونوں گھرانوں کی عزت اسی میں ہے کہ سیدھے سبھاؤ سے آپ میری لاج کو مجھے سونپ دیں۔'' نبیل بھی اپنے اشتعال پر قابو پاکر ہموار لہجے میں بولا۔

''تم کتنے عزت دار ہو...... یہ میں خوب جانتا ہوں بہتری اسی میں ہے کہ یہاں سے چلتے بنو اور لاج کو بھول جاؤ۔''

''ارے واہ ایسے کیسے بھول جائیں اتنے سال اسے کھلایا' پلایا' پڑھایا اور اب کہتے ہو کہ ہم یہاں سے چلے جائیں۔ ایسا ہرگز ممکن نہیں ہم لاج کو لیے بنا یہاں سے نہیں جائیں گے۔'' حشم کی بات پر ملکہ بیگم بل کھا کر ناگن کی مانند پھنکار کر بولیں۔

''تم نے اسے صرف اپنے مقصد کے حصول کے لیے ابراہیم کی موت کے بعد اپنے پاس رکھا تاکہ وہ تمہارے لیے پیسے کمانے کی مشین بن جائے مگر...... یاد رکھنا ملکہ بیگم ہم عزت دار لوگ ہیں۔ لاج ہمارے گھر کی حرمت ہے اور اپنی حرمت کی بقا کے لیے ہم جان لے بھی سکتے ہیں اور دے بھی۔'' وقار صاحب ٹھوس انداز میں بولے۔

''آپ کی حرمت مجھے خود اپنی عزت سونپ چکی......''

''چٹاخ......'' نبیل کی بات ابھی پوری بھی نہیں ہو پائی تھی کہ حشم گردیزی کے زناٹے دار تھپڑ نے اس کے حواس چند ثانیے کے لیے گم کردیے۔

''اس سے آگے ایک لفظ بھی بولا تو گدی سے زبان کھینچ لوں گا۔ نکل جاؤ ابھی اور اسی وقت۔'' حشم لاوے کی طرح پھٹا جب کہ اندر بیٹھی لاج کو لگا کہ اس پل ہی اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کرجائے گی۔

''حشم گردیزی تمہیں یہ تھپڑ بہت بھاری پڑے گا۔'' نبیل اپنے گال پر ہاتھ رکھ کر کینہ توز نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

''ایک بات اپنے چھوٹے سے ذہن میں اچھی طرح بٹھالو نبیل فاروقی...... مجھے کمزور سمجھنے کی بھول مت کرنا ورنہ تمہیں پچھتانے کا موقع بھی نہیں ملے گا۔'' حشم گردیزی سلگتی نگاہوں سے نبیل کو دیکھتے ہوئے مخصوص انداز میں بولا تو چند پل کے لیے نبیل خاموش رہ گیا۔

''ہم اس وقت جارہے ہیں مگر اماں بہتر یہی ہوگا کہ آپ لاج کو ہمارے حوالے کردیں۔'' ملکہ بیگم نے فی الوقت یہاں سے جانا مناسب سمجھا تھا مگر جاتے جاتے وہ شاہجہاں بیگم کو تنبیہہ کر گئیں۔

نبیل اور ملکہ بیگم کے جانے کے بعد حشم گردیزی خاموشی سے لاؤنج سے نکل کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

گھر کی فضا عجیب سی ہوگئی جب سے نبیل اور ملکہ بیگم یہاں سے گئے ہر شخص پریشان اور اپنی سوچ میں گم تھا۔ لاج کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے اس کے یہاں آنے سے اس گھر کا سارا سکون درہم برہم ہوکر رہ گیا تھا۔ عالیان نے فون پر سحرش کو اس بات کی اطلاع دی تو وہ بھی پریشان سی چلی آئی۔

''مجھے کوئی راستہ سجھائی نہیں دے رہا سحرش میں کیا کروں' اچھا بھلا تم لوگ اطمینان کی زندگی بسر کررہے تھے میرے آنے سے سب مصیبت میں آگئے ہیں۔ مجھے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔'' لاج سحرش کے شانے سے لگی گلوگیر لہجے میں بولی۔

''تم نے کیا سمجھا ہے کہ ہم لوگوں نے چوڑیاں پہن رکھی ہیں یا ہم اتنے کمزور اور بزدل ہیں کہ ایک لڑکی کو پناہ نہیں دے سکتے۔'' نجانے حشم وہاں کب آ پہنچا تھا۔ لاج کے جملے سن کر دل وجان سے سلگ کر بولا تو لاج جیسے کرنٹ کھا کر سحرش سے الگ ہوئی۔

''تمہارا کوئی قصور نہیں ہے لاج آج جو تم اس گرداب میں پھنسی ہو تو اس کے ذمہ دار ہم لوگ ہیں اگر ہمارے بزرگ ابراہیم چچا کو پسند کی شادی کی پاداش میں یوں دربدر نہ کرتے تو آج تم بھی ایک نارمل زندگی گزار رہی ہوتیں۔'' سحرش حشم کو طنزیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔ بڑی امی نے اسے حشم گردیزی کے نادر خیالات جو لاج سے متعلق تھے اس کے بارے میں بتادیا تھا جب اس نے خود ہی بڑی امی سے لاج کو بہو بنانے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ حشم گردیزی ابھی کچھ کہتا کہ یکدم فون کی گھنٹی بج اٹھی ناچار سحرش فون سننے اٹھی۔

''جی...... آنٹی یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں......!'' سحرش دکھ سے بولی تو حشم اور لاج دونوں اس کی جانب متوجہ ہوگئے۔

''ٹھیک ہے جیسی آپ کی مرضی۔'' یہ کہہ کر سحرش نے بوجھل دل سے فون رکھا۔ حشم نے اسے استفہامیہ نگاہوں سے دیکھا مگر وہ کچھ کہے بنا خاموشی سے دادو کے کمرے میں چلی گئی پیچھے پیچھے حشم گردیزی بھی چلا آیا۔

''مسز انور کہہ رہی تھیں کہ انہیں کسی نے بتایا ہے کہ

لڑکی کا چال چلن ٹھیک نہیں ہے لہٰذا ہم یہ رسک نہیں لے سکتے۔ انہوں نے رشتہ توڑ دیا ہے۔" سحرش بوجھل آواز میں سب کو بتارہی تھی۔ لاج دروازے سے سن کر خاموش قدموں سے پلٹ آئی اور چپ چاپ بستر پر آ کر لیٹ گئی۔

"یہ سب اس ملکہ بیگم اور اس کے بھانجے کی کارستانی ہے۔ میری پھول سی بچی کے پیچھے پڑ گئے ہیں ہائے اب کیا ہوگا۔" دادو بولتے بولتے یکدم رونے لگیں۔

"اماں پلیز حوصلہ کریں وہ لوگ ہماری بیٹی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے میں کل ہی لاج کا نکاح کردوں گا۔" ولایت گردیزی انتہائی اٹل انداز میں بولے تو وہاں بیٹھے سب لوگ بری طرح چونکے۔

"نکاح! کل مگر کس سے......؟" عطیہ بیگم نے متعجب ہو کر استفسار کیا مگر ولایت گردیزی بیوی کے سوال کو نظر انداز کر کے حشم گردیزی کی جانب دیکھ کر مخاطب ہوئے۔

"تمہارا کل لاج کے ساتھ نکاح ہے تمہیں منظور ہے تو ٹھیک ہے وگرنہ کل میرے جنازے کو کاندھا مت دینا۔ میرا بیٹا صرف عالیان گردیزی ہوگا۔" اس پل حشم کو لگا جیسے آسمانی بجلی اس پر گر پڑی ہو وہ اپنا جملہ مکمل کر کے یہ جا وہ جا جبکہ حشم حیرت و تحیر کی زیادتی سے کھڑا رہ گیا۔

"یہ...... یہ ڈیڈی کیا کہہ گئے میں لاج سے نکاح! امی پلیز یہ سب کیا ہے ڈیڈی کو سمجھائیے۔" حشم حواس باختہ ہو کر عطیہ بیگم سے بولا مگر وہ بھی ہاتھ جھاڑ کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"حشم! اس صورت حال میں میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔" حشم نے مارے طیش کے اپنے بالوں کو مٹھی سے نوچ ڈالا اس نے دادو کی جانب امید بھری نگاہوں سے دیکھا مگر دادو نے بھی نظریں بچالیں جب کچھ نہ سوجھا تو پیر پٹخ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"یہ...... یہ کیا کہہ رہی ہو سحرش تم...... میرا نکاح حشم سے......" انتہائی جوش انبساط سے سحرش نے اسے آ کر بتایا تو یہ سن کر وہ بھونچکا رہ گئی۔

"ہاں میری بنو جلدی سے بس دلہن بننے کی فکر کرو کل صبح تم دونوں کا نکاح ہے۔"

"اللہ نے ہماری خواہش کیسے پوری کردی ناں۔ تایا ابو نے حشم بھائی کو کچھ بھی کہنے کا موقع نہیں دیا ورنہ تو لگ رہا تھا کہ وہ ایک لمحے میں انکار کر کے چلتے بنیں گے۔" عالیان کے جملے نے لاج کو بری طرح چونکا دیا۔

"تو یہ نکاح حشم کی مرضی کے خلاف کیا جارہا ہے۔ بھلا وہ شخص مجھے کیسے قبول کر سکتا ہے؟ جبکہ میں اس کی نظر میں......!"

"ارے اب سب کچھ سوچنا چھوڑو اور حشم بھائی کے سپنے دیکھنا شروع کردو۔ سچی تم دونوں کی جوڑی بہت جچے گی۔" سحرش اسے چونکا کر بولی۔

"مگ...... مگر وہ......"

"افوہ اگر مگر چھوڑو ان شاء اللہ سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔"

سحرش اس کی بات کاٹ کر بولی۔

"سحرش کیا وہ اس رشتے پر اپنی مرضی سے راضی ہیں......"

"ارے لاج آپی آج پہلی بار میں نے بڑے ابو کو اتنے غصے میں دیکھا' انہوں نے کہا کہ یا تو لاج سے نکاح کرو وگرنہ میرا بیٹا صرف عالیان ہوگا۔" سنبل سادگی سے بول اٹھی جبکہ سحرش نے اسے آنکھیں دکھائیں کہ خاموش رہے۔ مگر وہ بھی نہیں لاج کے اندر سناٹے اترتے چلے گئے۔ اس نے اپنا دکھتا سر ہاتھوں میں گرالیا۔

"بڑے ابو اچھا نہیں کر رہے حشم کے ساتھ۔ میں ان سے بات کرتی ہوں۔" لاج ایک فیصلہ کر کے اٹھی۔

"پاگل مت بنو لاج بڑے ابو کچھ نہیں سنیں گے۔ دیکھو جو ہو رہا ہے جیسا ہو رہا ہے ہونے دو تم دیکھ لینا کچھ وقت بعد جب حشم بھیا اس رشتے کو قبول کرلیں گے تو سب ٹھیک ہوجائے گا۔" سحرش اسے روکتے ہوئے بولی تو لاج بے بس ہوگئی۔

❁......❁......❁

دستخط کرتے ہی ڈرائنگ روم میں مبارک باد کا شور اٹھا ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی حشم نے نکاح نامے پر سائن کیے تھے خاندان کے چند بزرگوں کے درمیان لاج اور حشم کا نکاح پڑھوا دیا گیا تھا۔

"ارے حشم ذرا سا مسکرا دو ابھی مسکرانے پر ٹیکس نہیں لگا۔" فرقان اس کے سنجیدہ چہرے پر چوٹ کرتے ہوئے بولا تو حشم جبراً بھی مسکرا نہ سکا۔ دادو اور عطیہ بیگم تو چاہتی تھیں کہ لاج کو سحرش کے کمرے سے رخصت کر کے حشم کے کمرے میں بھیج دیا جائے مگر حشم کے سنگین تیور اور خراب موڈ کو دیکھ کر فی الحال رخصتی کا پروگرام ملتوی کر دیا۔ ولایت گردیزی نے بھی مصلحتاً اس وقت رخصتی پر زور نہیں دیا انہیں بس یہ اطمینان ہوگیا تھا کہ لاج اب حشم کی منکوحہ ہے اور اب نبیل اور ملکہ بیگم کے ناپاک ارادے کبھی کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔

دن خاموشی سے ایک دوسرے کے پیچھے گزرتے چلے گئے۔ حشم حسب معمول اپنے بزنس میں مصروف تھا۔ لاج بخوبی جانتی تھی کہ وہ صرف اس کے وجود سے بھاگنے کی لیے خود کو گھر سے دور کر رہا ہے۔ سحرش ان دنوں تخلیق کے مراحل سے گزر رہی تھی گھر میں سب ہی انتہائی بے صبری سے ننھے منے مہمان کی آمد کے منتظر تھے۔ حشم نے اپنے دوست سے کہہ کر نبیل فاروقی کے آفس میں انکم ٹیکس کی ریڈ کروادی تھی جس کے پاس سے بہت بھاری تعداد میں بلیک منی برآمد ہوئی تھی۔ وہ بری طرح سے عدالتوں کے چکر میں پھنس گیا تھا جبکہ ولایت گردیزی نے لاج کے تمام ڈاکومینٹس منگوا کر اس کا ایڈمیشن یونیورسٹی میں اکنامکس ڈپارٹمنٹ میں کرادیا تھا۔ یونیورسٹی میں داخلے کے بعد لاج بھی قنوطیت اور یاسیت کے سمندر سے تھوڑی بہت باہر نکلی تھی اس نے اپنی تمام تر توجہ پڑھائی پر مرکوز کردی تھی۔

ان ہی خاموش اور بے زار دنوں میں سحرش کی جانب سے خوش خبری آئی۔ اس کے گھر چاندی بیٹی ہوئی تھی۔ پورے گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اتنے دنوں بعد حشم گردیزی کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آئی تھی وہ سحرش اور بچی کے لیے گفٹ لینے مال آیا تو سامنے ہی اس کی نگاہ خریداری کرتی ایک موٹی سی لڑکی پر پڑی وہ تیزی سے اس کی جانب آیا۔

"ارے مالیہ تم یہاں کیسے......؟" لڑکی حشم کی آواز پر متوجہ ہوئی اور اسے دیکھ کر بے پناہ خوش ہوگئی۔

"او مائی گاڈ حشم یہ تم ہو! اف کتنے عرصے بعد ہماری ملاقات ہو رہی ہے۔"

"جی میڈم پورے دس سال بعد۔" حشم مسکرا کر بولا۔

"واقعی دس سال کتنی تیزی سے گزر گئے کہ معلوم ہی نہیں ہوا۔"

"لیکن تم تو بالکل ویسے کی ویسی ہو بس ذرا موٹی ہوگئی ہو۔"

"مگر تم بالکل نہیں بدلے بلکہ اور زیادہ ہینڈسم اور گریس فل ہوگئے ہو۔ اچھا یہ بتاؤ چلڈرن ڈپارٹمنٹ میں کس کی شاپنگ کر رہے ہو؟ اپنے بچے کی؟" وہ ہمیشہ نان اسٹاپ بولتی تھی۔

"جی نہیں اپنی بھانجی کی ماہدولت ماموں بن گئے ہیں۔" حشم ہنس کر بولا۔

"اوہ اچھا مبارک ہو اور تم...... تم نے شادی وغیرہ تو کرلی ناں۔"

مالیہ کے سوال پر وہ ایک پل کے لیے خاموش ہوگیا نگاہوں میں یکدم لاج کا سراپا جھلملایا جسے دوسرے ہی لمحے اس نے زور سے جھٹکا۔

"نہیں جی ہم ابھی تک کنوارے ہیں اگر آپ ہمارے بارے میں سوچیں تو......" مالیہ زور سے ہنس دی۔

"اوہ حشم تم ابھی بھی بالکل ویسے ہی ہو جیسے کالج میں ہوا کرتے تھے اگر اظہر نے سن لیا تو تمہیں کچا چبا جائے گا۔" حشم نے ادھر ادھر دیکھ کر استفسار کیا۔

"یہ اظہر کہاں ہے تمہارے ساتھ نہیں آیا؟"

"وہ لندن میں ہے تمہیں تو معلوم ہے ناں کہ شادی کے بعد ہم لندن چلے گئے تھے میں یہاں اپنے چھوٹے بھائی کی شادی اٹینڈ کرنے آئی ہوں۔ تین مہینے تو یہاں رکوں گی اتنے سالوں بعد جو آئی ہوں۔" وہ تفصیل سے بتاتے ہوئے بولی۔

"دیٹس ویری گڈ چلو تم سے ملاقات رہے گی مگر ابھی تو تم میری مدد کرو مجھے شاپنگ صرف اپنے لیے کرنی آتی ہے۔" حشم آخر میں بے چارگی سے بولا۔

"سیکھ لو مسٹر آگے چل کر اپنی بیوی اور بچوں کی بھی شاپنگ کرانی پڑے گی۔" وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔

"بیوی اور بچوں کی ماں خود ہی شاپنگ کرلے گی۔" وہ تیزی سے بولا تو مالیہ حسب معمول ہنس دی۔

❁......❁......❁

سحرش کی بیٹی کا نام پری گل رکھا گیا تھا' آج اس کا عقیقہ تھا جس میں فرقان اور سحرش نے قریبی لوگوں کو مدعو کیا تھا۔ یہ تقریب گھر کے لان میں منعقد کی گئی تھی۔

"آپی! پری گل بالکل میری طرح ہے دیکھیے تو اس کی ناک! کتنی شباہت آرہی ہے میری۔" سنبل پری گل کا ایک ایک نقش بغور دیکھتے ہوئے بولی۔

"اف سنبل! خدا کے لیے اس معصوم بچی کو تو بخش دو اپنی ناک اس کی نازک سی ناک سے ملارہی ہو۔" عالیان مصنوعی صدمے سے بولا تو سحرش اور فرقان دونوں قہقہہ لگا کر ہنس پڑے، جبکہ لاج کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آگئی۔

"آپ سب لوگ عالیان کا ساتھ دیتے ہیں اس نے میری ناک کی بے عزتی کی اور آپ سب ہنس رہے ہیں جایئے میں اب کسی سے نہیں بولتی۔" سنبل برامان کر روہانسی انداز میں بولتی اندر کی جانب بڑھی تو فرقان اور عالیان دونوں اسے منانے کے لیے پیچھے بھاگے۔

"لاج مہمان بس آنے ہی والے ہوں گے تم بھی چینج کرکے تیار ہوجاؤ۔" سحرش لاج کی جانب متوجہ ہو کر بولی۔

"لیکن میں تو یہی کپڑے پہن کر آئی ہوں تم تو جانتی ہو میں سیدھا یونیورسٹی سے یہاں آگئی تھی۔" وہ منمنا کر بولی۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے۔ اتنے پھیکے رنگ کے کپڑے تم عقیقے کی تقریب میں پہنوگی تم کپڑے کیوں نہیں لے کر آئیں۔" وہ اسے سرزنش کرتے ہوئے بولی۔

"افوہ سحرش! ان کپڑوں میں برائی کیا ہے؟" لاج بےزاری سے بولی تو سحرش نے حقیقی معنوں میں اپنا سر پیٹ ڈالا۔

"تم تو ہو ہی عقل سے پیدل لڑکی چلو آؤ میں تمہیں اپنا کوئی سوٹ دیتی ہوں۔" پھر سحرش نے زبردستی اپنی قسمیں دے کر اسے اپنا آف وائٹ کلر پر ملٹی رنگ کے موتیوں اور ستاروں سے مزین کام والا سوٹ پہنایا ہلکے سے میک اپ میں لاج بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"لاج تم اتنی حسین لگ رہی ہو کہ آج حشم بھیا......" بولتے بولتے اچانک سحرش رکی......"میرا مطلب ہے سب حیران رہ جائیں گے کہ آسمان کا چاند زمین پر کیا کررہا ہے۔" سحرش سرعت سے بات بدل کر بولی تو لاج نے بھی کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا ہلکے پھلکے انداز میں بولی۔

"مجھے داغ دار چاند سے ملانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اچھا اب تم بھی جلدی سے تیار ہوجاؤ۔" یہ کہہ کر لاج کمرے سے باہر نکلی کہ یکدم اسے کچھ دیر پہلے کہے اپنے ہی الفاظ کانوں میں سنائی دیے۔ "مجھے داغ دار چاند سے ملانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"آہ......مما اور نبیل کے ساتھ گزاری زندگی میرے لیے اتنی بدنما اور بدصورت داغ ہے کہ حشم گردیزی کے سامنے میں اپنی جان دے کر دوسرا جنم بھی لے لوں گی تب بھی وہ ان داغوں کو فراموش نہیں کرپائے گا۔" لاج دکھ سے خود سے بولی۔

مہمانوں کی آمد ورفت شروع ہوچکی تھی اور پھر وہ بھی آگیا تھا۔ آف وائٹ کرتے شلوار میں فریش فریش سا اس کی مردانہ وجاہت پوری محفل میں نمایاں تھی۔ وہ قصداً ایسی جگہ بیٹھی جہاں حشم کی نگاہ اس پر نہ پڑے مگر دادو کو اس کے بنا چین نہیں آتا تھا فوراً عالیان سے ڈھونڈوا کر اسے اپنے پاس بٹھالیا تھا۔

"ارے حشم بھیا بھئی کیا اتفاق ہے' آج لاج بھابی نے بھی آف وائٹ رنگ زیب تن کیا ہے اور آپ بھی......کیا یہ اتفاق ہے یا پھر......" حشم دادی سے ملنے ان کی طرف آیا تو عالیان انتہائی شوخی سے دونوں کو دیکھ کر حشم سے انتہائی شرارت آمیز لہجے میں بولا مگر حشم نے چڑ کر اس کا جملہ کاٹا۔

"تمہیں فضول بولنے کے سوا کچھ نہیں آتا۔" یہ کہہ کر وہ سحرش اور فرقان کی جانب بڑھ گیا مگر اس وقت لاج کو اپنی توہین کا بے پناہ احساس ہوا وہ سرخ چہرہ لیے وہاں سے اٹھی اور دادو جو سحرش کی ساس سے محو گفتگو تھیں ان سے نگاہ بچا کر سحرش کے کمرے میں آگئی۔ کھانے کے وقت

جب سحرش کو لاج کی غیر موجودگی کا احساس ہوا تو اس نے عالیان اور سنبل سے استفسار کیا پاس بیٹھے حشم نے بھی یہ بات سنی اور بالکل غیر ارادی طور پر ایک متلاشی نگاہ پورے لان میں ڈالی مگر لاج اسے کہیں دکھائی نہیں دی سب لوگ کھانے کے بعد خوش گپیوں میں مصروف تھے مگر حشم گردیزی کی غیر ارادی طور پر اٹھی نگاہیں بار بار لاج کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ تقریب کے اختتام پر جب تمام مہمان ایک ایک کر کے رخصت ہوگئے تو سحرش انتہائی خطرناک تیوروں سمیت کمرے میں آئی اور پھٹ پڑی۔

''حد ہوتی ہے لاج ساری تقریب میں تم یہاں کمرے میں آ کر چھپ گئیں۔ اس سے پہلے دادو کے پہلو میں بیٹھی رہیں نہ مووی بنوائی اور نہ تصویریں کیا تم میری خوشی میں دل سے شریک نہیں ہوسکتی تھیں۔''

''بھرپور شرکت کرنے کے لیے ہی تو میں دوپہر سے آ گئی تھی اور تمہارے کہنے پر میں نے تمہارا سوٹ بھی پہنا تھا۔''

''ہاں بہت بڑا احسان کیا ہے تم نے میرے اوپر۔'' وہ منہ پھلا کر بولی تو لاج نے اسے منانے کی غرض سے دونوں ہاتھوں سے سحرش کے بازوؤں کو تھاما۔

''سوری میری پیاری بہن دراصل مجھے بہت تھکن ہو رہی تھی پلیز مجھے معاف کردو۔'' لاج منت بھرے لہجے میں بولی تو سحرش بھی نرم پڑ گئی۔

''اچھا یہ بتاؤ کھانا تو ٹھیک طرح سے کھایا نا۔'' سحرش نے استفسار کیا۔

''بالکل جناب یوں سمجھو دو دن کا کھالیا' اتنا لذیذ جو تھا۔'' لاج شرارت سے بولی تو اچانک سحرش کو کچھ یاد آیا۔

''ارے لاج دادو کو گھر جانے کی جلدی ہو رہی تھی انہیں گھٹنوں میں درد ہو رہا تھا تمہیں لینے بھیجا اور دیکھو غصے میں میں یہ بات بھول ہی گئی۔''

''اچھا...... پھر جلدی باہر چلو۔'' لاج یہ بات سن کر جلدی سے سحرش کے ہمراہ باہر آئی مگر وہاں پہنچ کر اس کے اعصاب کو زوردار جھٹکا لگا سب لوگ اسے چھوڑ چھاڑ کر چلتے بنے تھے۔

''یہ سب لوگ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔'' لاج روہانسی ہو کر سحرش سے بولی تو گیٹ کی جانب فرقان سے بات کرتے حشم نے چونک کر اسے دیکھا۔

''سحرش! یہ سب مجھے چھوڑ کر کیسے جاسکتے ہیں؟'' وہ باقاعدہ روہانسی ہوگئی۔

''ارے لاج باجی آپ تو ایسے پریشان ہو رہی ہیں جیسے کوئی بچی میلے میں کھوگئی ہو۔ حشم بھائی ہیں نا آپ ان کے ساتھ چلی جایئے گا۔'' فرقان کی چھوٹی بہن سائرہ نے شوخی سے کہا تو دوسرا جھٹکا اسے حشم کا نام سن کر لگا چہرے پر آئے نافہم تاثرات حشم کی نگاہوں کی گرفت میں آئے تھے۔ اس پل وہ کچھ خاص سی لگی۔

''سحرش...... تم پلیز فرقان بھائی سے کہو کہ وہ مجھے چھوڑ آئیں۔'' لاج پریشان ہو کر سحرش سے بولی تو وہ کچھ پل کے لیے خاموش سی ہوگئی۔ اگر وہ اپنے سسرال والوں کے سامنے حشم کی موجودگی میں اسے فرقان کے ہمراہ بھیجتی تو یقیناً وہ مشکوک ہوجاتے کیونکہ وہ لوگ لاج اور حشم کے درمیان رشتے میں موجود سرد مہری سے ناواقف تھے۔

''ارے لاج تم گئی نہیں......'' فرقان کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ حیرت سے بولا پھر حشم پر نگاہ پڑتے ہی وہ معنی خیزی سے مسکرا کر گویا ہوا۔

''ہاں بھئی چاندنی رات ہے پرکیف و معطر ہوا فضا و ماحول خوشنما ہے اور پھر موقع بھی ہے اور دستور بھی لہٰذا فائدہ تو اٹھانا چاہیے۔'' فرقان کی اس بات پر دونوں ہی سٹپٹا گئے حشم چلتا ہوا ان دونوں کے قریب آیا اور سحرش سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ گئی نہیں جبکہ عالیان تو کہہ رہا تھا کہ ہم سب جارہے ہیں۔''

''اوہ تو یہ عالیان کی شرارت ہے عالیان کاش اس وقت تم میرے سامنے ہوتے......'' لاج نے دل ہی دل میں دانت کچکچا کر سوچا۔

''لاج پلیز تم حشم بھائی کے ساتھ چلی جاؤ۔'' اس صورتحال سے پریشان ہو کر سحرش کی منت بھری مگر سرگوشی میں ڈھلی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

''سحرش میں تمہارے پاس ہی رک جاتی ہوں صبح یہیں سے یونیورسٹی چلی جاؤں گی۔'' سحرش کی بات پر

لاج بھی آہستگی سے بولی مگر حشم گردیزی کے کانوں میں اس کی آواز بخوبی پہنچ گئی تھی لاج کی اس بات پر سحرش نے بے ساختہ حشم کے چہرے کی جانب دیکھا جو بخوبی اس کے اندر کی کیفیت کی غمازی کر رہا تھا۔

''سائرہ پلیز ذرا میرے ساتھ پری گل کے گفٹس اٹھالو۔'' سحرش بہانے سے اپنی نند کو وہاں سے لے گئی اب وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تنہا تھے۔

''ہمارے خاندان کا یہ دستور نہیں ہے کہ لڑکیاں اپنی بہن کے سسرال میں جا کر رہیں فوراً باہر آ کر گاڑی میں بیٹھو۔'' حشم اپنے مخصوص انداز میں بولتا ایک بار پھر اس کا دل جلا گیا تھا اور خود فرقان سے اجازت لینے دوسری جانب پلٹا تھا۔ مارے طیش و بے بسی کے عالم میں لاج نے اپنی مٹھیوں کو بھینچا۔ وہ سحرش اور فرقان کو خدا حافظ کہہ کر خاموشی سے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر بیٹھ گئی حشم کی پوری توجہ ڈرائیونگ کی جانب تھی جبکہ وہ بھی اپنے خیالوں میں مگن تھی کہ حشم کی آواز پر چونکی۔

''محترمہ کن جہانوں کی سیر کر رہی ہیں؟''

''آپ کو اس سے کیا؟'' اتنے عرصے بعد لاج حشم سے مخاطب ہوئی تھی اسے بھی حشم پر طیش آیا تھا۔

''آپ گاڑی ذرا اسپیڈ میں چلایئے مجھے گھر جا کر اسائمنٹ مکمل کرنا ہے۔'' لاج اتنی بےزاری سے بولی کہ حشم کو اپنی اہانت کا شدید احساس ہوا۔

''تم مجھے......''

''ہاں ہاں میں آپ کی توجہ حاصل کرنے کے لیے یا پھر کوئی ایسی ہی اوٹ پٹانگ کوشش کے لیے یہ ڈرامہ کر رہی ہوں مگر پلیز گھر جلدی چلیے مجھے واقعی بہت کام ہے اور صبح ہی صبح اٹھنا بھی ہے۔'' لاج حشم کی بات درمیان میں کاٹ کر تیزی سے بولی تو حشم چند ثانیے کے لیے بالکل خاموش اسے دیکھتا رہا۔ مٹے مٹے سے میک اپ میں آنا تجھے پر شکنوں کا جال سجائے ہلکی سرخ نیند سے بوجھل آنکھوں میں الجھن لیے وہ ضد پر آمادہ لگی۔

''اوکے تمہیں جلدی گھر جانا ہے ناں تو ٹھیک ہے۔'' حشم اسے عجیب نگاہوں سے دیکھ کر بولا اور پھر اگلے لمحے گاڑی فراٹے بھرنے لگی۔ جب کافی دیر تک گھر کا علاقہ نہیں آیا تو لاج پوچھے بنا نہیں رہ سکی۔

''سحرش کے گھر سے ہمارے گھر کا فاصلہ اتنا زیادہ تو نہیں ہے پھر کھر......'' کہتے کہتے یکدم اس کی زبان تالو سے چپک گئی۔

راول ڈیم کا راستا پہچان کر وہ حقیقی معنوں میں پریشان ہوگئی۔

''یہ...... آپ مجھے اس وقت یہاں کیوں لے آئے؟'' ڈیم کی مبہوت کردینے والی خوب صورتی و دلکشی جو چاند کی روشنی میں جنت کا حصہ معلوم ہوتی ہے۔ اس پل ڈیم رات کی مہیب سیاہی میں مصنوعی روشنیوں کی سجاوٹ سے کوئی طلسم کدے کا منظر پیش کرتا دکھائی دیا۔

''حشم پلیز گھر چلیے سب ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے۔'' لاج رومانوی ماحول کی رعنائی اور حشم کے ساتھ تنہائی کے احساس سے اندر ہی اندر خائف ہو کر منت آمیز لہجے میں بولی۔

''تم گھر والوں کی فکر مت کرو آج رات ہم اس ڈیم کے گیسٹ ہاؤس میں گزاریں گے۔'' حشم لاج کے برعکس انتہائی سکون سے بولا تو حقیقی معنوں میں لاج نے اپنا سر پیٹ لیا۔

''آخر آپ کیوں مجھے ستانے پر تلے رہتے ہیں کل مجھے ہر صورت میں اسائنمنٹ جمع کروانا ہے۔'' حشم کو لاتعلق بیٹھا دیکھ کر وہ مجبوراً نرمی سے بولی مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ رات کی تاریکی اور پورے چاند کی نیلگوں روشنی میں ڈیم کی خوب صورتی اتنی رومان پرور اور سحر انگیز تھی کہ لاج کا دل بھی انوکھی لے پر دھڑکنے لگا تھا کچھ شادی شدہ جوڑے اس ماحول میں گم ان لمحوں کو جیسے اپنے لیے یادگار بنا رہے تھے۔ حشم گردیزی اسے اپنے ساتھ گیسٹ ہاؤس کی انتہائی پرشکوہ عمارت کے اندر لایا تو لاج کے جیسے ہاتھ پیروں میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

''حشم آپ چاہ کیا رہے ہیں کیوں مجھے پریشان کر رہے ہیں؟ اور دادو وہ کتنا فکرمند ہو رہی ہوں گی۔''

''تمہاری یہ دھونس یہ مرضی ختم کرنا چاہ رہا ہوں اور گھر والوں کی تم ٹینشن مت لو میں نے بتادیا ہے کہ تم میرے ساتھ میرے دوست کی شادی اٹینڈ کر رہی ہو اور ہمیں کافی

دیر ہوجائے گی لہٰذا آپ لوگ اطمینان سے سوجائیں۔“ یہ سب سن کر لاج کے تلوے پر لگی اور سر پر بجھی۔ وہ آس پاس کے لوگوں کا خیال کرتے ہوئے دبی آواز مگر غصیلے لہجے میں بولی۔

”آپ خود کو سمجھتے کیا ہیں صرف آپ ہی دوسروں پر اپنی دھونس اپنی مرضی مسلط کرسکتے ہیں مجھے یونیورسٹی کل ہرصورت میں جانا ہے ابھی اور اسی وقت گھر چلیے۔“

”میں بھی دیکھتا ہوں کہ کل تم کیسے یونیورسٹی جاتی ہو۔“ نجانے کیوں وہ اس پل لاج سے چاہتا تھا کہ وہ تمام چیزوں کو بالائے طاق رکھ کر صرف اس کی ذات کو اہمیت دے۔ اس کے سنگ قدم سے قدم ملا کر چلنے میں فخر محسوس کرے اس پل اس وقت اس لمحے وہ صرف اس کی قربت کے نشے میں مدہوش رہے مگر اس کے برعکس وہ رتی بھر بھی اسے توجہ دینے کو تیار نہیں تھی۔ لاج نے نادانستگی اس کی مردانگی کے زعم کو چوٹ پہنچائی تھی۔ جب اس نے حشم کے ساتھ گھر جانے سے بچنے کے لیے سحرش کی سسرال میں ٹھہر جانے کی بات کی تھی۔ حشم اسے بڑے استحقاق اور خود اعتمادی سے گیسٹ ہاؤس کے روم میں لے آیا جو ابھی نیچے اس نے استقبالیہ میں موجود مینیجر سے بک کروایا تھا اور کسی روم سروس کے بجائے خود ہی چابی لے کر کمرے کا دروازہ کھول دیا تھا جو نفاست و دلکشی میں اپنی مثال آپ تھا۔

”حشم پلیز بات سمجھنے کی کوشش کیجیے مجھے یہاں وحشت ہورہی ہے۔“ اس بار لاج لجاجت سے بولی۔

”اب وحشت ہو یا دہشت میں بہت تھکا ہوا ہوں اور اتنی لمبی ڈرائیونگ کرکے واپس گھر جانے کا قطعاً ارادہ نہیں رکھتا۔“ یہ کہہ کر حشم انتہائی بے پروائی سے بستر پر چت لیٹ گیا تو لاج کو بے تحاشا رونا آنے لگا۔ وہ خاموشی سے کھڑکی کے پاس آکر باہر جھانکنے لگی یہاں کھڑے ہوکر ڈیم کی خوب صورتی اور زیادہ بھرپور انداز میں اجاگر ہورہی تھی۔ کافی پل یونہی گزر گئے وہ باہر کا نظارہ دیکھنے میں انتہائی محو تھی کہ یکدم اسے احساس ہوا کہ پیچھے کوئی کھڑا ہے اس نے سرعت سے گردن موڑ کر دیکھا تو پاس کھڑے حشم کی آنکھوں میں اسے یوں خوف زدہ دیکھ کر مسکراہٹ در آئی۔ وہ بھرپور انداز سے مسکرا دیا۔

”آپ یہاں کھڑے کیوں مسکرا رہے ہیں اور......!“

وہ فقط اتنا ہی بول پائی تھی کہ اچانک حشم کے مضبوط بازوؤں نے اس کے نازک وجود کو اپنی آغوش میں بھر لیا لاج کو اس پل ایسا لگا جیسے اس کا دل حلق میں آ گیا ہو۔

”حشم“ وہ اتنا ہی بول سکی اور وہ بادل کی مانند اس پر جھکا اور بھرپور انداز میں برس اٹھا لاج آج بھی اس کے آگے بے بس ہوگئی تھی۔

کب اس کا وصال چاہیے تھا
بس ایک خیال چاہیے تھا
کب دل کو جواب سے غرض تھی
ہونٹوں کو سوال چاہیے تھا
شوق ایک نفس تھا اور وفا کو
پاسِ مہ و سال چاہیے تھا
اک چہرہ سادہ تھا جو ہم کو
بے مثل و مثال چاہیے تھا

وہ لمحے وہ پل وہ ساعتیں جو حشم گردیزی کو نجانے کیوں خود ہی سے بے گانہ کرگئی تھیں آخر کیا ثابت کرتی تھی وہ قربت وہ فراقت وہ نزدیکی! کیا وہ میری ضد تھی جو لاج کے جارحانہ رویے سے پیدا ہوئی کیا وہ محض استحقاق تھا۔ جس کا میں نے فائدہ اٹھایا کیا وہ محض کمزور لمحوں کی گرفت تھی جس نے مجھے بے بس کرڈالا تھا یا کیا پھر وہ اپنائیت وہ خاص جذبے کا احساس وہ چاہت کا کیف تھا جو صرف اپنی شریک سفر کی قربت سے جاگتا ہے۔

رات کی تاریکی کی گود میں جب اجالے نے آنکھیں کھولیں تو ان دونوں کو احساس ہوا کہ جو تعلق جو رشتہ جو ناطہ محض کاغذ پر بے جان پڑا تھا آج نامعلوم جذبوں کی بدولت ایک واضح حقیقت کی شکل میں ان کی روحوں میں داخل ہوچکا ہے جسے اب وہ اپنی روحوں سے نکال کر توڑ نہیں سکتے۔ واپسی پر دونوں نے ہی ایک دوسرے سے بات نہیں کی اور نہ دیکھنے کی جسارت کی۔

صبح سات بجے جب وہ گھر پہنچے تو لاج سیدھا اپنے کمرے کی جانب دوڑی تھی مگر حشم وہیں لان کی بینچ پر الجھا الجھا سا بیٹھا رہا۔

لاج کے یونیورسٹی میں سمسٹر شروع ہوچکے تھے۔ وہ پوری طرح سے پڑھائی میں مصروف ہونے کی کوشش میں تھی مگر ذہن بار بار بھٹک کر اس جفاکش کی جانب پلٹ جاتا جس نے ایک بار بھی مڑ کر اس کی خبر نہ لی۔ حشم کے اس اجنبی رویے نے اس کے دل کے ہزاروں ٹکڑے بڑی خاموشی سے کیے تھے مگر وہ تو چپ کی مار کا فن بھی جانتا تھا جو بہت کاری تھا۔

حشم بزنس کے سلسلے میں سنگاپور جانے کی تیاریوں میں لگا ہوا تھا اور ایک دن وہ اس سے ملے بنا چلا بھی گیا۔ لاج نے چپکے سے اپنے ہاتھوں کی پشت سے آنکھوں کی نمی کو رگڑا تھا۔

۞......۞......۞

”لاج صاحبہ پلیز میری بات تو سن لیجیے۔“ لاج اپنا آخری پرچہ دے کر نکلی تو عقب سے اسے ارمان کی آواز آئی کتنا دامن بچا رہی تھی وہ اس شخص سے مگر وہ بھی بہت ثابت قدم اور مستقل مزاج تھا کئی دن سے وہ اس کو بھرپور طریقے سے نظر انداز کررہی تھی مگر آج تو وہ اس کے راستے میں آ کھڑا ہوا۔

”ایکچوئلی میں آپ ہی کے ڈپارٹمنٹ کا ہوں بلکہ آپ ہی کی کلاس کا۔“ لاج کو تیکھے چتونوں سے گھورتے دیکھ کر ارمان گڑبڑا کر بولا۔

”مجھے اس بات میں کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ آپ اس ڈپارٹمنٹ کے ہیں یا کسی اور کے برائے مہربانی آئندہ اس طرح سے میرا راستہ روکنے کی کوشش مت کیجیے گا۔“ لاج انتہائی رکھائی سے کہتی وہاں سے چلی آئی البتہ ارمان مرزا نے اسے دور تک پرعزم نگاہوں سے جاتا دیکھا تھا۔

”ہیلو ہاں عالیان کیسے ہو تم۔“ حشم نے سنگاپور سے گھر فون کیا تو عالیان نے ریسو کیا پھر باری باری سب نے اس سے بات کی مگر صرف وہی نہیں آئی جس کی آواز لاشعوری طور پر اس کے کان سننے کے منتظر تھے۔ فون رکھ کر حشم کے اندر ایک عجیب قسم کی اداسی اندر ہی اندر سرایت کرتی چلی گئی۔ جسے وہ کوئی نام نہیں دے پایا۔ پھر ایک دن گھر میں دھماکہ ہوگیا۔ ارمان مرزا نے نجانے کہاں سے اس کا ایڈریس معلوم کرکے اپنے والدین کو

لاج ابراہیم کا رشتہ لینے بھیج دیا۔ اتفاقاً ولایت گردیزی گھر میں موجود تھے جب دادو اور عطیہ بیگم نے لاج کے نکاح کی بابت انہیں بتانا چاہا تو ولایت گردیزی یکدم مداخلت کرکے بولے۔

”ابھی دراصل ہماری کچھ مجبوریاں ہیں ہاں یا ناں کا جواب ہم آپ کو نہیں دے سکتے۔ ہمیں تھوڑا وقت دیجیے۔“ ولایت گردیزی کے منہ سے اتنی عجیب وغریب بات سن کر سب حیرت سے منہ تکتے رہ گئے۔

”آپ نے ان لوگوں کو صاف صاف انکار کیوں نہ کردیا کہ لاج کا نکاح ہمارے بیٹے سے ہوچکا ہے۔“ آج پہلی بار عطیہ بیگم اپنے شوہر سے الجھ کر بات کررہی تھیں۔

”آپ نے اپنے بیٹے کے کرتوت دیکھے ہیں ایک سال ہونے آیا ہے لاج اور حشم کے نکاح کو مگر اس نے رخصتی کا نام لینا تو درکنار کبھی ڈھنگ سے اس سے بات بھی نہیں کی میں حشم کا رویہ نہیں دیکھ رہا یا پھر آپ لوگوں نے پٹیاں باندھی ہوئی ہیں اسے ایئر پورٹ چھوڑنے سب گئے سوائے لاج اور اماں کے۔ اماں کی چونکہ ٹانگوں میں درد تھا مگر لاج وہ کیوں نہیں گئی اور نہ آپ کے اس ہونہار بچے نے اس کے بارے میں پوچھا۔ وہ بیوی ہے اس کی مگر اس کا رویہ اس کے ساتھ غیروں والا بھی نہیں‘ اتنے عرصے سے خاموش بیٹھے ولایت گردیزی آج لاوے کی مانند پھٹے تھے یہ سن کر سب کے سر جھک گئے۔ واقعی ولایت گردیزی غلط تو نہیں کہہ رہے تھے۔

”تو تو کیا چاہتا ہے کہ حشم سے لاج کا رشتہ توڑ کر ارمان مرزا سے جوڑ لیں۔“ دادو کافی غصے میں بولی تھیں مگر بیٹے کا جواب سن کر سناٹے میں آ گئیں۔

”ہاں...... اب حشم کو فیصلہ کرنا ہے اور جلد از جلد کرنا ہے یا تو وہ لاج کو رخصت کرکے باقاعدہ ہماری بہو بنائے یا پھر اسے آزاد کردے تاکہ ہم اس کے مستقبل کو بہتر ہاتھوں میں سونپ دیں۔“ یہ سن کر باہر بیٹھے سنبل اور عالیان جو چھپ کر بڑوں کی بات سن رہے تھے چکرا کررہ گئے۔ عالیان لمحے کے ہزارویں حصے میں لاج کے کمرے کی جانب بھاگا سب کچھ سن کر اسے ایسا لگا جیسے ایک خالی پن اس کے اندر اتر گیا ہو۔

”اب کیا ہوگا لاج آپی آپ پلیز حشم بھیا کو فون کرکے بلائیے۔“ سنبل خوف زدہ ہوکر بولی۔

”تایا ابو میرے سب کچھ ہیں وہ جو بھی فیصلہ کریں گے وہ فیصلہ میرا ہی ہوگا۔ اب تم لوگ جاؤ مجھے نماز پڑھنی ہے۔“ یہ کہہ کر وہ وضو کرنے کی غرض سے باتھ روم کی جانب اٹھی تو دونوں ایک دوسرے کو بے بسی سے دیکھ کررہ گئے۔

❁......❁......❁

اب کسی سے میرا حساب نہیں
میری آنکھوں میں کوئی خواب نہیں
خون کے گھونٹ پی رہا ہوں میں
یہ میرا خون ہے شراب نہیں
میں سرابی ہوں میری آس نہ چھین
تو میری آس ہے سراب نہیں

کتاب پڑھتے پڑھتے اسے ہلکی سی غنودگی آئی تو وہ سینے پر کتاب رکھ کر آنکھیں موندھے ریلکس انداز میں بیٹھی ہی تھی کہ اچانک وہ طوفان کی طرح اس کے سر پر آن پہنچا۔

”تم جس بات کے سپنے دیکھ رہی ہو ناں وہ کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوں گے۔ وہ...... وہ تمہارا کلاس فیلو ہاں ممکن تھا کہ اس سے تمہاری شادی میں خود اپنے ہاتھوں سے کرواتا‘ مگر...... اس بنا پر جب تم میرے نکاح میں نہ آئی ہوتیں۔ اور یہ بات تم اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھالو کہ اپنی ملکیت کو میں اپنی زندگی میں کسی کے بھی ہاتھ میں نہیں سونپتا۔“ شعلہ الفاظ مگر یہ کیا......! اسے لگا جیسے سخت حبس اور گھٹن زدہ ماحول میں اچانک ٹھنڈی ٹھنڈی پھوار برسنے لگی اور اچانک چاروں جانب جل تھل ہوگیا۔ وہ اس پر چلا کر یہ جا وہ جا جبکہ لاج کا دل چاہا کہ آج اتنا ہنسے اتنا کھلکھلائے کہ پوری دنیا کے لوگ بھی اس کی اس خوشی میں شریک ہوجائیں۔ یقیناً عالیان نے ہی حشم کو فون پر بتایا تھا آج لاج کو عالیان پر بے پناہ پیار آرہا تھا۔ حشم نے پہلی فرصت میں ارمان مرزا کے گھر والوں کو منایا اور اپنے باپ کے اس اقدام سے روٹھ کر کسی ضروری کام سے باہر چلا گیا۔

”ابو یہ چکر میری کچھ کچھ سمجھ میں آرہا ہے آپ نے نفسیاتی حربہ استعمال کرکے حشم بھیا کی چپ کو توڑا ہے ناں۔“ عالیان کے استفسار پر ولایت صاحب مسکرا اٹھے۔

”بیٹا جی حشم چاہے کتنا ہی بڑا اور عقلمند کیوں نہ ہوجائے مگر میں تو اس کا باپ ہی رہوں گا ناں۔“ وہ خوشگواری سے بولے تو سب انتہائی محظوظ ہوکر ہنسنے لگے۔

❁......❁......❁

فون کی بیل مسلسل بج رہی تھی مگر کوئی اسے ریسیو کرنے نہیں آیا تو ناچار لاج کچن سے نکلی مگر اس سے پہلے عالیان منہ بناتا ٹی وی پر آتے اپنے پسندیدہ شو سے نظریں ہٹاتا وہاں پہنچ چکا تھا۔

”عالیان حد ہوتی ہے کتنی دیر سے فون کی بیل بج رہی ہے اٹھاتے کیوں نہیں۔“ لاج اسے سرزنش کرتے ہوئے بولی تو عالیان نے انتہائی بے زاری سے فون اٹینڈ کیا مگر نجانے مقابل نے کیا کہا کہ عالیان کے اوسان پوری طرح خطا ہوگئے۔

”ک...... کیا کیا کہہ رہے ہیں آپ کون سے ہوسپٹل میں اچھا ہم لوگ ابھی آرہے ہیں۔“ عالیان کی دگرگوں کیفیت دیکھ کر لاج ازحد پریشان ہوکر اس کی جانب بڑھی اور کچھ پوچھنے کا قصد ہی کیا تھا کہ عالیان نے بچوں کی طرح چلانا شروع کردیا۔

”امی...... امی...... دادو ابو“

”ارے عالیان کیا ہوا؟ کیوں اس طرح چلا رہے ہو بچے سب ٹھیک تو ہے ناں۔“ عطیہ بیگم سب سے پہلے وہاں حواس باختہ سی پہنچیں۔

”امی...... امی بھیا کو کسی نے گولی مار دی ہے۔“ عالیان روتے ہوئے بولا تو لاج نے بے ساختہ اپنے ہاتھ کو اپنے منہ پہ رکھ کر چیخ روکی۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے عالیان کو دیکھے گئی۔

”ہائے میرا بچہ! نہیں میرے رب اولاد کی یہ آزمائش مجھ سے مت لینا میں تجھ سے اپنے بچے کی زندگی کی بھیک مانگتی ہوں یہ دکھ دکھانے سے پہلے یااللہ مجھے اٹھالے۔“ عطیہ بیگم صدمے کی کیفیت میں بے تحاشا رو کر بولیں تو لاج کا بھی ضبط جواب دے گیا وہ عطیہ بیگم کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

❁......❁......❁

حشم کی زندگی خطرے سے باہر تھی مگر ڈاکٹرز نے ابھی اسے انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں رکھا ہوا تھا۔ نبیل فاروقی کب سے بدلہ لینے کی تلاش میں تھا۔ حشم گردیزی نے انکم ٹیکس کی ریڈ کی بدولت اس کے بزنس کا دیوالیہ کردیا تھا اور اس پر کچھ مقدمات بھی عائد ہوگئے تھے کہ یہ بلیک منی اس نے کس طرح حاصل کی ہے وہ بہت چھوٹے پروں سے اونچی اڑان اڑنا چاہتا تھا مگر ایک ہی جھٹکے میں حشم گردیزی نے اسے زمین کی خاک چٹادی تھی اور اس وقت سے وہ اسے سبق سکھانے کے درپے تھا۔ حشم کو دو گولیاں لگی تھیں خوش قسمتی سے ایک تو بازو کو چھو کر نکل گئی تھی جبکہ دوسری شانے میں پیوست ہوگئی تھی جسے آپریشن کے ذریعے ڈاکٹرز نے نکال لیا تھا۔ پولیس نے نبیل فاروقی کو اپنی حراست میں لے لیا تھا۔ ڈاکٹر نے اسے تقریباً دو ہفتے ہسپتال میں رہنے کی ہدایت کی تھی مگر وہ تین دن میں ہی گھبرا گیا تھا۔

”ڈاکٹر صاحب پلیز مجھے گھر جانے دیجیے میں گھر پر زیادہ پرسکون رہوں گا۔“ وہ لجاجت سے بولا۔

”نو ینگ مین کم از کم تمہیں دس دن تو رہنا ہی ہوگا۔“ وہ قطعیت سے بولے تو حشم نے انتہائی بے بس و امداد طلب نگاہوں سے عالیان کو دیکھا تو اسے ہنسی آ گئی۔

”ارے بھیا‘ رہ لیں آرام سے ایسے موقعے بار بار نہیں آتے۔ دیکھیے ہر آدھے گھنٹے بعد کتنی خوبصورت پریاں مم...... میرا مطلب ہے کہ......“ عطیہ بیگم کو گھورتا دیکھ کر وہ گڑبڑا گیا۔

”حشم تم ضدمت کرو‘ ڈاکٹر صاحب تمہارے بھلے کے لیے ہی کہہ رہے ہیں اور عالیان تم جاکر دیکھو لاج اور سحرش کہاں غائب ہیں۔ وہ نیچے لان میں گئی تھیں۔“ عطیہ بیگم کے آخری جملے پر حشم جی جان سے سلگ اٹھا۔

”میں یہاں پٹیوں میں جکڑا پڑا ہوں اور انہیں سیر سپاٹے سوجھ رہے ہیں۔“ وہ دل میں بولا جب سے حشم کو

ہوش آیا تھا وہ ایک بار بھی اس کے سامنے نہیں آئی تھی۔ اور اس بات کو حشم نے بہت شدت سے محسوس کیا تھا۔ عطیہ بیگم عالیان کو بھیجنے ہی والی تھیں کہ دونوں مسکراتی ہوئی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں۔

''لڑکیوں تم دونوں ذرا حشم کے پاس رہو میں تھوڑی دیر کے لیے عالیان کے ساتھ گھر جا رہی ہوں۔''

''مگر بڑی امی مجھے تو گھر جانا تھا فرقان کو فلو ہو گیا ہے۔'' سحرش جلدی سے بولی اور ساتھ ہی آنکھوں کے اشارے سے عطیہ بیگم کو اشارہ بھی کیا جسے وہ فوراً سمجھ گئیں۔

''تو میں یہاں اکیلی رہوں گی۔'' لاج منمنا کر بولی تو حشم نے ایک کٹیلی نگاہ اس پر ڈالی زرد رنگ کے کاٹن کے شلوار قمیص کے سوٹ میں ڈھیلی سی بالوں کی چوٹی بنائے وہ اسے اشتعال دلا گئی۔

''امی آپ ان موصوفہ کو بھی ساتھ لے جائیں مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔'' حشم کے اس قدر جل کر کہنے پر تینوں کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

''ارے بھیا رہنے دیں ناں بھابی کو! یہاں کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر باہر کا نظارہ کریں گی۔'' عالیان مسکراہٹ دبا کر بولا اور پھر تینوں حشم کو خدا حافظ کہہ کر باہر نکل گئے۔ اب کمرے میں صرف وہ دونوں تھے۔ لاج آنکھیں جھکائے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کرکے جھجکتے ہوئے بولی۔

''وہ...... وہ اب آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں۔'' لاج نے استفسار کیا۔

''بہت جلدی خیال آ گیا پوچھنے کا۔ ویسے تو آپ نے یہ دعا کی ہوگی کہ میری جان آپ سے چھوٹ جائے اور......''

''بس اس سے آگے آپ ایک بھی فضول لفظ نہیں بولیں گے۔ ہمیشہ آپ میرے اوپر الزامات دھرتے ہیں اور آپ خود کتنے پانی میں ہیں یہ جانچا ہے کبھی آپ نے صرف بڑے ابو کی دھمکی کی بدولت مجھ سے نکاح کیا اور عین ممکن تھا کہ آپ اس بوجھ سے خود کو آزاد کر لیتے مگر ارمان مرزا کے رشتے سے آپ کی مردانہ انا کو سخت ضرب لگی اور صرف اپنے پندار اور ضد کی خاطر آپ اب تک یہ رشتہ برقرار رکھے ہوئے ہیں۔'' لاج نے بھی آج حساب بے باک کرنے کا سوچ لیا اور بولتی چلی گئی۔

''تم...... آہ......'' حشم گردیزی نے غصے سے اٹھنا چاہا کہ درد کی ایک ٹیس نے اسے بری طرح بے حال کر دیا وہ ٹوٹی ہوئی ٹہنی کی مانند بستر پر گرا لاج اسے تکلیف میں دیکھ کر بے ساختہ دوڑ کر اس کے پاس آئی۔

''یہ جھگڑا آپ ٹھیک ہو کر بھی کر سکتے ہیں میں کہیں نہیں جا رہی۔'' لاج اس کے بازو کی بینڈیج کو دیکھتے ہوئے بولی تو اچانک حشم گردیزی نے اپنا دوسرا ہاتھ آگے کر دیا۔

''جب ساری باتیں گنوا رہی ہو تو اس رشتے کا بھی تذکرہ کرو ناں جو اس رات ہمارے درمیان بندھا تھا۔'' حشم نے اس کا چہرہ اپنے قریب کرکے کان میں سرگوشی کی تو مارے حیا کے لاج سرخ پڑ گئی۔

''وہ...... بھی آپ کی ضد کا نتیجہ تھی آپ یہ ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ میں صبح یونیورسٹی جاؤں۔'' وہ بمشکل بولی۔

''ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو مگر مجھے نہیں معلوم تھا کہ ان فسوں خیز لمحات میں میرا دل ہمیشہ کے لیے تمہارا اسیر ہو جائے گا۔ اگر میری بات پر یقین ہے تو بھروسہ کر لو جان حشم یہ دل اسیر ہے تمہارا۔'' وہ خمار آلود سرگوشی میں گنگنایا تو لاج کا دل چاہا کہ مارے تشکر کے اس کے سینے سے لگ کر رو دے مگر اس نے خود پر قابو پا کر سر اٹھا کر اپنا غصہ دکھانا چاہا تو اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی حشم نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔

''سوری مائی لوونگ وائف اپنی ہر کوتاہی کی معافی مانگتا ہوں۔'' وہ بے چارگی سے بولا تو لاج کی آنکھوں میں طمانیت کے ساتھ ہونٹوں پر محبت بھری مسکان آ گئی اس نے بڑی سرشاری سے اپنا سر حشم گردیزی کے کشادہ سینے پر رکھ دیا۔

محبت اقرار مانگتی ہے اور حشم گردیزی کے اقرار محبت نے اس کے دل میں سکون بھر دیا تھا لاج نے طمانیت محسوس کرکے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور خود کو اپنی محبت کے سپرد کر دیا۔